﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 21/اگست و 28/اگست 2015ء | 05و12/ذوالقعدہ 1436 ہجری قمری | 21و28/ظہور 1394 ہجری شمسی | شمارہ 34-35

قرآن پر عمل کرنے والے کے لئے دہرا اجر ہے

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہوگا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں اور وہ شخص جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ عبس حدیث نمبر 4556)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

قرآن کریم کے احکامات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا ہونے کی کلید اور قوّت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا

قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ مَیں یہی دعویٰ رکھتا ہوں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کر لے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے تھے۔

’’قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت ’’دعا‘‘ ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 149۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 427)

’’غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے، نہ میرے کسی ہنر سے، مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اُس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں‘‘۔ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 409، 410)

’’اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف میں اس اُمّت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو محض حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللّٰہ سے حاصل ہوتے ہیں، اُسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔ ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتھیار دیا گیا ہے اگر وہ اُس سے کام نہ لے تو یہ اُس کا اپنا قصور ہے نہ کہ اُس ہتھیار کا۔ اِس وقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو اُن کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی کچھ پروا نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔ یہاں تک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلّی بے خبر اور غافل ہیں اس لئے حقیقی مومن کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔

بہت سے لوگ ہیں جو اوباشانہ اور عیاشانہ حالات زندگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کا فخر، دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہیں۔ اس قسم کی آرزوؤں اور تمناؤں اور اُن کے پورا کرنے کی تدبیروں اور تجویزوں میں ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہیں۔ اُن کی آرزوؤں کی انتہا نہیں ہوتی کہ پیغامِ موت آ جاتا ہے۔ اب اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دیئے تھے۔ انہیں قویٰ سے اگر کام لیتے تو حق کو پا لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے تو کسی سے بخل نہیں کیا لیکن ایسے لوگ خود قویٰ سے کام نہیں لیتے۔ یہ ان کی اپنی بدبختی ہے۔ نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو اُن خداداد قویٰ سے کام لے۔

بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے اوامر کی پیروی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو۔ تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے؟ اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کلمۂ کفر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے۔ اُس کے پاس سرکار کی طرح کوئی محدود نوکریاں تو نہیں ہیں جو ختم ہو جائیں۔ بلکہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کر لے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے تھے۔ بر کریماں کارہا دُشوار نیست۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب بندوں کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اُس کے نزدیک بہت سہل امر ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انسان راستی کے ساتھ اس کی راہ میں قدم رکھنے والا ہو اور اُس کے راستے میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دُکھ اور تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور اُن باتوں سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہیں اور سچی پاکیزگی اور طہارت اختیار کر لیتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اُس کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر لیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دُوری اختیار کرے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا جیسے کہ فرمایا فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (سورۃ الصّف: 6)‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 232-233۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

- ...... یہ حسن اخلاق، یہ محبت جو جماعت میں رنگ و نسل کے فرق کے بغیر موجود ہے یہ انسانی کوششوں سے ممکن نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔
- ...... خلیفۃ المسیح کی تقاریر سنیں تو ایسا لگا جیسے میں روحانی طور پر پرواز کر رہا ہوں۔
- ...... جو باتیں خلیفہ نے کہیں وہ قرآن کریم کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تھیں۔
- ...... خلیفہ بہت ہی امن اور پیار والے معلوم ہوتے ہیں۔ جو بھی انہوں نے کہا سچ کہا اور اگر تمام انسان اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو پوری دنیا میں امن پھیل جائے۔
- ...... اس وقت صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے اور دکھاتی بھی ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی زندہ ہے۔
- ...... اسلام اور امن ایک ہی چیز ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ آج دنیا کا امن جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔
- ...... حضورِ انور ایک امن پسند شخصیت ہیں اور آپ کی کشادہ دلی اور آپ کے علم کی وسعت مجھے پسند آئی۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات)

ترک، سلووینین اور عرب مہمانوں پر مشتمل وفود کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ ملاقاتیں۔

وفود کے ممبران کے حضور انور سے مختلف سوالات۔ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات۔ مہمانوں کے تأثرات

اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر Mathias Rohe صاحب اور ایک ڈپلومیٹ Harald Kindermann کی حضور انور سے ملاقات۔ مشرق وسطی اور مسلم ممالک کے حالات اور عالمی امن کی صورتحال پر گفتگو

تقریب بیعت۔ نو (9) ممالک کے 43 افراد کی بیعتیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدیوں کی اس مبارک تقریب میں شرکت

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔

اختتامی خطاب میں تبلیغ اور دعوت الی اللہ سے متعلق اپنے دلوں میں ایک درد پیدا کرنے اور تبلیغی مساعی کو وسیع تر کرنے کے بارہ میں احباب جماعت کو زرّیں ہدایات اور نہایت اہم تاکیدی نصائح

نومبائعات اور نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ ملاقاتیں۔

حضور انور سے ملاقات اور بیعت کے بعد نومبایعین و نومبایعات کے دلی جذبات کا اظہار

حضور انور ایدہ اللہ کا کروشیا اور جرمنی کی صحافی خواتین کو انٹرویو۔ جلسہ گاہ کالسروئے سے بیت السبوح فرانکفرٹ واپسی

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

06/جون 2015ء بروز ہفتہ
(حصہ دوم)

مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہمارے دل بدل دیئے ہیں۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک مہمانوں کے تاثرات ذیل میں درج ہیں:

- مراکش کے ایک دوست مصطفیٰ جناح صاحب بیلجئم سے اس جلسہ میں شرکت کیلئے آئے تھے۔ وہ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: **یہاں آکر میں اپنے جذبات کو بیان نہیں کر سکتا۔ ایسا روحانی نظارہ دیکھا ہے جس نے میری روح کی گہرائی تک اثر کیا ہے۔ اسلام کی صحیح تصویر مجھے یہاں نظر آئی ہے۔** میں تقریباً دو سال سے جماعت کو جانتا ہوں لیکن تین ماہ سے باقاعدہ جماعت کے پروگراموں میں شامل ہو کر دیکھ رہا ہوں۔ لیکن خلیفۂ وقت کو دیکھ کر اور آپ کی تقاریر سن کر میرا نظریہ احمدیت کے بارہ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی بیعت کی توفیق دے کہ میں دین کا خادم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والا بنوں۔ آمین

- بیلجیم سے مراکش کے ایک دوست محمد لیاوی صاحب جلسہ پر آئے تھے۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مَیں ایک سال سے احمدیہ مسجد برسلز کے قریب رہتا ہوں۔ تقریباً تین ماہ سے احمدیت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ مَیں یہی سمجھتا تھا کہ احمدیہ جماعت بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح بدعت ہے۔ جیسے جیسے کتب پڑھیں میری سوچ بدلتی گئی لیکن میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں احمدی ہو جاؤں گا۔ اب مجھے اطمینان قلب ہو گیا ہے کہ **یہ حسن اخلاق، یہ محبت جو جماعت میں رنگ و نسل کے فرق کے بغیر موجود ہے یہ انسانی کوششوں سے ممکن نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔**
جب میں نے خلیفۃ المسیح کو دیکھا تو اسی وقت میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ میری بیوی اور بچوں کو بھی ہدایت دے۔

- مراکش کے ایک دوست عبداللہ کلنانی (Kailnani) بھی بیلجیم سے آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ: میں مراکشی احمدی ہوں۔ جلسہ سالانہ بیلجیم اور جلسہ سالانہ ہالینڈ میں شرکت کر چکا ہوں، لیکن کسی ایسے جلسہ میں پہلی مرتبہ شرکت کی ہے جس میں خلیفۃ المسیح شامل ہوں۔ مجھے اس جلسے کا سارا انتظام بالکل ایسا لگا ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی ملکہ اور اس کے نیچے سارے انتظامات ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے ایسا بھائی چارہ، محبت اور ایسے انتظامات دیکھے ہیں کہ پہلے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 363

مکرم عبدالستاراحمدالعامری صاحب

مکرم عبدالستاراحمدالعامری صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق عراق سے ہے جہاں میری پیدائش 1963ء میں ہوئی۔میرا تعلق ایک شیعہ گھرانے سے ہے۔میرے والدین دنیاوی طور پربھی اَن پڑھ تھے اور دینی امور کے بارہ میں بھی ان کا علم سنی سنائی باتوں سے زیادہ نہ تھا۔

غمِ حسینؓ

میں بچپن میں اپنے بہن بھائیوں اوروالدین کے ہمراہ یوم عاشوراء کے موقعہ پر حضرت امام حسینؓ کی شہادت پرروایتی طور پر دکھ اورغم کا اظہار کرتا،ذکرِ حسین چلتا اورہم رنج والم کی تصویر بنے سینہ کوبی بھی کرتے۔یہ سب کچھ ہمارے ہاں دین کے بنیادی اورسب سے اہم شعائر کا حصہ سمجھا جاتا تھا جنہیں مسجد کے مشابہ ’’حسینیہ،، نامی ایک خاص مقام پر ادا کیا جاتا تھا۔میں نے بچپن میں ہی ایک بار جب والد صاحب سے اس بارہ میں پوچھاتو انہوں نے بتایا تھا کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت پرغم کا اظہارکرنا اور رونا ہرسچے مسلمان پرفرض ہے۔تاہم مجھے تکلفًا ایسا کرنے پراعتراض تھا اورغم کے اظہارکا یہ طریق پسند نہ آتا تھالیکن کبھی کھل کراس کا اظہار کرنے سے قاصر رہا۔

ظہورِامام مہدی کی خبریں

مذکورہ بالا مراسم کی ادائیگی کے دوران ہم امام مہدی کے بارہ میں بھی سنتے کہ وہ غائب ہیں اورآخری زمانے میں ظہورفرمائیں گے،اوران کو ماننے والے تعداد میں کم ہوں گے۔نیز یہ بھی سنتے تھے کہ جوبھی امام مہدی کے گروہ میں شامل ہوگااس کے لئے اجرِعظیم لکھا جائے گا۔یہ باتیں سن کرمیرے دل میں بھی یہ خواہش بشدت جوش مارنے لگی تھی کہ کاش مجھے بھی امام مہدی کی جماعت کا فدائی کارکن بننے کی سعادت مل جائے۔

توجّہ الی اللہ

جب میری عمر20 سال ہوئی تو میں نے شیعوں اور اہل سنّت اوراہل تصوّف کی بعض کتب کا مطالعہ کیا۔جس کے بعد میری طبیعت اہل سنّت کی کتب کی طرف زیادہ مائل ہونے لگی۔

1988ء میں لازمی فوجی ٹریننگ کے دوران مجھے ایران عراق جنگ میں محاذ پر رہنے کا بھی موقعہ ملا جہاں اچانک میرے اندر کوئی تبدیلی آئی۔مجھے خدا تعالیٰ کی طرف جذب کی خاص کیفیات میسرآئیں اور خدا کے ذکر اوراس کی عبادت کی طرف غیر معمولی توجہ پیدا ہوئی۔پھر انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے رؤیائے صالحہ سے بھی نوازا۔

امام مہدی اوراس کی علامات

فوجی ٹریننگ ختم ہونے کے بعد جب گھر لوٹا تو اپنے علاقے میں ’’تکیہ‘‘نامی صوفیوں کی عبادتگاہ میں گیا جہاں بہت سے درویش بیٹھے ہوئے تھے۔میں نے ان میں سے ایک سے بات کی تو اس نے بتایا کہ یہ شیعوں کے صوفی قادری کسنزانی طریقہ کا تکیہ ہے۔میں نے اس سے امام مہدی کے تصوراوراس کے ظہور کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ان کا شیخ اس بارہ میں بہتر جانتا ہےجس کا نام محمد بن عبد الکریم الکسنزانی ہے اوروہ بہت پہنچا ہوا امام اوراس زمانے کا ایک قطب ہے۔پھر اس درویش نے دھیرے سے یہ بھی کہہ دیا کہ میرے خیال میں ہمارا یہی شیخ ہی امام مہدی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عجمی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی عربی نہیں، عجمی ہوگا۔ نیز اس کا نام محمد ہے اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ امام مہدی کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔پھر روایات میں آتا ہے کہ امام مہدی کے سر پرعمامہ ہوگا اور ہمارا یہ شیخ سر پرعمامہ باندھتا ہے۔نیز اللہ تعالیٰ اس پر وحی کرتا ہے اور وہ شیخ الانس والجان ہے۔اس کی باتیں سن کرمیں بہت متاثر ہوااوراس روز سے میں نے بھی شیعہ ازم میں صوفیانہ طریق کی پیروی شروع کردی اورمذکورہ شیخ صاحب سے عقیدت کا تعلق باندھ لیا۔

مجاہدات اورروضۂ رسولؐ کی زیارت

صوفی ازم میں مجھے کئی سال گزر گئے ۔میں صوم وصلوٰۃ اورقیام اللیل کا پابندی کے ساتھ التزام کرنے لگ گیا۔بعض اوقات میں ساری ساری رات عبادت میں گزاردیتااورکئی کئی روزتک مسلسل روزے رکھتا کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ وہ مجاہدہ ہےجس سے عرفان نصیب ہوتا ہےاورنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوسکتی ہے یا بعض جنّوں سے بھی ملاقات ہوسکتی ہے۔17 سال تک اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کرمسلسل ان مجاہدات کو بجالانے کے بعد ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں سیڑھیاں چڑھ کر ایک سپر سٹور میں داخل ہوتا ہوں جہاں ایک ہندوستانی شخص سے میری ملاقات ہوتی ہے۔میں اس کے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔وہ میرے ساتھ اپنی زبان میں بات کرتا ہےاور کچھ دینی باتیں سکھاتا ہےاورمیں اس کی تمام باتیں بخوبی سمجھ رہا ہوتا ہوں حالانکہ مجھے ہندوستانی زبان نہیں آتی۔اس گفتگو کے بعد وہ مجھے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جاتا ہے۔اس کی دکان روضۂ رسولؐ کے بالکل قریب تھی۔

میں نیند سے بیدار ہواتو نہ صرف اپنی بیوی اوربچوں کو یہ خواب سنائی بلکہ صوفیوں کے تکیہ کے بعض درویشوں کوبھی اس سے آگاہ کرکے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ کیا ہندوستان میں کوئی مشہورولی یا شیخ ہے؟اس نے کہا: نہیں وہاں ایسا کوئی قابلِ ذکر عالم نہیں ہے۔میں یہ سن کر خاموش ہوگیا لیکن میں یہ خواب نہ بھول پایا۔

خواہشِ زیارتِ رسولؐ وامام مہدیؑ

اس کے بعد میری طبیعت دینی علوم کی طرف مائل ہوئی تو میں نے شریعت کالج میں داخلہ لے لیا لیکن شریعت کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے باوجودبھی میری علمی اورروحانی پیاس نہ بجھی۔

میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا امام مہدی کوخواب میں دیکھنے اوران سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی جو چندروز میں ہی شدت اختیار کرگئی۔تین سال گزر گئے لیکن یہ خواہش ناتمام ہی رہی۔بالآخرمیری دعاؤں اورتضرعات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک روز اچانک میرا تعارف ایم ٹی اے العربیہ سے ہوگیا۔اس وقت مکرم محمد شریف صاحب پروگرام الحوارالمباشر میں کچھ کہہ رہے تھے۔محض ایک منٹ کے بعد ہی ٹی وی سکرین پرایک تصویر دکھائی گئی جس کے نیچے لکھا تھا ’المسیح الموعودوالمہدی المعہودٗ۔میں یہ الفاظ پڑھ کر سکتے میں آگیا اور بےاختیاری کے عالم میں بول اٹھا:یہ کیا ہے؟یہ لوگ کون ہیں اورکیا باتیں کررہے ہیں؟مسیح اورمہدی تو دو الگ وجود ہیں اورمسیح نے آکر امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنی ہے ،پھر یہ کیا معاملہ ہے؟کیا یہ لوگ واقعی اتنے جاہل ہیں یا اس چینل کےکوئی خاص اہداف ہیں جن کی تکمیل کے لئے یہ اس قسم کے خیالات پھیلا رہے ہیں؟

پھرجب میں بیٹھ کران کی باتیں سننے لگا تو یہ جان کر دوبارہ ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا کہ ان کی باتیں عقل ومنطق کے عین مطابق اوران کا بیان غیرمعمولی طور پر ساحرانہ تھا۔

نزولِ شمس اورظہورِ صادق!

اگلے روز جب میں نے ان کی باتیں سنیں تو کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سب غلطی پر ہوں اور یہ چندلوگ حق پر ہوں؟اورکیا میں نے اپنی عمر کے 47 سال اسی جہالت اورغلطی میں گزارے ہیں؟!کیا میں نے صوفیوں کے ساتھ گزارے جانے والے گزشتہ 20 سال محض غلط نہج پر چلتے ہوئے ہی گزار دیئے؟میں انہی خیالات اور ایسے سوالات میں کہیں گم تھا کہ ایم ٹی اے پرمحمد شریف صاحب کی ایک بات میری توجہ کا مرکز بن گئی۔وہ کہہ رہے تھے کہ امام مہدی ومسیح موعودعلیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں خدا سے پوچھیں اوراستخارہ کرکے راہنمائی چاہیں۔چونکہ میں ایک عرصہ سے خداتعالیٰ کی عبادت اوراس کے راستہ میں مجاہدات کررہا تھااس لئے شریف صاحب کی یہ بات سنتے ہی میں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ رائے صائب اورمعقول ہے اور امام مہدی کے دعویدار کی صداقت جاننے کے لئے صحیح،آسان اور قابل اطمینان راہ ہے۔چنانچہ میں نے استخارہ شروع کردیااورسجدوں میں جاجاکراپنے رب سے روروکراس دعویدار کے بارہ میں اپنی راہنمائی کے لئے دعائیں کیں۔ دعاؤں کے بعد رات کوسوتے وقت میں ہر بار باوضو ہوکرقبلہ کی طرف منہ کر کے سونے لگا۔دوسرے روز ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ آسمان سے زمین کی جانب نزول کررہا ہے۔اس کے ساتھ ہی میں نے آواز سنی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو آسمان سےنزول فرمارہے ہیں۔ایسے میں مَیں نے اپنے پہلو میں کھڑے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑا اور ہوا میں پرواز کرتے ہوئے نزولِ شمس کے مقام پرپہنچ کرآنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جابیٹھااورآپؐ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔حضورؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے کاندھے پررکھ کرفرمایا کہ اپنی چادراتارکراپنے بھائی کو دےدو۔میں ایسا کرنے کے لئے ایک دوقدم پیچھے ہٹا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن شدتِ انوارکی وجہ سے میں آپ کے چہرہ کے خدوخال نہ دیکھ پایا۔آپ کا چہرہ مبارک اس وقت دمکتے ہوئے سورج کی مانند تھا۔آپؐ کے چہرہ کے انوارآنکھوں کوخیرہ کررہے تھے۔

اس وقت میں نے آپ کے جلو میں ایک نوجوان کوبھی دیکھا،اس کا چہرہ بھی آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرح روشن تھا۔دونوں چہروں کی روشنی ایک سی تھی۔ یہ دیکھ کرمیں نے کہا کہ یہ نوجوان کون ہے؟وہاں کچھ ایسے وجود بھی تھے جن کے سروں پرعمامے تھے اورخواب میں میں یہی سمجھا کہ یہ فرشتے ہیں۔وہ میرا سوال سن کر بہت سختی اور درشتی سے کہنے لگے: کیا تم اسے نہیں جانتے؟ یہ صادق ہے۔فرشتوں کے لہجے میں سرزنش تھی جس کا مجھ پراس قدر گہرا اثر ہوا کہ میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوگیا۔میری آنکھیں اس گھبراہٹ اورخوشی کے جذبات کی وجہ سے آنسو برسارہی تھیں۔فرشتوں کی بات ’’کیا تم اسے نہیں جانتے؟‘‘ کی صدا بار بار میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ایسے میں اچانک مجھے چارسال قبل دیکھا جانے والا وہ رؤیا یاد آگیا جس میں مَیں نے ایک ہندوستانی کو دیکھا تھا جو مجھے روضۂ رسولؐ پر لے گیا تھا۔اورمیرے دل میں خیال گزرا کہ ہونہ ہو یہ صادق وہی ہندوستانی ہے جو رؤیا میں مجھے روضۂ رسولؐ پر لے گیا تھا۔

دوروز میں تمنّا برآئی

مَیں توگزشتہ بیس سالوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورامام مہدی کی زیارت کا متمنی تھا اوراس کے لئے بکثرت دعائیں کررہا تھا لیکن میری دعا قبول نہیں ہورہی تھی مگرایم ٹی اے کودیکھنے اوراس پر بتائے جانے والے طریق پرعمل کرنے کے محض دودن بعد ہی اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی تھی اورمیری امید برآئی تھی۔اس بات نے میرے دل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اورآپ کی جماعت کی صداقت کے بارہ میں ایسا قوی ایمان راسخ کردیا جس کے سامنے پہاڑبھی ہیچ ہیں۔مجھے اس جماعت پر ہونے والی برکات کا دوسرے روز سے ہی اندازہ ہوگیا۔لہٰذا میں نے سوچا کہ امام الزمان کو پانے، اسے پہچاننے،اس پرایمان لانے اوراس کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت سے بڑی برکت اورکون سی ہوسکتی ہے۔چنانچہ مَیں نے فورًا انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کی اوربیعت ارسال کردی۔

مطالعۂ خزائن اوررؤیائے صالحہ

اس کے بعد میں نے پرنٹرخریدا اورعربی ویب سائٹ پرموجودحضرت امام مہدی علیہ السلام کی اکثرکتب پرنٹ کرلیں اور انہیں پڑھنا شروع کردیا۔حضور علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے رؤیائے صالحہ سےنوازا۔مثلاً شروع شروع میں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کورؤیا میں دیکھا کہ آپ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں۔آپ نے مجھے بلاکرکہا: اے عبدالستاران لوگوں سے کہو کہ مجھے پر پانی نہ پھینکیں۔میں یہ سن کرآپ کے پاس بیٹھ گیااورآپ کواپنے بازوؤں میں بھرکر رونا شروع کردیا۔آپ کا جسم کمزور اورآپ کے بالوں اورجلد کارنگ سرخی مائل تھا۔

پھراس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہندوستان میں آپ کے دارِمبارک میں دیکھا۔ آپ ایک کھلے صحن میں تشریف لائے جہاں بڑی بڑی دیگوں میں کھانا پکایا جارہا تھا۔آپ نے کھاناوغیرہ کی پکوائی کا جائزہ لیااورکھانا بنانے والوں کا بھی حال پوچھا۔

تیسری بارمَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں بہت

سے احمدی احباب کے ساتھ خانہ کعبہ کے اردگرد کے علاقے کی صفائی کررہا ہوں۔رؤیا میں دیکھا کہ اس علاقے میں بہت سی پرانی بوسیدہ دیواریں تھیں جن کے بارہ میں میرا گمان تھا یہ شاید کسی قدر پکی دیواریں ہوں گی لیکن جونہی کدال ان پر رکھا تو وہ بھربھری مٹی کی طرح بکھرتی چلی گئیں۔ پھر ہم سب احمدیوں نے مل کر خانہ کعبہ کے ماحول کی اچھی طرح صفائی کی۔

تبلیغ، اہل خانہ کی بیعت اور مخالفت

یہ رؤیائے صالحہ میری مزید ایمانی قوت اور روحانی ترقی کا باعث ٹھہرے۔ چنانچہ میں نے اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو تبلیغ کرنی شروع کردی۔ میری بیوی نے تو بات سن کر میری تائید کی اور فورًا بیعت کرلی۔ پھر میری بڑی بیٹی نے بھی چند ماہ کی تحقیق کے بعد بیعت ارسال کردی اور پھر دیگر بچے بھی حق کو پہچان کر اس سفینۂ نجات میں سوار ہوگئے۔ لیکن میرے دوستوں نے تمسخر سے کام لیا اور اعتراض کیا کہ امام مہدی عربوں کو چھوڑ کر ہندوستان سے کیونکر ظاہر ہوگیا؟

جب میں نے اپنے ایک بھائی کو ظہورِ امام مہدی علیہ السلام کی خوشخبری سنائی تو اس نے گالی گلوچ اور لعن طعن کی راہ اختیار کی اور امام مہدی کی تکذیب کی اور میری تکفیر کا بھی فتویٰ دے دیا۔

صوفیوں پر اتمام حجت

اس کے بعد مَیں اپنی سابقہ صوفی جماعت کے درویشوں کے پاس گیا۔ مجھے وہاں جاکر معلوم ہؤا کہ ان میں سے چند ایک کو نہ صرف حضور علیہ السلام کے دعوے کا علم تھا بلکہ انہوں نے ایم ٹی اے بھی دیکھا تھا لیکن انہوں نے یہ بات دیگر مریدوں سے چھپائی تھی۔ جب میں نے انہیں ظہورِ امام مہدی کی خبر سنائی تو انہوں نے میری بات سن کر خاموشی اختیار کرلی۔ چونکہ میں بہت جوش اور غصے سے بول رہا تھا اس لئے ان میں سے بعض معتبر حضرات نے مجھے بٹھایا۔ پھر ان میں سے ایک نے، جو کبھی ہمارا نگران ہوا کرتا تھا اور وہ ایک پڑھا لکھا اور عراقی ائرفورس کا ایک ریٹائرڈ افسر تھا، مجھ سے کہا کہ میں نے 2007ء میں یہ چینل دیکھا تھا اور تین ماہ تک اس کے پروگرامز دیکھنے کے بعد اسے بند کردیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ نے ہمیں کیوں نہ بتایا؟ اگر کوئی اعلان کرتا ہے کہ وہ وہی امام مہدی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی تو اس کے بارہ میں آپ کو ہمیں بتانا چاہئے تھا تاہم اس کی سچائی کے بارہ میں تحقیق کرکے کسی فیصلہ پر پہنچتے۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی بلکہ اس شخص کی بعثت کی بات تھی جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکیدی نصیحت فرمائی ہوئی ہے کہ خواہ برف کے پہاڑوں پر سے بھی چل کر جانا پڑے تب بھی جاکر اس کی بیعت کرنا۔

چونکہ میں ایم ٹی اے کے ذریعہ جنّوں کی حقیقت جان چکا تھا اور صوفیوں کی اس جماعت کا عقیدہ تھا کہ ان کے بڑے شیخ صاحب شیخ الانس والجان ہیں۔ لہٰذا میں نے انہیں کہا کہ تم یہ باتیں کرکے ہماری کم عقلی اور لاعلمی کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب ایسے جنّوں کا وجود ہی نہیں ہے تو شیخ صاحب کونسے جنّوں کے شیخ ہیں؟

ان کے ساتھ باتوں کے دوران ہی مجھے یاد آیا کہ اسی شخص نے کئی سال پہلے ہمیں مخاطب کرکے کہا تھا کہ میں نے ایک ایسا چینل دیکھا ہے جسے اگر تم دیکھ لو تو تمہارے دل پھر جائیں اور شیخِ طریقت پر تمہارا ایمان بھی متزلزل ہوجائے۔ دراصل اس وقت وہ ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا لیکن اس نے ہمیں اس کے بارہ میں نہ بتایا۔

شیخِ طریقت کے کئی خلفاء تھے۔ اس ریٹائرڈ فوجی افسر نے مجھ تسلی دلاتے ہوئے کہا کہ میں اس بارہ میں شیخِ طریقت کے خلیفہ سے بات کروں گا تا وہ شیخ صاحب سے اس بارہ میں ہدایت لے۔ میں نے کہا کہ میں شیخِ طریقت کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کروں گا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے مَیں یہ بات بھی ان تک پہنچادوں گا۔

میرا مقصد یہی تھا کہ میں شیخ طریقت سے مل کر پوچھوں کہ کیا انہوں نے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارہ میں سنا تھا؟ اگر سنا تھا تو انہوں نے ہمیں کیوں نہ بتایا۔ نیز یہ کہ 2007ء کے اپنے رسمی مجلّہ میں وہ کیونکر جماعت احمدیہ کی عربی ویب سائٹ سے مواد لے کر شائع کرتے رہے ہیں اور نیچے ویب سائٹ کا ایڈریس بھی نقل کرتے رہے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں جانتے تھے اور اس کی صداقت کے بھی قائل تھے اسی لئے تو کلام الامام میں سے بعض پیرے اپنے مجلّہ میں نقل کرتے رہے ہیں۔

بہرحال میرے الحاح کے بعد انہوں نے بتایا کہ شیخِ طریقت اردن گئے ہوئے ہیں اور جب وہ آئیں گے تو تمہاری ان سے ملاقات کروادی جائے گی۔ بہرحال میں نے اس دن انہیں خیرباد کہا اور دوبارہ کبھی وہاں نہ گیا۔

مخالفت کی شدت اور ہجرت

اس کے بعد میں نے اپنے کام پر بھی بعض دوستوں کے ساتھ ظہور امام مہدی کے بارہ میں بات کی تو انہوں نے بھی انکار کیا اور میری تکفیر کے درپے ہوگئے، بلکہ ان میں سے ایک کو تو اس قدر غصہ آیا کہ وہ کافر کافر کہتے ہوئے میری طرف لپکا اور مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔

ایک روز سورہ بقرہ کی آیت کریمہ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ کے بارہ میں میری اپنے شعبہ کے ڈائریکٹر سے بات ہوئی۔ اسکا موقف تھا کہ اس آیت میں فرشتوں کے حضرت موسیٰ کا تابوت اٹھا کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لانے کا ذکر ہے۔ میں نے کہا کہ فرشتے تو نظر نہیں آتے پھر کیا وہ تابوت ہؤا میں اڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا؟ اور اگر ایسا ہوا تھا تو سب دیکھنے والوں کے لئے یہ ایک بہت بڑا معجزہ ثابت ہونا چاہئے تھا اور سب کو حضرت داؤد علیہ السلام پر ایمان لے آنا چاہئے تھا جبکہ تاریخ میں ایسے کسی واقعہ کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ سن کر وہ سخت غصے میں آگیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ تم نے دین بدل دیا ہے۔ تم نے ہمارے دین کو تبدیل کرکے رکھ دیا ہے۔ پھر وہ چیختے اور پاؤں پٹختے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے بعد میں شریعت کالج میں گیا جہاں سے میں نے دین کی تعلیم حاصل کی تھی، اور اس کے پرنسپل سے امام مہدی کے بارہ میں بات کی تو اس نے بھی تکذیب وتکفیر کی راہ اختیار کی۔ کچھ عرصہ کے بعد شریعت کالج کے پرنسپل کا بیٹا میرے بڑے بھائی کے گھر آیا اور اسے کہنے لگا کہ اپنے بھائی کو سمجھاؤ، وہ ایک ایسی جماعت میں شامل ہوا ہے جو انگریز کی ایجنٹ ہے۔ اسے کہو کہ وہ جاسوسوں کی اس جماعت کا لٹریچر تقسیم کرنے سے باز آجائے اور ان لوگوں سے علیحدگی کا اعلان کردے۔

میں نے انہی ایام میں چند لوگوں کو جماعت کا لٹریچر دیا تھا جسے وہ وہابیوں کے پاس لے گئے اور پھر ایک روزان کا بھی ایک نمائندہ میرے بڑے بھائی کے پاس آیا اور اسے شدید قسم کی دھمکیاں دیں۔ چنانچہ ان دو واقعات کے بعد میرا بھائی غصے سے لال پیلا ہوکر صبح سویرے میرے گھر آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم انگریز کے ایجنٹوں کی ترجمانی کرتے پھر رہے ہو۔ ایسا کرنے سے باز آجاؤ ورنہ اپنے انجام کے تم خود ذمہ دار ہوگے۔

میں نے کہا کہ تم اس جماعت کے بارہ میں جانتے ہی کیا ہو جو اس قسم کے فتوے دیئے جارہے ہو؟ بالآخر اس نے بھی تمسخر اور استہزاء کرتے ہوئے تکفیر وتکذیب سے کام لیا اور باقی رشتہ داروں سے مل کر ہم سے تمام تعلقات توڑ لئے۔ میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بالکل اکیلا ہوگیا۔ میرے بچوں نے ہر طرف سے تکفیر اور استہزاء دیکھا لیکن ایمان پر قائم رہے۔ یہ سلسلہ 2014ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد میری مخالفت اس قدر شدت اختیار کرگئی کہ مجھے اور میرے بچوں کو دھمکیاں ملنے لگیں۔ جب میں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوششوں کو تیز ہوتے ہوئے دیکھا تو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اور اپنا گھر کرائے پر دے کر اس علاقے سے بہت دور ایک مقام پر جاکر رہنا شروع کردیا جہاں مجھے کوئی نہ جانتا تھا۔

سفر برائے لقاءِ جماعت مومنین

میں عراق میں اکیلا تھا اور بیعت کے بعد سے میری دلی خواہش تھی کہ کسی احمدی سے ملوں۔ میں اور تو کسی ملک میں جانے سے قاصر تھا لیکن ایم ٹی اے سے اتنا سنا تھا کہ شام میں بہت سے احمدی ہیں۔ اس لئے میں نے ان سے ملنے کے لئے 2011ء میں شام کا سفر اختیار کیا۔ شام پہنچ کر میں روزانہ بازاروں اور سڑکوں پر نکل جاتا اور لوگوں سے جماعت کے بارہ میں پوچھتا لیکن کسی نے مجھے جماعت کے بارہ میں کچھ نہ بتایا۔ تین دن گزرنے کے بعد میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ لندن میں رابطہ کرکے شام کے کسی احمدی کا ایڈریس لے دے۔ یوں رابطوں کا ایک لمبا سلسلہ چلا اور ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا کہ میں ہمت ہار بیٹھا۔ میں سمجھا کہ شاید شام میں کوئی احمدی نہیں ہے۔ اور انہی خیالات کے زیر اثر میں نے شام سے واپسی کا ارادہ کرلیا۔ ایسے میں مجھے عبدالقادر نامی ایک احمدی کا فون آیا اور اس نے بتایا کہ لندن سے انہیں میرے ساتھ رابطہ کرنے کا پیغام موصول ہوا ہے۔ یہ سن کر میں تو ہواؤں میں اڑنے لگا۔ وہ فورًا میری رہائشگاہ پر آگئے اور ایسے ملے جیسے میرے بہت قریبی عزیز ہوں۔

میرے دل میں ان کے لئے ایک ایسی محبت پیدا ہوئی جس کی لذت سے میں قبل ازیں ناآشنا تھا۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت کا ذکر ایسی محبت اور ایسے انداز میں کیا کہ میرے دل میں بھی خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے بے پناہ محبت پیدا ہوگئی۔ پھر عبدالقادر صاحب نے مجھے دیگر احمدیوں سے بھی ملایا۔ ان سب کے اخلاق مثالی اور محبت عالی تھی۔ مجھے تو وہ چلتے پھرتے فرشتے دکھائی دیتے تھے۔

امام سے محبت اور ملاقات کی خواہش

گو میں نے بیعت فارم پُر کرکے ارسال کردیا تھا لیکن علی الاعلان بیعت کے الفاظ کو ادا نہیں کیا تھا۔ یہاں ان سب دوستوں کے سامنے ایسا کرنے کی بھی توفیق ملی لیکن یہ ایک عجیب تجربہ تھا۔ بیعت کے الفاظ دہراتے ہوئے میں اتنا رویا کہ ہچکی بندھ گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ کی خاص برکات مجھ پر نازل ہوئیں۔ مجھے تسکین قلب اور اطمینان نصیب ہوا، گناہوں اور لغویات سے بچنے کے لئے خاص قوت عطا ہوئی اور ہر روز میری زندگی روحانی طور پر بھی بہتر سے بہتر ہونے لگی اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خاص محبت میرے دل میں ڈالی گئی اور آپ سے ملنے کی تڑپ ہر آن مجھے بے قرار کرنے لگی۔ حضور انور سے ملاقات، آپ کی دست بوسی اور قدموں میں بیٹھنا میری زندگی کی بہت بڑی خواہش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمائے۔

مجھے مرکز میں بعض احمدی احباب کے ساتھ بات کرنے اور ان سے خط وکتابت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان سے بات کرکے میرا دل محبت سے بھر جاتا ہے اور راحت وسکون ملتا ہے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر کہتا ہوں کہ اگر ان احمدیوں سے رابطہ کرکے میری یہ حالت ہے تو ان کے اور میرے سیدی حضرت امیر المومنین سے ملاقات کرکے اور آپ سے بات کرکے میری کیا حالت ہوگی۔ یقیناً حضور انور سے ملاقات میرے ہر زخم کا مرہم ثابت ہوگی اور میرے نفس وروح کا ہر زنگ دھل جائے گا، تزکیہ نصیب ہوگا اور زندگی میں حقیقی انقلاب آجائے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

..................(باقی آئندہ)

وہ چہرہ نور و نور

وہ سایہ میٹھے بادل کا
وہ چہرہ نور و نور
وہ یار طبیب جو دیکھ کے
ہر دکھ سے کر دے دور
وہ سایہ سبز دعاؤں کا
جو کر دے جاں گلزار
وہ جس کو دیکھ کے اُجڑا دل
ہو جائے برگ و بار
وہ چہرہ ایک گلاب سا
دل مانگے دید ہی دید
وہ صورت ہو جو سامنے
میری ہر دم عید ہی عید

(مبارک صدیقی ۔لندن)

خطبہ جمعہ

اگر قرآن پڑھانا ہے تو ایسے طریقے سے پڑھانا چاہئے جس سے شوق اور محبت پیدا ہو

اصل چیز تو خدا تعالیٰ کے کلام سے محبت ہے۔ اسے حتی الوسع صحیح رنگ میں ادا کرنا چاہئے۔ اس کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ صرف قاری بننا اور دکھاوے کے لئے مقابلوں میں حصہ لینا۔

قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کو اس طریق سے پڑھانا چاہئے کہ قرآن کریم پڑھنے کا شوق پیدا ہو

اصل چیز قاری کی طرح قراءت نہیں اور یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اگر اس طرح الفاظ ادا نہ کرسکیں تو قرآن کریم ہی پڑھنا چھوڑ دیں۔ قرآن کریم پڑھنا ضروری ہے۔ تلاوت کی طرف روزانہ ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے۔ یہ کوشش ضرور ہونی چاہئے کہ اصل کے جتنا قریب ترین ہوکر آسانی سے الفاظ کی ادائیگی ہوسکے، کی جائے اور اس میں پھر بہتری پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جائے۔

اگر آپ لوگ تقویٰ وطہارت اپنے اندر پیدا کریں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور تہجد اور درود پر التزام رکھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کو بھی رؤیائے صادقہ اور کشوف میں سے حصہ دے گا اور اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرے گا۔

دارالبیعت لدھیانہ کی جماعت کی تاریخ میں اہمیت کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی آپؑ سے بے پناہ محبت اور اطاعت کے روح پرور واقعات کا بیان

مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 31؍ جولائی 2015ء بمطابق 31 وفا 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دنوں کسی نے ایک چھوٹی سی ویڈیو دکھائی کہ ایک افریقن مولوی بڑی عمر کے لوگوں کو قرآن پڑھا رہا ہے اور ذرا سی غلطی پر سوٹیوں سے مار مار کر ان کا برا حال کیا ہوا تھا۔ اب جس کی ایک تو زبان نہ ہو اور پھر سترہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی زیادہ بڑی عمر ہو جائے تو وہ کس طرح قاریوں کی طرح ہر حرف کی صحیح ادائیگی کرسکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ قرآن پڑھنے سے ہی بھاگتے ہیں اور یہی وجہ ہے مسلمانوں میں سے جو غیر عرب لوگ ہیں، بہت سوں کو قرآن کریم پڑھنا بھی نہیں آتا۔ پس اگر قرآن پڑھانا ہے تو ایسے طریقے سے پڑھانا چاہئے جس سے شوق اور محبت پیدا ہو۔

گزشتہ دنوں ایک جاپانی خاتون جو یہاں رہتی ہیں ملنے آئیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی۔ انہوں نے بتایا کہ تین سال میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن شریف مکمل کرلیا ختم کرلیا، اور وہ کچھ سنانا بھی چاہتی تھیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے سنائیں۔ تو انہوں نے آیۃ الکرسی اس طرح ڈوب کر پڑھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ قرآن کریم سے ایسی محبت ہو کہ اس میں ڈوب کر اسے پڑھا جائے۔ صرف دکھاوے کے لئے قاریوں کی طرح گلے سے آوازیں نکال لینا تو مقصد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ٹھہر ٹھہر کر اور جس حد تک بہترین تلفّظ ادا ہوسکتا ہے ادا کر کے پڑھا جائے۔ اگر ہم کہیں کہ ہم عربوں کی طرح الفاظ کی ادائیگی کر سکتے ہیں تو یہ مشکل ہے۔ بعض حروف کی صحیح ادائیگی غیر عرب کر ہی نہیں سکتے۔ سوائے اس کے کہ عربوں میں پلے بڑھے ہوں۔ جاپانی قوم ہے وہ بھی بعض حروف کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ مثلاً یہ جو پڑھنے والی تھیں وہ بھی 'خ' کو جس طرح ادا کر رہی تھیں اس میں 'ح' زیادہ ابھر کر سامنے آتی تھی۔ 'خ' اور 'ح' کا فرق نہیں تھا۔ ان جاپانی خاتون سے سن کر مجھے یہ تأثر ملا ہے کہ اگر تمام جاپانی نہیں تو ان خاتون کی طرح بہت سے ایسے ہوں گے جن کے لئے بعض حروف کی ادائیگی مشکل ہوگی۔ لیکن بہرحال اصل چیز تو خدا تعالیٰ کے کلام سے محبت ہے۔ اسے حتی الوسع صحیح رنگ میں ادا کرنا چاہئے۔ اس کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ صرف قاری بننا اور دکھاوے کے لئے مقابلوں میں حصہ لینا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَشْھَدُ کے بجائے اَسْھَدُ کہنے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جو پیار کی نظر تھی اس کا کوئی قاری یا عرب مقابلہ نہیں کرسکتا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 470)

پس جماعت میں غیر مسلموں سے بھی لوگ شامل ہو رہے ہیں، اسلام لا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت جیسا کہ مَیں نے کہا قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی۔ افریقہ میں ہمارے مبلغین کو بہت سے ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں نئے سرے سے قرآن کریم پڑھانا پڑتا ہے۔ نئے سرے سے قرآن کریم کیا بلکہ ابتدا سے قاعدہ پڑھانا پڑتا ہے۔ تو ان لوگوں کو بھی قرآن کریم پڑھانا ہے۔ اس لئے قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کو اس طریق سے پڑھانا چاہئے کہ قرآن کریم پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس پاکستانی خاتون کو بھی اجر دے جنہوں نے ان جاپانی خاتون کو نہ صرف قرآن کریم پڑھایا بلکہ لگتا تھا کہ قرآن کریم کی محبت بھی پیدا کی ہے۔

پس اصل چیز قاری کی طرح قراءت نہیں اور یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اگر اس طرح الفاظ ادا نہ کرسکیں تو قرآن کریم پڑھنا ہی چھوڑ دیں۔ قرآن کریم پڑھنا ضروری ہے اس میں بہتری لانے کی کوشش کرنی

چاہئے۔ لیکن صرف اس بات پر کہ بعض الفاظ ہم ادا نہیں کر سکتے یا مشکل ہیں، قرآن کریم کو پڑھنا ہی نہیں چھوڑ دینا چاہئے بلکہ تلاوت کی طرف روزانہ ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے۔ ہاں یہ کوشش ضرور ہونی چاہئے جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل کے جتنا قریب ترین ہو کر آسانی سے الفاظ کی ادائیگی ہو سکے، کی جائے اور پھر اس میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ کوشش کہ ہم قاری کی طرح ہی ہر لفظ کو ادا کریں درست نہیں کیونکہ اس کی طاقت خدا تعالیٰ نے ہمیں نہیں بخشی جو غیر عرب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری مرحومہ بیوی اُمِّ طاہر بیان کرتی تھیں کہ ان کے والد صاحب کو قرآن پڑھنے پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے لڑکوں (اپنے بچوں) کو پڑھانے کے لئے استاد رکھے ہوئے تھے اور لڑکی کو بھی قرآن پڑھانے کے لئے اسی کے سپرد کیا ہوا تھا۔ اُمِّ طاہرؓ بتاتی ہیں کہ وہ استاد بہت مارا کرتے تھے اور ہماری انگلیوں میں شاخیں ڈال کر، (درخت کی چھوٹی ٹہنیاں پنسل کی طرح لے کر، بعض لوگ پنسلیں بھی ڈالتے تھے، استاد شاخیں انگلیوں میں ڈال کر) انہیں دباتے تھے۔ مارتے تھے۔ پیٹتے تھے اس لئے کہ ہم صحیح طور پر تلفّظ کیوں ادا نہیں کرتے۔ ہم پنجابی لوگوں کا لہجہ بھی ایسا ہی ہے کہ ہم عربوں کی طرح عربی کے الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ (ماخوذ از الفضل 11 اکتوبر 1961ء صفحہ 2-3 جلد 50/15 نمبر 235)

حضرت مصلح موعود نے پھر اس عرب کا بھی واقعہ بیان کیا جس کو مَیں گزشتہ خطبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے آیا تو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو تین دفعہ 'ض' کا استعمال کیا تو کہنے لگا آپ کس طرح مسیح موعود ہو سکتے ہیں آپ کو تو ضاد بھی کہنا نہیں آتا۔ اس عرب نے یہ بڑی لغو حرکت کی تھی۔ ہر ملک کا اپنا لہجہ ہوتا ہے۔ عرب خود کہتے ہیں کہ ہم ناطقین بالضاد ہیں۔ ہندوستانی اسے ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہندوستانی لوگ اسے یا تو 'دواد' کر کے پڑھتے ہیں یا 'ضاد' کر کے پڑھتے ہیں لیکن اس کے مخارج اور ہیں۔ پس جب عرب خود کہتے ہیں کہ ہم ناطقین بالضاد ہیں اور کوئی صحیح طور پر اسے ادا نہیں کر سکتا تو پھر اعتراض کرنے کی بات ہی کیا ہوئی؟

(ماخوذ از الفضل 11 اکتوبر 1961ء صفحہ 3 جلد 50/15 نمبر 235)

پس عرب احمدیوں کو بھی اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ عموماً اکثریت تو اس بات کو سمجھتی ہے لیکن بعض کی طبیعتوں میں کچھ فخر کی حالت بھی ہوتی ہے۔ ایک پاکستانی عورت ایک عرب سے بیاہی ہوئی ہے وہ بھی اپنی طرف سے حلق سے آواز نکال کر سمجھتی ہے کہ میں نے صحیح تلفّظ ادا کر دیا حالانکہ وہ صحیح نہیں ہوتا۔ اگر اس کی ذات تک ہی بات ہوتی تو کوئی بات نہیں تھی اور مجھے کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن مجھے پتا چلا ہے کہ بعض مجالس میں بیٹھ کر استہزاء کے رنگ میں یہ بات کرتی ہے کہ بعض حروف کی ادائیگی پاکستانیوں کو نہیں آتی، قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا۔ عربی کے الفاظ صحیح ادا نہیں کر سکتے اور عرب بیٹھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ عربوں میں سے ہر ایک ایسا ہو گا جو مذاق اڑاتا ہو۔ ہو سکتا ہے جن عربوں میں یہ بیاہی ہوئی ہیں وہ مذاق اڑاتے ہوں۔ اسلام میں تو ہر قوم کے دل جیت کر انہیں اللہ تعالیٰ کے کلام سے نہ صرف آشنا کروانا ہے بلکہ اسے پڑھنے کے لئے ان کے دلوں میں محبت بھی پیدا کرنی ہے اور ہر ایک کا الگ الگ لہجہ ہے۔ ہر ایک قرآن کریم کی محبت کی وجہ سے اسے بہترین رنگ میں پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی بھی چاہئے اور یقیناً ترتیل کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور جو اس بارے میں نئے مسلمان ہونے والوں کی مدد کر سکتے ہیں اور جنہیں صحیح طرح تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو۔ انہیں مدد بھی کرنی چاہئے لیکن مذاق اڑانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

پس جن کو صحیح تلفّظ اگر آتا بھی ہے تو ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مختلف قومیں ہیں، مختلف لوگ ہیں، ہر ایک کا اپنا اپنا لہجہ ہے اور عربی کے ہر لفظ کی ادائیگی ہر ایک سے نہیں ہو سکتی۔

اب مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بعض اور واقعات بھی بیان کرتا ہوں۔ آپ مسلمانوں کی حالت کے بارے میں کہ کیا حالت ہو رہی ہے۔ ایک جگہ ایک مثال سے بیان فرماتے ہیں کہ ''مثل مشہور ہے کہ کوئی بزدل آدمی تھا اسے وہم ہو گیا کہ وہ بہت بہادر ہے۔ وہ گودنے والوں کے پاس گیا۔ (Tattoo جو کرتے ہیں۔) پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ بہادر اور پہلوان لوگ اپنے بازو پر اپنے کیریکٹر اور اخلاق کے مطابق نشان کھدوا لیتے تھے۔ (یہاں یورپ میں بھی اس کا بڑا رواج ہے۔) یہ بھی (بہرحال) گودنے والے کے پاس گیا۔ گودنے والے نے پوچھا تم کیا گدوانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں شیر گدوانا چاہتا ہوں۔ جب وہ شیر گودنے لگا، جسم پر اس کی شکل بنانے لگا تو اس نے سوئی چبھوئی۔ سوئی چبھونے سے درد تو ہونا ہی تھا۔ وہ دلیر تو تھا نہیں۔ (خیال تھا کہ میں بہت بہادر ہوں۔) اس نے کہا یہ کیا کرنے لگے ہو؟ گودنے والے نے کہا کہ شیر گودنے لگا ہوں۔ اس نے پوچھا شیر کا کونسا حصہ گودنے لگے ہو؟ اس نے کہا دُم گودنے لگا ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر شیر کی دُم کٹ جائے تو کیا وہ شیر نہیں رہتا؟ گودنے والے نے کہا شیر تو رہتا ہے۔ کہنے لگا اچھا پھر دُم چھوڑ دو، دوسرا کام کرو۔ اس نے پھر سوئی ماری تو بولنے لگا اب کیا کرنے لگے ہو؟ اس نے کہا کہ اب دایاں بازو گودنے لگا ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ شیر کا لڑائی یا مقابلہ کرتے وقت دایاں بازو کٹ جائے تو کیا وہ شیر نہیں رہتا۔ اس نے کہا شیر تو رہتا ہے۔ کہنے لگا پھر اسے بھی چھوڑ دو اور آگے چلو۔ اس طرح وہ بایاں بازو گودنے لگا تو اس نے اسے بھی رہنے دیا کہ کیا اس کے بغیر شیر نہیں رہتا۔ پھر ٹانگ گودنی چاہی تو پھر اس نے یہی کہا۔ آخر وہ گودنے والا جو تھا وہ بیٹھ گیا۔ اس آدمی نے جو گودوانے گیا تھا اور سمجھتا تھا میں بڑا بہادر ہوں کہا کہ کام کیوں نہیں کرتے۔ گودنے والے نے کہا اب کچھ رہ نہیں گیا۔ میں کروں کیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی آجکل اسلام کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمان علماء اور لیڈروں کا یہی کام ہے۔ یہ نعرے تو بہت لگاتے ہیں اور عمل کچھ نہیں ہے اور جس بات کی دوسروں کو تلقین کرتے ہیں اس کا اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بھی چھوڑ دو، یہ بھی چھوڑ دو، وہ بھی چھوڑ دو۔ اپنے لئے تو ہر ایک چیز وہ چھڑواتے چلے جاتے ہیں۔

اس تعلق میں آپ ایک اور مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چھوٹی عمر میں میری طبیعت بہت چُلبلی سی تھی۔ آپ میر درد کے نواسے تھے اور دہلی کے رہنے والے تھے۔ وہاں آم بھی ہوتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب والدہ والد صاحب اور بہن بھائی صبح کے وقت آموں کے موسم میں آم چوسنے لگتے تو میں جو میٹھا آم ہوتا تھا اس کو کھٹّا کھٹّا کہہ کر الگ رکھ لیتا تھا اور باقی آم ان کے ساتھ مل کر کھا لیتا تھا۔ آم چوسنے کے لئے پہلے ایک دفعہ تو چکھنا پڑتا ہے ناں تو چکھتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ کھٹّا ہے حالانکہ وہ میٹھا ہوتا تھا۔ جب آم ختم ہو جاتے تو پھر مَیں کہتا کہ میرا تو پیٹ نہیں بھرا۔ اچھا میں یہ کھٹّے آم ہی کھا لیتا ہوں اور سارے آم کھا لیتا تھا۔ ایک دن میرے بڑے بھائی جو بعد میں میر درد کے گدّی نشین ہوئے انہوں نے کہا کہ میرا بھی پیٹ نہیں بھرا۔ میں بھی آج کھٹّے آم چوس لیتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ میں نے انہیں بہتیرا زور لگایا مگر وہ باز نہ آئے۔ آخر انہوں نے آم چوسے اور کہا آم تو بڑے میٹھے ہیں تم یونہی کہتے تھے کھٹّے ہیں۔ جس طرح وہ آم چُوستے وقت میٹھے آم الگ کر لیا کرتے تھے اور باقی دوسروں کے ساتھ مل کر چُوس لیتے تھے اور بعد میں کھٹّے کہہ کر وہ بھی چوس لیتے تھے، حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کو نافذ کیا جائے ان کا اگر یہ حال ہو تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اسلام کو جانتے ہی نہیں۔ اسلام کی شریعت نافذ کرنے والے بھی اسی طرح کرتے ہیں کہ دھوکہ دہی سے اپنے لئے علیحدہ چیزیں رکھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ تو ان کا بچپنا تھا۔ لیکن یہاں جان بوجھ کر غلط باتیں کی جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ دوسرے لوگ جو اسلام کو نہیں جانتے وہ تو پھر ہڈیاں اور بوٹی کچھ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (ماخوذ از الفضل 11 اکتوبر 1961ء صفحہ 3 جلد 50/15 نمبر 235) ہر چیز کو اسی طرح کھا جائیں گے چاہے وہ غلط بھی ہو۔

پس آجکل بھی علماء اپنے لئے جو جواز پیدا کر کے اس طرح کی لوٹ مار کر رہے ہیں اور جو ہر طرف ہمیں نظر آتی ہے تو اس زمانے میں یہی اسلام کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اور ان علماء کی وجہ سے باقیوں نے بھی اسلام کے نام پر لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ انہی علماء کی وجہ سے مختلف تنظیمیں بنی ہوئی ہیں جنہوں نے ظلم و تعدی کے بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح ہمیں اپنی حالتوں کو درست کرتے ہوئے اپنے ایمان میں اضافہ کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہئے، حضرت مصلح موعود نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ اگر آپ لوگ تقویٰ و طہارت اپنے اندر پیدا کریں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور تہجد اور درود پر التزام رکھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کو بھی رؤیائے صادقہ اور کشوف میں سے حصہ دے گا اور اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرے گا۔ اور زندہ معجزہ درحقیقت وہی ہوتا ہے جو انسان کو اپنی ذات میں ظاہر ہو۔ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں مگر جہاں تک انسان کی اپنی ذات کا سوال ہوتا ہے اس کے لئے وہی معجزہ بڑا ہوتا ہے جس کا وہ اپنی ذات میں مشاہدہ کرتا ہے۔ آجکل بھی لوگ یہی سوال کرتے ہیں۔ اگر معجزے دیکھنے ہیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔

ایمان میں زیادتی اور ذاتی نشان کی مثال دیتے ہوئے آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو دیکھ لو۔ انہوں نے جب احمدیت قبول کی اور قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد کابل واپس گئے تو وہاں کے گورنر نے انہیں بلایا اور کہا کہ توبہ کر لو۔ انہوں نے کہا کہ میں توبہ کس طرح کروں۔ جب میں قادیان سے چلا تھا تو اسی وقت مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مجھے ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ تمہیں اس راہ میں ہتھکڑیاں پہننی پڑیں گی تو اب میں ان ہتھکڑیوں کو اتروانے کی کس طرح کوشش کروں۔ یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھوں میں پڑی رہنی چاہئیں تاکہ میرے رب کی بات پوری ہو۔ اب دیکھو انہیں یہ وثوق اور یقین اس لئے حاصل ہؤا کہ انہوں نے خود ایک خواب دیکھا تھا۔ اسی طرح خواہ کوئی کتنا ہی قلیل علم رکھتا ہو اگر وہ کوئی خواب دیکھ لے تو بزدلی کی وجہ سے وہ اس کو چھپا لے تو اَور بات ہے ورنہ اپنی جھوٹی خواب پر بھی اسے اس سے

زیادہ یقین ہوتا ہے۔(الفضل22جولائی1956ءصفحہ5جلد45/10نمبر169)

پس اگرانسان کا ایمان مضبوط ہواور خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتو پھرانسان دنیاداروں سے نہیں ڈرتا۔

اس کی ایک اور مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی بہت بڑے بزرگ تھے اور اپنے زمانے کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ایک دفعہ مہاراجہ جمّوں نے ان کو دعوت دی کہ آپ جمّوں آ کر میرے لئے دعا کریں۔مگر آپ نے انکار کردیا اور کہہ دیا کہ اگر آپ دعا کرانا چاہتے ہیں تو میرے پاس یہاں آئیں۔ (ماخوذ از الفضل 27-30 مارچ 1928ء صفحہ9 جلد15 نمبر76-77) مَیں آپ کے پاس کیوں چل کر جاؤں۔پس اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتو جتنا مرضی کوئی بڑا آدمی ہوانسان اس سے نہیں ڈرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لوگوں کی پہلے کس قدر عقیدت تھی اس کا اور پھر آپ کے دعوے کے بعد کیا حالت ہوگئی، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ دیکھو ’’براہین احمدیہ کی شہرت کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ایک کی تو شہادت بھی موجود ہے جو دعوے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔یعنی حضرت صوفی احمد جان صاحب (جن کا ابھی پہلے ذکر ہوا ہے جنہوں نے راجہ کو کہا تھا کہ دعا کروانی ہے تو یہاں آؤ۔صوفی احمد جان صاحب) لدھیانوی نے دعویٰ سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔(پہلے بھی ہم کئی دفعہ سن چکے ہیں۔آپ کا ایک شعر ہے کہ)

سب مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

یہ تو ایک دُوربین ولی اللہ کی نظر تھی۔(صوفی احمد جان صاحب تو ایک ولی اللہ تھے۔ان کی ایک دُوربین نظر تھی جنہوں نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی مسیح موعود ہیں۔چاہے دعویٰ ہے یا نہیں۔) مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جن کی نگاہ اتنی دُوربین نہ تھی وہ بھی سمجھتے تھے کہ اسلام کی نجات آپ سے وابستہ ہے۔مگر جب وہ ہتھیار آپ کو دیا گیا (یعنی وہ ہتھیار جس نے اسلام کو فتح کرنا تھا) جس سے دشمن پامال ہوسکتا تھا۔وہ آبِ حیات دیا گیا جس سے مسلمانوں کی زندگی مقدر تھی تو بڑے بڑے مخلص آپ سے متنفر ہوگئے اور کہنے لگے جسے ہم سونا سمجھتے تھے افسوس وہ تو پیتل نکلا۔ایسے لاکھوں انسان یکدم بدظن ہوگئے۔حتی کہ جب آپ نے بیعت کا اعلان کیا تو پہلے روز صرف چالیس اشخاص نے بیعت کی۔ یا تو لاکھوں لوگ اخلاص رکھتے تھے اور (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) پرانے لوگ سناتے ہیں کہ کس طرح بڑے بڑے علماء کہتے تھے کہ اسلام کی خدمت اسی شخص سے ہوسکتی ہے اور خود لوگوں کو آپ کے پاس بھیجتے تھے حتی کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے لکھا ہے کہ براہین کے شائع ہونے پر میں مرزا صاحب کی زیارت کے لئے پیدل چل کر قادیان گیا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے آخر میں اپنا سارا زور مخالفت میں صَرف کردیا انہوں نے بھی لکھا کہ تیرہ سو سال کے عرصے میں کسی نے اسلام کی اتنی خدمت نہیں کی جتنی اس شخص نے کی ہے۔

(ماخوذ از الفضل15مارچ1934ءصفحہ6جلد21نمبر110)

آجکل بھی مختلف نام نہاد اسلامی ٹی وی چینل اسی حوالے سے بڑی باتیں کرتے ہیں کہ اُس وقت خدمت کی۔ضرورت تھی۔لیکن بعد میں نعوذ باللہ بگڑ گئے۔لیکن اصل میں تو یہ لوگ وہ ہیں جو دلوں کے اندھے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ نے سونا بنایا ہے اسے یہ لوگ پیتل سمجھتے ہیں۔خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کی طرف دیکھنے کی بجائے یہ لوگ اپنے نفسوں کے اندھیروں میں ڈوب گئے ہیں اور کم علم رکھنے والے مسلمانوں کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عقل دے۔

ایک دفعہ جب 1931ء کی شوریٰ میں دارالبیعت لدھیانہ کا ذکر ہوا۔تو حضرت مصلح موعود نے وہاں نمائندگان کو کہا کہ میرے نزدیک یہ یعنی دارالبیعت لدھیانہ کا معاملہ نہایت اہم معاملہ ہے۔۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ہے بلکہ لدھیانہ کو بابِ لُدّ قرار دیا ہے جہاں دجّال کے قتل کی پیشگوئی ہے۔(وہ جگہ جہاں دشمنوں کا خاتمہ ہوگا، دجال کا خاتمہ ہوگا) ایسے مقام کے لئے جہاں قادیان سے بیعت لینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے گئے جماعت میں (اس جگہ کا) خاص احساس ہونا چاہئے۔حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ سے بیعت لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا یہاں نہیں بیعت لی جائے گی۔(یعنی قادیان میں نہیں لی جائے گی) پھر لدھیانہ میں بیعت لی۔وہاں کے پیر احمد جان صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے دعوے سے پہلے ہی آپ پر ایمان لانے کی توفیق دی تھی (جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔) انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے سب خاندان کو جمع کیا اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب مسیحیت کا دعویٰ کریں گے تم سب ایمان لے آنا۔ چنانچہ یہ سب خاندان ایمان لے آیا۔ پیر منظور محمد صاحب اور پیر افتخار احمد صاحب آپ کے لڑکے ہیں اور حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ ان کی لڑکی ہیں۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ اس مقام کا خاص طور پر نقشہ بنایا جائے اور بیعت کے مقام پر ایک علیحدہ جگہ تجویز کی جائے اور نشان لگا دیا جائے اور اس موقع پر وہاں جلسہ کیا جائے۔ چالیس آدمیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ بیعت لی تھی ان سب کے نام اس جگہ لکھ دیئے جائیں۔(رپورٹ مجلس مشاورت 1931ءصفحہ106-107)

لدھیانہ کا گھر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پاس ہے وہاں جماعت نے کس حد تک اس پر عمل کیا ہے، اس پر کیا ہو رہا ہے، اس کا ریکارڈ اس وقت میرے پاس نہیں ہے بہرحال پتا لگ جائے گا۔تو اس کو یادگار بنانے کی کوشش بہرحال کی جارہی ہے۔

پھر لدھیانہ اور پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپ کے سامنے جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ لایا گیا ہے اور پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ ابوجہل کے لئے ہے۔اس کی تعبیر یہ تھی کہ اس کے بیٹے عکرمہ کو جنت ملے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپؓ نے واقعہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے لڑکے کو ایسا نیک کیا کہ اس نے دین کے لئے شاندار قربانیاں کیں۔ایک جنگ کے موقع پر مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا۔عیسائی تیر انداز تاک تاک کر مسلمانوں کی آنکھوں میں تیر مارتے تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم شہید ہوتے جاتے تھے۔عکرمہ نے کہا مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا۔(یہ ابوجہل کے بیٹے تھے۔) اور اپنی فوج کے افسر سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان پر حملہ کروں اور ساٹھ بہادروں کو ساتھ لے کر دشمن کے لشکر کے قلب پر (مرکز میں جاکے) حملہ کردیا اور ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کے کمانڈر کو جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا جس سے دشمن کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ یہ جان باز ایسی بہادری سے لڑے کہ جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو تمام کے تمام یا تو شہید ہو چکے تھے یا سخت زخمی پڑے تھے۔حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سخت زخمی تھے۔ ایک افسر پانی لے کر زخمیوں کے پاس آیا اور اس نے پہلے عکرمہ کو پانی دینا چاہا۔مگر آپ نے دیکھا کہ حضرت سہیل بن عمر پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔آپ نے اس افسر کو کہا کہ پہلے سہیل کو پانی پلاؤ پھر میں پیوں گا۔ مَیں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرا بھائی پیاس کی حالت میں پاس پڑا رہے اور میں پانی پی لوں۔وہ سہیل کے پاس پانی لے کر پہنچا تو اس کے پاس حارث بن ہشام زخمی پڑے تھے۔سہیل نے کہا کہ پہلے حارث کو پانی پلاؤ۔وہ حارث کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔پھر وہ واپس سہیل کے پاس آیا تو وہ بھی وفات پا چکے تھے اور جب وہ عکرمہ کے پاس پہنچا تو ان کی روح بھی پرواز کر چکی تھی۔تو یہ عکرمہ ابوجہل کے لڑکے تھے۔

پس اگر کوئی شخص شریر ہو، بے دین ہو اور جھوٹا ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا بیٹا بھی ضرور اس جیسا ہی ہوگا۔مگر خدا تعالیٰ کے کلام میں ایسی شہادتیں ہوتی ہیں جو اس کی صداقت کو واضح کر دیتی ہیں اور جس میں شہادت نہ ہو وہ ماننے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔اصل چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں وہ کس طرح پوری ہوتی ہیں حالانکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھی، رؤیا دیکھا تو آپ بڑے پریشان ہوئے تھے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ابوجہل جنت میں ہو اور میں اس کو انگوروں کا خوشہ دے رہا ہوں۔تو اس سے مراد اصل میں یہی تھی کہ ان کے بیٹے ایمان لے آئیں گے اور اسلام کی خاطر غیر معمولی قربانی کریں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی میں بھی (یعنی مصلح موعود والی پیشگوئی میں بھی) دوسری پیشگوئیوں کی طرح بہت سی شہادتیں موجود ہیں۔آپ نے ایسے وقت میں جب قادیان کے لوگ بھی آپ کو نہ جانتے تھے یہ پیشگوئی فرمائی۔قادیان کے کئی بوڑھے لوگوں نے سنایا ہے کہ ہم آپ کو جانتے ہی نہ تھے۔ہم سمجھا کرتے تھے کہ غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا ہے جس کا نام مرزا غلام قادر ہے۔تو ایسا شخص جو خود گمنام ہو، جسے اس کے گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں، یہ پیشگوئی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اولاد دے گا جو زندہ بھی رہے گی اور اس کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا ایسا ہوگا جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اس کے ذریعہ اس کی تبلیغ بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گی۔کون ہے جو اپنے پاس سے ایسی بات کہہ سکے۔پھر آپ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اس کے یہ معنی بھی تھے کہ وہ اس پیشگوئی سے چوتھے سال میں پیدا ہوگا۔چنانچہ آپ نے یہ پیشگوئی 1886ء میں کی اور (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میری پیدائش 12/جنوری 1889ء (eighteen eighty-nine) میں ہوئی۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23/مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت لی۔حضرت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ہماری جماعت میں بھی اور باہر بھی بہت چرچا ہے۔ عموماً یہ سوال کیا جاتا تھا کہ وہ لڑکا کون ہے؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ پیشگوئی میں اس لڑکے کا نام محمود بھی بتایا گیا تھا اس لئے بطور تفاؤل کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرا نام محمود بھی رکھا۔ اور چونکہ اس کا نام بشیر ثانی بھی تھا اس لئے میرا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ جہاں تک اولاد ہونے اور اس کے زندہ رہنے کا تعلق تھا یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی اور ایک بیٹے کا نام محمود رکھنے کی توفیق بھی آپ کو ملی۔ مگر دنیا انتظار کر رہی تھی کہ پیشگوئی کس لڑکے کے متعلق ہے؟ چنانچہ آج میں یہی بتانے کے لئے لدھیانہ آیا ہوں (آپ لدھیانہ گئے تھے)۔ آپ فرماتے ہیں کہ لدھیانہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کئی رنگ میں تعلق ہے۔ لدھیانہ کی جو اہمیت جماعت کی تاریخ کے ساتھ ہے اس کے کئی پہلو ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت اسی شہر میں لی۔ (ایک تعلق) آپ کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے اور ان کی شادی لدھیانہ میں ہی حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم کے ہاں ہوئی تھی (یہ دوسرا تعلق) اور اس پیشگوئی میں جس لڑکے کا تعلق ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بیوی کے بطن سے پیدا ہوا جو لدھیانہ میں بھی رہی ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے کہ بچپن میں کچھ عرصہ مَیں یہاں بھی رہا ہوں۔ میں اس وقت اتنا چھوٹا تھا کہ مجھے کوئی خاص باتیں تو اس زمانے کی یاد نہیں ہیں کیونکہ اس وقت میری عمر دو اڑھائی سال کی تھی۔ (اب دیکھیں اس عمر میں بھی بعض باتیں جو یاد ہیں عموماً یاد نہیں رہتیں لیکن آپ وہ باتیں بھی بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ) صرف ایک واقعہ یاد ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جس مکان میں رہتے تھے وہ سڑک کے سر پر تھا اور سیدھی سڑک تھی۔ میں اپنے مکان سے باہر آیا تو ایک چھوٹا سا لڑکا دوسری طرف سے آ رہا تھا۔ اس نے میرے پاس آ کر ایک مری ہوئی چھپکلی مجھ پر پھینکی۔ میں اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ روتا ہؤا گھر کی طرف بھاگا۔ اس بازار کا نقشہ مجھے یاد ہے۔ وہ سیدھا بازار ہے گو اب میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا تھا۔ ہمارا مکان ایک سرے پر تھا۔ تو میں نے کئی ماہ اپنے بچپن کی عمر کے یہاں گزارے ہیں۔ پس اس شہر کا کئی رنگ میں احمدیت کے ساتھ تعلق ہے۔

(ماخوذ از اہالیان لدھیانہ سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 257 تا 259)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس شہر کی بڑی خصوصیت ہے جیسا کہ بیان کی ہوئی باتوں سے ظاہر ہے۔ لیکن فرماتے ہیں کہ میں سوچ رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جن باتوں کا اعلان کیا جاتا ہے ان کی مخالفت لوگ ضرور کرتے ہیں اور پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان کیا گیا تھا۔ لاہور میں لدھیانہ سے پہلے جلسہ ہو گیا تھا، ہوشیار پور میں ہو گیا تھا لیکن مخالفت نہیں ہوئی تھی۔ تو فرماتے ہیں کہ باوجود میرے اس اعلان کے بعد کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے، میرے پر مخالفت نہیں ہوئی تھی۔ معلوم نہیں کسی نے مخالفت کیوں نہیں کی۔ لیکن لدھیانہ آئے۔ کہتے ہیں یہاں آ کر جب مَیں شہر میں سے گزر رہا تھا تو لوگوں کا جلوس نعرے لگاتا ہوا گزر رہا تھا کہ نعوذ باللہ مرزا مر گیا، مرزا مر گیا۔ تو بہرحال ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے یہ استہزاء کیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری چمک کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ آگے حضرت مصلح موعود نے یہ دعا بھی کی ہے کہ اللہ کرے کہ لدھیانہ کے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق بھی عطا ہو اور آج جو مخالفت میں نعرے لگا رہے ہیں کل حق میں نعرے لگانے والے ہوں۔

(ماخوذ از اہالیان لدھیانہ سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 260)

آپ کے ایک صحابی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے عشق اور تعلق کا ذکر کرتے ہوئے آپ (حضرت مصلح موعودؓ) بیان فرماتے ہیں کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے اندر ایسا ہی عشق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ قادیان میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے کوئی کام لے رہے تھے۔ اس لئے جب میاں عبداللہ صاحب سنوری کی چھٹی ختم ہو گئی اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی مگر محکمے کی طرف سے جواب آیا کہ اَور چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اس امر کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا تو آپ نے پھر فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دیا کہ میں ابھی نہیں آ سکتا۔ اس پر محکمے والوں نے انہیں dismiss کر دیا۔ (سرکاری محکمہ تھا) چار یا چھ مہینے جتنا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں رہنے کے لئے کہا تھا وہ یہاں ٹھہرے رہے۔ پھر جب واپس آ گئے تو محکمے نے یہ سوال اٹھا دیا کہ جس افسر نے انہیں dismiss کیا تھا اس افسر کا یہ حق ہی نہیں تھا کہ وہ انہیں dismiss کرتا۔ چنانچہ وہ پھر اپنی جگہ پر بحال کئے گئے اور پچھلے مہینوں کی جو قادیان میں گزار گئے تھے تنخواہ بھی مل گئی۔

اسی طرح ایک اور مثال آپ نے دی۔ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں ڈلہوزی کا سفر کر رہا تھا۔ کل رستے میں مجھے میاں عطاء اللہ صاحب وکیل نے یہ سنایا۔ یہ واقعہ الحکم میں بھی 1934ء میں پہلے چھپ چکا ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں) اس لئے میں منشی صاحب کے اپنے الفاظ میں اسے بیان کر دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں جب سررشتہ دار ہو گیا اور پیشی میں کام کرتا تھا تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) فرمایا ابھی ٹھہریں۔ پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ ادھر مسلیں میرے گھر میں تھیں۔ کام بند ہو گیا اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا۔ (کہتے ہیں میں سب کچھ بھول گیا۔ خطوط آتے ہیں آتے رہیں۔) حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا اور نہ ہی کسی بازپرسی کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط وہاں سے آیا۔ کہتے ہیں میں نے وہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے پڑھا اور فرمایا لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ (ہم نہیں ابھی آ سکتے۔) میں نے وہی فقرہ لکھ دیا۔ اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا تو ایک دن فرمایا کتنے دن ہو گئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا آپ چلے جائیں۔ میں چلا گیا اور کپور تھلہ پہنچ کر لالہ ہرچند داس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا۔ (مجسٹریٹ کی عدالت میں ہی ملازمت تھی) تاکہ معلوم کروں کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ (نوکری میں رکھنا ہے، نکال دیا ہے، جرمانہ کرنا ہے، کیا ہؤا؟ جب ان کے گھر گیا تو) انہوں نے کہا منشی جی آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہو گا۔ (یہی بات مجسٹریٹ نے کی) میں نے کہا ہاں۔ تو مجسٹریٹ صاحب کہنے لگے ان کا حکم مقدم ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔) تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میاں عطاء اللہ صاحب کی روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ منشی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھ دو کہ ہم نہیں آ سکتے تو میں نے وہی الفاظ لکھ کر مجسٹریٹ کو بھجوا دیئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ ایک گروہ تھا جس نے عشق کا ایسا اعلیٰ درجے کا نمونہ دکھایا کہ ہماری آنکھیں اپنی پچھلی جماعتوں کے آگے نیچی نہیں ہو سکتیں۔ ہماری جماعت کے دوستوں میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں، کتنی ہی غفلتیں ہوں لیکن اگر حضرت موسیٰ کے صحابی ہمارے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں تو ہم ان کے سامنے اس گروہ کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ کے صحابی اگر قیامت کے دن اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں تو ہم فخر کے ساتھ ان کے سامنے اپنے ان صحابہ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری امّت اور مہدی کی امّت میں کیا فرق ہے تو درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے تھے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لو۔ ان کو خدا نے چونکہ خود جماعت میں ایک ممتاز مقام بخش دیا ہے اس لئے میں نے ان کا نام نہیں لیا ورنہ ان کی قربانیوں کے واقعات بھی حیرت انگیز ہیں۔ آپ جب قادیان میں آئے تو اس وقت بھیرہ میں آپ کی پریکٹس جاری تھی، مطب کھلا تھا اور کام بڑے وسیع پیمانے پر جاری تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب آپ نے واپس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کیا جانا ہے، آپ اسی جگہ رہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اسباب لینے کے لئے بھی نہیں گئے۔ (اپنا سامان لینے نہیں گئے) بلکہ کسی دوسرے آدمی کو بھیج کر بھیرہ سے اپنا اسباب منگوایا۔ یہی وہ قربانیاں ہیں جو جماعتوں کو خدا تعالیٰ کے حضور ممتاز کیا کرتی ہیں اور یہی وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر شخص کو جدوجہد کرنی چاہئے۔ خالی فلسفیانہ ایمان انسان کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ انسان کے کام آنے والا وہی ایمان ہے جس میں عشق اور محبت کی چاشنی ہو۔ فلسفی اپنی محبت کے کتنے ہی دعوے کرے ایک دلیل بازی سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہوتی کیونکہ اس نے صداقت کو دل کی آنکھ سے نہیں بلکہ محض عقل کی

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

آنکھ سے دیکھا ہوتا ہے۔ مگر وہ جو عقل کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی نگاہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی صداقت اور شعائر اللہ کو پہچان لیتا ہے اسے کوئی شخص دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ دماغ کی طرف سے فلسفہ کا ہاتھ اٹھتا ہے اور دل کی طرف سے عشق کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ (ماخوذ از الفضل 28 اگست 1941ء صفحہ 6-7 جلد 29 نمبر 196) اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی آنکھ سے زمانے کے امام کو پہچاننے اور اس پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ ہم شعائر اللہ کو پہچاننے والے ہوں اور کبھی شیطان ہمیں دھوکہ نہ دے سکے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ایک ہمارے درویش بھائی کا ہے۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر ابن مکرم چوہدری نواب الدین صاحب۔ 28/جولائی 2015ء کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لائلپور کے (یہ آجکل فیصل آباد کہلاتا ہے) اس کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ 1936ء میں پندرہ سال کی عمر میں پہلی بار قادیان کی زیارت کے لئے آئے اور مسجد مبارک کی چھت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مجلس سوال و جواب میں شامل ہوئے۔ واپسی کا کرایہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے قادیان سے امرتسر اور وہاں سے لاہور تک قریباً 95 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل کیا۔ 19 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہو گئے۔ 1937ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ تحریک جدید کی شمولیت کی میعاد دسمبر 1936ء میں ختم ہو چکی ہے۔ میں اُس وقت طالبعلم تھا۔ اب مجھے کچھ آمد ہے۔ مجھے بھی استثنائی طور پر تحریک جدید میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو اور ان تمام بیروزگار طلباء کو جو برسرروزگار ہو گئے تھے اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے سندھ میں بھی جماعتی زمینوں پر کام کیا۔ 1947ء کے شروع میں زندگی وقف کر کے قادیان پہنچ گئے۔ اسی سال ہندوستان تقسیم ہوا جس کے نتیجہ میں درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ دَورِ درویشی کو انتہائی صبر اور شکر اور وفا کے ساتھ نبھایا۔ دیہاتی مبلغ کے طور پر بھارت کے صوبہ یوپی میں دعوت و تبلیغ کا کام بہت اچھے رنگ میں کیا۔ میدان تبلیغ سے واپس قادیان آنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ قادیان میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی۔ نظارت دعوت تبلیغ کے تحت تین سال تک ہندی کی تعلیم حاصل کی اور رتن، بھوشن اور پربھاکر ہندی کی تین ڈگریاں حاصل کیں۔ وید، بائبل، گیتا، گروگرنتھ صاحب کا اچھا مطالعہ رکھتے تھے۔ ہندوازم، سکھ ازم اور عیسائی ازم پر تحقیقی مضامین لکھتے رہے اور قرآن کریم کا ہندی ترجمہ کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ ہفت روزہ اخبار بدر قادیان میں آپ کے مضامین اس وقت سے طبع ہونے شروع ہوئے جب 1952ء میں تقسیم ملک کے بعد اخبار دوبارہ جاری ہوا اور یہ سلسلہ 2013ء تک جاری رہا۔ گویا یہ سلسلہ مضامین ساٹھ سال پر محیط ہے۔ اس کے علاوہ سلسلے کے دیگر رسائل جن میں مشکوٰۃ، راہ ایمان شامل ہیں ان میں بھی وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ نیز دیگر ملکی اخبارات میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے جن میں روزنامہ ہند سماچار، ملاپ اور کشمیر کے اخبارات شامل ہیں۔ مرحوم کا ایک کتابچہ 'حکومت وقت اور احمدی مسلمان' 1963ء میں نظارت دعوت و تبلیغ کے تحت شائع ہوا اور بہت مقبول ہوا۔ آپ کے مضامین اور نظمیں بڑی اعلیٰ پائے کی ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی ان کی بڑی تعریف کی اور واقعی پڑھنے میں پتا لگتا تھا کہ دل سے نکل رہی ہے۔ علمی مضامین ہوتے تھے۔ آپ بہت خوددار انسان تھے۔ کبھی کسی کا محتاج بننا پسند نہیں کیا۔ اپنا کام خود کرتے رہے۔ علمی کاموں کے ساتھ ساتھ بچوں کو ساتھ لے کر زمینداری اور مویشیوں کے پالنے کا کام بھی جاری رکھا اور صاحب جائیداد ہو کر بچوں کے لئے ذاتی رہائش کا انتظام کر کے جماعتی مکان انجمن کو واپس کر دیا۔ یہ ان کا بہت بڑا نمونہ ہے۔ سخت بیماری کے ایام میں بھی باقاعدگی سے مسجد میں نماز ادا کرتے رہے۔ موصوف کو سچی خوابیں آتی تھیں جو آپ خلفاء کرام کو لکھتے اور بھیجتے رہے۔ وفات سے ایک ماہ قبل اپنے چھوٹے بیٹے ابراہیم کو اپنی وفات کا بتا دیا تھا اور پھر ایک ہفتہ قبل یاددہانی بھی کروائی۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی محترمہ عالم بی بی صاحبہ سے 1944ء میں ہوئی جن سے آپ کا ایک بیٹا منیر احمد پاکستان میں ہے۔ دوسری شادی 1956ء میں عائشہ بیگم صاحبہ بنت عبدالرزاق صاحب آف ہبلی کرناٹک سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کیں۔ ان کے بیٹوں میں اسرائیل احمد، کرشن احمد، ابراہیم احمد اور داماد شکیل احمد اور محمود احمد صاحب سلسلے کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولادوں کو اور نسلوں کو بھی خلافت سے اور جماعت سے وابستہ رہنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 28/جون 2015ء بروز اتوار نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم **محمد یوسف خان صاحب (ابن مکرم یاسین خان صاحب۔ گلفورڈ۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 25 جون 2015ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے والد صاحب نے ایک خواب کے بعد حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بعد میں فیروز پور کے امیر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان سے تعلیم حاصل کی۔ پاکستان سول سروسز میں ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اسلام آباد جماعت میں امین اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ ریویو آف ریلیجنز میں بہائی ازم اور کنفیوشس ازم کے موضوع پر آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ خلافت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، چندہ جات میں بہت باقاعدہ، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آخری ایام میں آپ اپنی بیٹی کے ہاں مقیم تھے۔ اپنے تینوں نواسوں کی اچھی تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم شیخ یحییٰ بن راشدی Yakuti صاحب (کونگو)

18 جون 2015ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کانگو کے صوبہ Maniema کے ایک بزرگ احمدی تھے۔ 1964ء میں آپ نے تنزانیہ جا کر درست تلفظ سے قرآن کریم پڑھنے اور عربی زبان میں مہارت حاصل کی۔ 1973ء میں جب آپ کو جماعت کے بارہ میں علم ہوا تو تحقیق کرنے کے بعد قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اپنے صوبہ اور Kivu کے علاقہ میں دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہے۔ 1986ء میں Karmo میں سنّی مسلمانوں کے ساتھ ایک مناظرہ میں شمولیت کی توفیق ملی جس میں جماعت کو اس علاقے میں ایک بڑی فتح نصیب ہوئی اور مخالفین کے جھوٹے پراپیگنڈہ کو زائل کرنے کا موقع ملا۔ آپ کا جماعت سے نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ 2014ء میں صوبہ مانی ایما کے پہلے جلسہ سالانہ میں صحت کی کمزوری اور ضعیفی کے باوجود شرکت کی۔ مرحوم کی وفات کی اطلاع ان کے غیر مسلم فیملی ممبران نے احمدی احباب کو نہیں دی تھی اور خود ہی تدفین کر دی تھی۔

(2) مکرمہ سیدہ اختر خان صاحبہ (اہلیہ مکرم حسن محمد خان عارف صاحب واقف زندگی ۔کینیڈا)

14 جون 2015ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، عاشق قرآن اور باقاعدگی اور کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والی، یتامیٰ، بیوگان اور ضرورتمندوں کی خاموشی سے مدد کرنے والی، سادہ مزاج، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے حد محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ خلیفۃ المسیح کی ہر تحریک پر فوراً لبیک کہتی تھیں۔ اپنے میاں کے واقف زندگی ہونے کو اپنی خوش نصیبی جانتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے 24 سال کی عمر سے وصیت کے نظام میں شمولیت کی سعادت پائی۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 04/جولائی 2015ء بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ صبیحہ بیگم نورویا صاحبہ (اہلیہ مکرم احمد نورویا صاحب۔ اسسٹنٹ کمشنر پولیس ماریشس۔ حال یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 3 جون 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم حسن سوکیہ صاحب کی بیٹی اور مکرم نور محمود نورویا صاحب کی پوتی تھیں جنہوں نے ماریشس میں جماعت کے ابتدائی ایام میں بہت خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی دادی مکرمہ سورویا صاحبہ بھی جماعت کی بہت سرگرم رکن تھیں۔ آپ نے نماز کا فرنچ ترجمہ کرنے کے علاوہ سلسلہ کی بعض اور کتب کا ترجمہ کرنے کی بھی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم عطاء الرحمٰن طاہر صاحب۔ کراچی (ابن مکرم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ خالد احمدیت)

23 جون 2015ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ قادیان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان امتیازی پوزیشن سے پاس کیا۔ آپ کو 37 سال کا لمبا عرصہ صدر جماعت حلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی کے علاوہ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، بہت ہمدرد، دعا گو، محنتی، مستقل مزاج، صاف گو، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ضرورت مندوں کی مدد کرتے اور حسب ضرورت نیک مشورے بھی دیا کرتے تھے۔ خلافت احمدیہ سے سچی عقیدت اور محبت کا مخلصانہ تعلق تھا۔ خلیفۂ وقت کے ہر ارشاد کی دل و جان سے خود بھی اطاعت کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کے سب سے بڑے بھائی تھے۔

(2) مکرمہ منصورہ یعقوب صاحبہ (بنت مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب مرحوم۔ لاہور)

23 جون 2015ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ عبدالرشید خان صاحب بٹالویؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ کے والد حضرت ڈاکٹر یعقوب خان صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کے دوست اور معالج تھے۔ مرحومہ اعصابی کمزوری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھیں اور اسی وجہ سے آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بہت خوش اخلاق، خاموش طبع اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 14

قرآن شریف کی کامل اتباع کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور آپؐ کی کامل اطاعت لازمی ہے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ پاک اور مقدس اور پاکیزگی وتقدّس بخشنے والا کلام ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہوا۔ آپؐ پر اس کلام پاک کے صرف الفاظ ہی نازل نہیں ہوئے بلکہ اس کے معانی ومطالب بھی آپ کے دل پر نازل ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا کہ جو کچھ تیری طرف تیرے ربّ کی طرف سے وحی کی گئی ہے اس کی پیروی کر (الانعام:107، الاحزاب:3، یونس:110)۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ تفہیم کے مطابق قرآنی وحی کی کامل اتباع کی۔ یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ (الاعراف:204) یعنی تُو کہہ دے کہ مَیں تو صرف اپنے ربّ کی طرف سے اپنے پر نازل ہونے والی وحی کی اتّباع کرتا ہوں۔ یہی مضمون کئی دیگر آیات میں بھی مذکور ہے۔

وحی الٰہی کی کامل اتّباع کا نمونہ پیش کرنا اور خدا تعالیٰ کے ہاں سے اس کی قبولیت کا اعلان کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا وہ قوی اور عظیم کلام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کی خشیت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے۔ یہ وہ بارامانت ہے جو آسمان وزمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ ڈر گئے۔ یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی و امین وجود مبارک ہی تھا جس نے تمام عواقب سے بے پروا ہوکر اس شان سے وحی قرآنی کی اتباع کی کہ آسمان سے خدا تعالیٰ نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور ایک مقام پر فرمایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (الانعام:164-163)۔ یعنی ’’ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور مَیں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو، جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 163-162)

بلاشبہ آپؐ کی حیات طیّبہ کا ہر لمحہ، ہر قول وفعل، ہر حرکت وسکون ہمہ تن وحی الٰہی کے تابع تھا۔ اسی لئے ایک موقع پر جب اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں تو آپؓ نے یہی فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو عین قرآن کے مطابق تھے۔

پس جب ہم تلاوت کا حق ادا کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس تلاوت قرآن اور اتباع قرآن کا اکمل ترین نمونہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدّس ومطہر وجود ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص یا گروہ قرآنی تعلیمات کے نام پر آیات قرآنی کی کوئی ایسی تشریح یا تفسیر کرتا ہے، یا کوئی ایسا مؤقف اپناتا ہے یا ایسا طرز عمل اختیار کرتا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے، آپؐ کے اخلاق عالیہ سے، آپؐ کے اقوال طیّبہ سے مخالف ومتصادم ہے تو ایسی ہر تشریح، ہر تفسیر، ہر خیال، ہر عمل غلط اور مردود ہوگا اور اس کا اسلام اور قرآن سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر وحی قرآنی کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا نہیں ہوسکتا جن پر یہ وحی قرآنی لفظاً ومعناً نازل ہوئی۔

آج جو دنیا میں ہم بعض ایسے گروہوں کو دیکھتے ہیں جو قرآن کے نام پر دنیا میں ظلم و سفّاکی اور خوف اور دہشتگردی اور قتل و غارت جیسی گھناؤنی کارروائیوں میں ملوّث ہیں وہ سراسر جھوٹے اور قرآن مجید پر کھلم کھلا افترا کرنے والے ہیں۔ ان کی ان وحشیانہ حرکات اور ظلم و بربریت اور درندگی کا قرآنی تعلیمات سے دُور کا بھی تعلق نہیں کیونکہ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان کی ایسی مذموم حرکتوں کو بڑی قوّت اور شدّت کے ساتھ ردّ کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے قرآن مجید کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے احکامات کو ان کی اصل روح کے ساتھ سمجھ کر ان کی پیروی کرے اور اس کے نتیجہ میں اس کا وجود تاثیرات قرآنی اور برکات روحانی کا مورد ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کو اپنائے اور آپؐ کی سچی اور کامل اتباع کرے۔ قرآن مجید میں اس مضمون کو مختلف مواقع پر بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، اس کے پیار کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہوگی اور اس عظیم رسول کی کامل اطاعت کا جوآ اپنی گردنوں پر رکھنا ہوگا۔ کیونکہ احکامات قرآنی کی سچی اور کامل تفہیم آپؐ ہی کو عطا کی گئی تھی اور آپؐ نے اپنے عمل سے قرآنی احکامات کے منشاء کو سب کے سامنے واضح فرمادیا۔ مثلاً قرآن کریم میں حکم ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ لیکن نماز کس طرح پڑھنی ہے؟ نماز کے فرائض، واجب، سنن کیا ہیں؟ کن اوقات میں نمازیں پڑھنی ہیں؟ کتنی پڑھنی ہیں؟ نمازوں کے اندر کیا پڑھنا ہے اور نمازوں کی حفاظت کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرنے ہیں وغیرہ تمام تفصیلات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے خوب اچھی طرح سمجھا دی ہیں۔ پس آج اگر کوئی مُلّاں یا جدیدیت کے نام پر بعض آزاد خیال لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے ہٹ کر قیام صلوٰۃ کی کوئی خودساختہ تشریحات کرتے ہیں یا اس کے برخلاف کوئی طرز عمل اپناتے ہیں مثلاً آج کل ایسی خبریں سننے، پڑھنے اور دیکھنے میں آتی ہیں کہ کئی غیر محرم مرد اور عورتیں اکٹھے ہوکر ایک ہی صف میں مل جل کر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ان کی امام ہوتی ہیں۔ یا بعض لوگوں نے عبادت کے نام پر عجیب وغریب اوراد اور وظائف یا مشقتیں اور ریاضتیں اختراع کر رکھی ہیں جن کا سنّت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلا تصادم ہے۔ تو ایسی تمام بدعات کا قرآن اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود اور مطرود شمار ہوں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**خدا کی طرف سے سچا نجات دہندہ وہ شخص ہے جس کی متابعت سے سچی نجات حاصل ہو۔ یعنی خدا نے اس کے وعظ میں یہ برکت رکھی ہو کہ کامل پیرو اس کا ظلمات نفسانیہ اور اَدْناسِ بشریہ سے نجات پا جائے اور اس میں وہ انوار پیدا ہوجائیں جن کا پاک دلوں میں پیدا ہوجانا ضروری ہے۔** ہاں جب تک پیروی کنندہ کی متابعت میں کسر ہو تب تک ظلماتِ نفسانیہ دُور نہیں ہوں گے اور نہ انوارِ باطنیہ ظاہر ہوں گے۔ لیکن یہ اس نبی متبوع کا قصور نہیں بلکہ خود وہ مدعی اِتباع کا اعراضِ صُوری یا معنوی کی آفت میں گرفتار ہے اور اسی اعراض کی وجہ سے محروم اور محجوب ہے۔ ...... اب جبکہ سچے نجات دہندہ کی یہی علامت ٹھہری اور یہی طالب حق کا مقصود اعظم ہے کہ جو اس کی زندگی کا اصل مقصد اور اس کے مذہب پکڑنے کی علت غائی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ **یہ علامت صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے اور انہیں کی اتباع سے کہ جو قرآن شریف کی اتباع پر منحصر ہے باطنی نور اور محبت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف جو آنحضرت کی اِتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اسی جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہوجاتے ہیں کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونوں طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو بمرتبہ تکمیل پہونچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔**

ظاہری طریق سے اس طرح پر کہ بیان اس کا ایسا جامع دقائق وحقائق ہے کہ جس قدر دنیا میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں جن میں مبتلا ہوکر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہیں اور صدہا طرح کے خیالات باطلہ گمراہ لوگوں کے دلوں میں جم رہے ہیں سب کا ردّ معقولی طور پر اس میں موجود ہے اور جو جو تعلیم حقہ اور کاملہ کی روشنی ظلمت موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اس میں چمک رہی ہے اور تمام امراض نفسانی کا علاج اس میں مندرج ہے اور تمام معارف حقہ کا بیان اس میں بھرا ہوا ہے اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہیں کہ جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہوسکتا ہے اور اس سے باہر رہ گیا ہو۔

اور باطنی طریق سے اس طور پر کہ اس کی کامل متابعت دل کو ایسا صاف کردیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیوں سے بالکل پاک ہوکر حضرت اعلیٰ سے اتّصال پکڑ لیتا ہے اور انوار قبولیت اس پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور عنایات الٰہیہ اس قدر اس پر احاطہ کر لیتی ہیں کہ جب وہ مشکلات کے وقت دعا کرتا ہے تو کمال رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اس کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غموں کے وقت میں سوال کرے تو ہزارہا مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور متبرّک کلام میں محبّت آمیز جواب پاتا ہے۔ **اور الہام الٰہی بارش کی طرح اس پر برستا ہے اور وہ اپنے دل میں محبت الٰہیہ کو ایسا بھرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوتا ہے۔** اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذت اس کو عطا کی جاتی ہے کہ جو اس کی سخت سخت نفسانی زنجیروں کو توڑ کر اور اس دخانستان سے باہر نکال کر محبوب حقیقی کی ٹھنڈی اور دلا رام ہوا سے اس کو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے۔ پس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی ان عنایات الٰہیہ کو بچشم خود دیکھ لیتا ہے جن کے دیکھنے کے لئے دوسرے لوگ بعد مرنے کے امیدیں باندھتے ہیں۔ اور یہ سب **نعمتیں کسی راہبانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہیں بلکہ صرف قرآن شریف کے کامل اتباع سے دی جاتی ہیں اور ہر یک طالب صادق ان کو پاسکتا ہے ہاں ان کے حصول میں خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجہ کامل محبت بھی شرط ہے۔ تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان ان نوروں میں سے بقدر استعداد خود حصہ پالیتا ہے کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہیں۔**

پس طالب حق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں کہ وہ کسی صاحب بصیرت اور معرفت کے ذریعہ سے خود اس دین متین میں داخل ہوکر اور اتباع کلام الٰہی اور محبت رسول مقبول اختیار کر کے ہمارے ان بیانات کی حقیت کو بچشم خود دیکھ لے اور اگر وہ اس غرض کے حصول کے لئے ہماری طرف بصدق دل رجوع کرے تو **ہم خدا کے فضل اور کرم پر بھروسہ کر کے اس کو طریقِ اِتّباع بتلانے کو طیار ہیں** پر خدا کا فضل اور استعداد ذاتی درکار ہے۔

...... جیسا کہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں تحققِ نجات کے لئے یہ علامات خاصہ ہیں کہ **انقطاع الی اللہ اور غلبۂ حُبّ الٰہی اس قدر کمال کے درجہ تک پہونچ جائے کہ اس شخص کی صحبت اور توجہ اور دعا سے بھی یہ امور دوسرے ذی استعداد لوگوں میں پیدا ہوسکیں اور خود وہ اپنی ذاتی حالت میں ایسا منور الباطن ہو کہ اس کی برکات طالب حق کی نظر میں بدیہی الظہور ہوں اور اس میں وہ تمام خصوصیّات اور مخاطبات حضرت احدیت پائی جائیں کہ جو مقربین میں پائی جاتی ہیں...... خداوند کریم نے نفوس طیبہ ان مقربین میں بھی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے اور اُن کے نفوس حضرت احدیّت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں اور پھر وہ تمام فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں۔** غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اس جائے اسباب میں قانون قدرت حضرت احدیّت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کھاتا ہے وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے **اسی طرح عادت الٰہیہ جاری ہے کہ امراض روحانی دُور کرنے کے لئے انبیا اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے۔** انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں اور بشریت کی آلائشیں رُوبکمی ہوتی ہیں اور نفسانی ظلمتیں اُٹھتی ہیں اور محبت الٰہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں اور بغیر ان کے ہرگز یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں پس یہی باتیں ان کی شناخت کی علامات خاصّہ ہیں۔ **فَتَدَبَّرْ وَ لَا تَغْفَلْ۔**‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 356-341۔ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر 2)

قرآن مجید کی روحانی تاثیرات

قبل ازیں مختصراً یہ ذکر گزر چکا ہے کہ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور اس کی روحانی تاثیرات و برکات کا فیض آج بھی جاری ہے۔ یہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جو تُوْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا کا مصداق ہے۔ اور اس کی سچی اتباع کرنے والے کو اس کی عظیم روحانی تاثیرات و برکات سے حصہ دیا جاتا ہے۔ وہ روحانی تاثیرات و برکات کیا ہیں؟ ان سب کا احاطہ ممکن نہیں کیونکہ ان کا سلسلہ نہ ختم ہونے والا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات و فرمودات میں متفرق مواقع پر ان تاثیرات و برکات روحانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔

ذیل میں آپؑ کی تصنیف مُنیف 'براہین احمدیہ' کی ایک طویل عبارت سے بعض حصّوں کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے جس میں آپؑ نے بتایا ہے کہ قرآن شریف کے کامل متبعین کو کس قسم کی برکات روحانیہ عطا کی جاتی ہیں۔ یہ ساری تحریر حکمت و معرفت کا ایک لازوال خزانہ ہے۔ اس کا ایک ایک جملہ، ایک ایک حرف موتیوں کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اور ہوتا بھی کیوں نہ۔ کیونکہ یہ کسی عام آدمی یا عالم یا فلسفی کی تحریر نہیں بلکہ ایک صاحبِ حال کی تحریر ہے۔ یہ اس مقدّس و مطہر وجود کی نورانی تحریر ہے جو نہ صرف یہ کہ خود قرآن مجید، فرقان حمید کی عظیم الشان تاثیرات و برکات روحانیہ کا مورد و مہبط تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس زمانہ میں قرآنی برکات کے ظہور اور تمام دنیا پر اس کلام پاک کی افضلیت و تاثیرات و برکاتِ روحانیہ کو ثابت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ اور جس کی ذات میں یہ تمام باتیں مشاہدہ کی جاسکتی تھیں جن کا ذکر اس خوبصورت، دلنشیں، وجدآفریں تحریر میں کیا گیا ہے۔

❁ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ جن روحانی تاثیرات پر فرقان مجید مشتمل ہے...... تفصیل اس کی یہ ہے کہ فرقان مجید باوجود ان تمام کمالاتِ بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذاتِ بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتّباع انسان کو مستقیم الحال اور منوّر الباطن اور منشرح الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیداتِ لاریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیّت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہیں اور ان ربّانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہوگیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور نہ صرف مَقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی ان تمام محبتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پُرصدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ میں بیان کرسکتا ہے۔ اور انوارِ الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبارِ غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاقِ فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں۔

یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذاتِ بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اُسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعتِ کلامِ الٰہی اور اتّباعِ رسولِ مقبول سے مدارجِ عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اس قدر اُن پر پے در پے اور علی الاتّصال تلطّفات و تفضّلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ اَحدیّت سے ہیں جن پر لُطفِ ربّانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضلِ یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے۔ اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہیں۔ اور محبوبیت کے عطر سے معطّر ہیں۔ اور مقبولیت کے فخروں سے مُفتخِر ہیں۔ اور قادرِ مطلق کا نور اُن کی صحبت میں، اُن کی توجہ میں، اُن کی ہمّت میں، اُن کی دعا میں، اُن کی نظر میں، اُن کے اخلاق میں، اُن کی طرزِ معیشت میں، اُن کی خوشنودی میں، اُن کے غضب میں، اُن کی رغبت میں، اُن کی نفرت میں، اُن کی حرکت میں، اُن کے سکون میں، اُن کے نطق میں، اُن کی خاموشی میں، اُن کے ظاہر میں، اُن کے باطن میں، ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفّا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

اور اُن کے فیضِ صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضاتِ شاقّہ سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کرلیتی ہے۔ اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور شوریدگی اور امّارگی نفس کی رُوبکمی ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا ہے۔

اور ان کی صحبتِ طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتوں میں اور اخلاقی حالتوں میں اور انقطاع عن الدنیا میں، توجہ الی اللہ میں اور محبت الٰہیہ میں اور شفقت علی العباد میں اور وفا اور رضا اور استقامت میں اس عالی مرتبہ پر ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہیں دیکھی گئی۔ اور عقل سلیم فی الفور معلوم کرلیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُن کے پاؤں سے اتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں۔ اور وہ تنگی اور انقباض ان کے سینہ سے دُور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہیں۔

ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالماتِ حضرت اَحدیّت سے بکثرت مشرف ہوتے ہیں اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہیں اور حق جلّ وعلا اور اس کے مستعد بندوں میں ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہیں۔ ان کی نورانیت دوسرے دلوں کو منور کر دیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتیں جوش زن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان کے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ میں جوش مارتے ہیں اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادت مندی کی استعدادوں کو بکوشش تمام منصّۂ ظہور میں لاوے اور خواب غفلت کے پردوں سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغوں سے اور جہالت اور بے خبری کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرے۔

سو ان کے مبارک عہد میں کچھ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھ اس قسم کا انتشارِ نورانیت ہوجاتا ہے کہ ہریک مومن اور طالبِ حق بقدرِ طاقتِ ایمانی اپنے نفس میں بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت میں دیکھتا ہے۔ غرض ان کے اس عطر لطیف سے جو اُن کو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظّ پہنچتا ہے۔

ہاں جو لوگ شقی ازلی ہیں وہ اس سے کچھ حصہ نہیں پاتے بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت میں بڑھ کر ہاویہ جہنم میں گرتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔ (البقرۃ:8)

پھر ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی غرض سے دوسرے لفظوں میں دوہرا کر یہ تفصیل لکھتے ہیں کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہیں اور جو مواہب خاصّہ اُن کے نصیب ہوتے ہیں اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہیں مگر ان میں سے کئی ایک ایسے انعاماتِ عظیمہ ہیں جن کو اس جگہ مفصّل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے۔ چنانچہ وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

ازانجملہ علوم و معارف ہیں جو کامل متبعین کو خوانِ نعمتِ فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ جب انسان فرقانِ مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اس کی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعراض صُوری یا معنوی باقی نہیں رہتا۔ تب اس کی نظر اور فکر کو حضرت فیّاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی میں پوشیدہ ہیں اس پر کھلتے ہیں اور اَبرِ نیساں کے رنگ میں معارف دقیقہ اس کے دل پر برستے ہیں۔ وہی معارف دقیقہ ہیں جن کو فرقان مجید میں حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے: یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (البقرہ:270) یعنی خدا جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی ہے یعنی حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اس نے خیر کثیر کو پالیا۔ سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقّہ اُن کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ اور تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان ان کے لئے میسر کر دیتی ہیں جس سے بیان اُن کا ادھورا اور ناقص نہیں رہتا اور نہ کچھ غلطی واقعہ ہوتی ہے۔ سو جو جو علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و اَدِلّہ و براہین ان کو سوجھتے ہیں وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے مرتبۂ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائید صمدی ان کی پیش رَو ہوتی ہے۔ اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوارِ قرآنی اُن پر کھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دُود آمیز روشنی سے کھل نہیں سکتے۔ اور یہ علوم و معارف جو اُن کو عطا ہوتے ہیں جن سے ذات اور صفات الٰہی کے متعلق اور عالم معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتیں اور نہایت عمیق حقیقتیں اُن پر ظاہر ہوتی ہیں یہ ایک روحانی خوارق ہیں کہ جو بالغ نظروں کی نگاہوں میں جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہیں۔ بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندوں کی نظر میں اِنہیں خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق ان کی منزلتِ عالیہ کی زینت اور آرائش اور ان کے چہرۂ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہیں۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ علوم و معارف حقّہ کی ہیبت سب سے زیادہ اس پر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اس کو پیاری ہے۔ اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور اخبارِ غیبیہ بھی اسے معلوم ہوتے ہیں اور ریاضاتِ شاقّہ بھی بجالاتا ہے اور کئی اور قسم کے خوارق بھی اس سے ظہور میں آتے ہیں مگر علم الٰہی کے بارہ میں سخت جاہل ہے یہاں تک کہ حق اور باطل میں تمیز ہی نہیں کرسکتا بلکہ خیالاتِ فاسدہ میں گرفتار اور عقائدِ غیر صحیحہ میں مبتلا ہے، ہر یک بات میں خام اور ہر یک رائے میں فاش غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبائع سلیمہ کی نظر میں نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اس کے منہ سے سن لیتا ہے تو فی الفور اس کی طرف سے دل متنفر ہو جاتا ہے اور پھر وہ شخصِ عاقل کی نظر میں کسی طور سے قابل تعظیم نہیں ٹھہر سکتا اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیوں نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے۔ پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنی علوم و معارف اس کی نظر میں اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابر دین کی شناخت کے لئے علامات خاصّہ اور ضروریّہ ہیں۔

پس یہ علامتیں فرقانِ شریف کی کامل تابعین کو اکمل اور اَتم طور پر عطا ہوتی ہیں اور باوجودیکہ ان میں سے اکثروں کی سرشت پر اُمیّت غالب ہوتی ہے اور علومِ رسمیہ کو باستیفا حاصل نہیں کیا ہوتا لیکن نکات اور لطائف علمِ الٰہی میں اس قدر اپنے ہم عصروں سے سبقت لے جاتے ہیں کہ بسا اوقات بڑے بڑے مخالف ان کی تقریروں کو سن کر یا ان کی تحریروں کو پڑھ کر اور دریائے حیرت میں پڑ کر بلا اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ان کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہیں جو تائیداتِ الٰہی کے رنگِ خاص سے رنگین ہیں۔ اور اس کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث میں سے کسی بحث میں ان کی محققانہ اور عارفانہ تقریروں کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے تو اخیر پر بشرط انصاف و دیانت اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ صداقت حقّہ اُسی تقریر میں تھی جو اُن کے منہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائے گی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئیں گے جن سے روزِ روشن کی طرح ان کا سچا ہونا کھلتا جائے گا۔ چنانچہ ہر یک طالبِ حق پر اس کا ثبوت ظاہر کرنے کے لئے ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں۔

ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوّث نظر آتے ہیں اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمتِ الٰہیہ جلدتر ان کا تدارک کرلیتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امّارہ کے مقتضیات سے نہایت دُور پڑا ہوا ہے جس کا حاصل ہونا بجز توجہ خاص الٰہی کے ممکن نہیں۔ مثلاً اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغ گوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفوں اور پیشوں میں قطعی طور پر باز رہے تو یہ اس کے لئے مشکل اور ممتنع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر اس کام کے کرنے کے لئے کوشش اور سعی بھی کرے تو اس قدر موانع اور عوائق اس کو پیش آتے ہیں کہ بالآخر خود اس کا یہ اصول ہو جاتا ہے کہ دنیاداری میں جھوٹ

اور خلاف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے۔

مگر ان سعید لوگوں کے لئے کہ جو سچی محبت اور پُرجوش ارادت سے فرقان مجید کی ہدایتوں پر چلنا چاہتے ہیں۔صرف یہی امر آسان نہیں کیا جاتا کہ وہ دروغ گوئی کی قبیح عادت سے باز رہیں بلکہ وہ ہر ناکردنی اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادر مطلق سے توفیق پاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات شنیعہ سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطوں میں پڑیں۔ کیونکہ وہ دنیا کا نور ہوتے ہیں اور ان کی سلامتی میں دنیا کی سلامتی اور ان کی ہلاکت میں دنیا کی ہلاکت ہوتی ہے۔اسی جہت سے وہ اپنے ہر یک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر میں تمام نالائق باتوں اور فاسد خیالوں اور نادرست علموں اور ناجائز عملوں اور بے جا فہموں اور ہر یک افراط اور تفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہیں اور کسی مذموم بات پر ٹھہرنا نہیں پاتے کیوں کہ خود خداوند کریم ان کی تربیت کا متکفّل ہوتا ہے اور جس شاخ کو ان کے شجرۂ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربّیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایتِ الٰہی ہردم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اور یہ نعمت محفوظیت کی جو ان کو عطا ہوتی ہے۔ یہ بھی بغیر ثبوت نہیں بلکہ زیرک انسان کسی قدر صحبت سے اپنی پوری تسلی سے اس کو معلوم کرسکتا ہے۔

ازانجملہ ایک مقام توکّل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے ان کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہیں آسکتا بلکہ انہیں کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے۔اور نور معرفت ایسا ان کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہوکر اور اسباب عادیہ سے بکلّی اپنے تئیں دور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوشحالی سے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا ان کے پاس ہزار ہا خزائن ہیں۔ ان کے چہروں پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔سیرت ایثار اُن کا مشرب ہوتا ہے اور خدمتِ خلق ان کی عادت ہوتی ہے اور کبھی انقباض ان کی حالت میں راہ نہیں پاتا اگرچہ سارا جہان ان کا عیال ہوجائے اور فی الحقیقت خدائے تعالیٰ کی ستاری مستوجب شکر ہے جو ہر جگہ ان کی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اس کے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو ان کو دامن عاطفت میں لے لیتی ہے کیونکہ اُن کے تمام کاموں کا خدا متولّی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس نے آپ ہی فرمایا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۔(الاعراف:197) لیکن دوسروں کو دنیاداری کے دل آزار اسباب میں چھوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص ان لوگوں کے ساتھ ظاہر کی جاتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہیں کی جاتی۔ اور یہ خاصہ ان کا بھی صحبت سے بہت جلد ثابت ہوسکتا ہے۔

ازانجملہ ایک مقام محبتِ ذاتی کا ہے جس پر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبت الٰہیہ تاثیر کرجاتی ہے کہ ان کے وجود کی حقیقت بلکہ ان کی جان ہوجاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار ان کے دلوں میں جوش مارتا ہے اور ایک خارق عادت انس اور شوق ان کے قلوب صافیہ پر مستولی ہوجاتا ہے کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور گسستہ کردیتا ہے اور آتشِ عشقِ الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگوں کو اوقات خاصہ میں بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے بلکہ اگر محبان صادق اس جوش محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں تو یہ ان کے لئے غیر ممکن ہوجاتا ہے۔ جیسے عشاق مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جس کے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہیں اپنے رفیقوں اور ہم صحبتوں سے چھپائے رکھیں بلکہ وہ عشق جو ان کے کلام اور ان کی صورت اور ان کی آنکھ اور ان کی وضع اور ان کی فطرت میں گھس گیا ہے اور ان کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ ان کے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہیں سکتا۔ اور ہزار چھپائیں کوئی نہ کوئی نشان اس کا نمودار ہوجاتا ہے اور سب سے بزرگ تر **ان کے صدق قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کرلیتے ہیں اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام ان کو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو شربتِ عذْب کی طرح سمجھتے ہیں۔کسی تلوار کی تیز دھار ان میں اور ان کے محبوب میں جدائی نہیں ڈال سکتی اور کوئی بلیّہ عظمٰی ان کو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہیں سکتے اسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں اور اسی کی محبت میں لذّات پاتے اور اسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں اور اسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں۔** اگر چاہتے ہیں تو اسی کو اگر آرام پاتے ہیں تو اسی سے۔تمام عالم میں اسی کو رکھتے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں۔اسی کے لئے جیتے ہیں۔اسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں اور باخود ہوکر پھر بے خود ہیں۔ نہ عزت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے۔نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے۔ بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔لَا یُدْرَکْ آتش سے جلتے جاتے ہیں اور کچھ بیان نہیں کرسکتے کہ کیوں جلتے ہیں اور تفہیم اور تفہّم سے صُمٌّ بُکْمٌ ہوتے ہیں اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رسوائی کے سہنے کو طیار رہتے ہیں اور اُس سے لذّت پاتے ہیں۔

عشق است کہ برخاک مذلت غلطاند
عشق است کہ برآتش سوزاں بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نہ فشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

ازانجملہ اخلاق فاضلہ ہیں جیسے سخاوت، شجاعت، ایثار، علو ہمت، وفور شفقت، حلم، حیا، مودّت یہ تمام اخلاق بھی بوجہ احسن اور انسب انہیں سے صادر ہوتے ہیں اور وہی لوگ بہ یمنِ متابعتِ قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت میں ان کو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہیں اور کوئی انقباض خاطر ان کو ایسا پیش نہیں آتا کہ جو اخلاق حسنہ کے کَمَا یَنْبَغِیْ صادر ہونے سے ان کو روک سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہوسکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتوں سے صادر نہیں ہوسکتی بلکہ اصل موجب اس کے صدور کا فضل الٰہی ہے۔پس چونکہ یہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الٰہی ہوتے ہیں اس لئے خود خداوند کریم اپنے تفضّلات نامتناہی سے تمام خوبیوں سے ان کو متمتع کرتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حقیقی طور پر بجُز خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نیک نہیں۔تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیاں اسی کے لئے مسلم ہیں۔ پھر جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہوکر اس ذات خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر اخلاقِ الٰہیہ اس کے نفس پر منعکس ہوتی ہیں۔ پس بندہ کو جو جو خوبیاں اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں ہے۔

سو اخلاق فاضلہ الٰہیہ کا انعکاس انہیں کے دلوں پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بھرے ہوئے جوش سے اخلاق فاضلہ ان سے صادر ہوتے ہیں اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔اگرچہ منہ سے ہر یک شخص دعویٰ کرسکتا ہے اور لاف وگذاف کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اس دروازہ سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہیں۔

اور دوسرے لوگ اگر کچھ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہیں تو تکلّف اور تصنّع سے ظاہر کرتے ہیں اور اپنی آلودگیوں کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنی بیماریوں کو چھپا کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ امتحانوں میں ان کی قلعی کھل جاتی ہے۔اور تکلف اور تصنع اخلاق فاضلہ کے ادا کرنے میں اکثر وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اپنی دنیا اور معاشرت کا حسن انتظام وہ اسی میں دیکھتے ہیں۔اور اگر اپنی اندرونی آلائشوں کی ہر جگہ پیروی کریں تو پھر مہمات معاشرت میں خلل پڑتا ہے اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھ تخم اخلاق کا ان میں بھی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشوں کے کانٹوں کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزش اغراض نفسانی کے خالصاً للہ ظاہر نہیں ہوتا چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے۔اور خالصاً للہ انہیں میں وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہیں اور جن کے نفوس کو خدائے تعالیٰ غیریت کی لوث سے بکلّی خالی پاکر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے اور ان کے دلوں میں وہ اخلاق ایسے پیارے کردیتا ہے جیسے وہ اس کو آپ پیارے ہیں۔ پس وہ لوگ فانی ہونے کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کرلیتے ہیں کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہوجاتے ہیں جس کی توسّط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور ان کو بھوکے اور پیاسے پاکر وہ آب زلال ان کو اپنے اس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس میں کسی مخلوق کو علیٰ وجہ الاصالت اس کے ساتھ شرکت نہیں۔

اور منجملہ ان عطیات کے ایک کمال عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے یعنی وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصان ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہیں اور بشہود کبریائی حضرت باری تعالیٰ ہمیشہ تذلّل اور نیستی اور انکسار میں رہتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت کو ذلّت اور مفلسی اور ناداری اور پُرتقصیری اور خطاواری سمجھتے ہیں اور ان تمام کمالات کو جو اُن کو دیئے گئے ہیں اس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور تمام نیکیوں کا چشمہ اسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے ان کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہیں اور عظمت الٰہی کا پُرجوش دریا اُن کے دلوں پر ایسا محیط ہوجاتا ہے کہ ہزارہا طور کی نیستی ان پر وارد ہوجاتی ہے اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہوجاتے ہیں۔

اور منجملہ ان عطیات کے ایک یہ ہے کہ اُن کی معرفت اور خداشناسی بذریعہ کشوف صادقہ و علوم لدنیہ و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل واتم پہنچائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں اور عالم ثانی میں ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے۔جس میں سے ان کی نظر عبور کرکے واقعات اخروی کو اسی عالم میں دیکھ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگوں کے کہ جو بباعث پُرظلمت ہونے اپنی کتابوں کے اس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے بلکہ ان کی کج تعلیم کتابیں ان کے حجابوں پر اور بھی صدہا حجاب ڈالتے ہیں اور بیماری کو آگے سے آگے بڑھا کر موت تک پہنچاتے ہیں۔اور فلسفی ...... جن کے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ خود اپنے طریق میں ناقص ہیں اور ان کے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے کہ ان کی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیوں کی نظری وجوہ سے تجاوز نہیں کرتی اور قیاسی اٹکلوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری طور تک محدود ہے اور وہ بھی کئی طرح کی خطا کی آلودگیوں سے ملوث وہ شخص بمقابلہ اس شخص کے جس کا عرفان بداہت کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہے اپنی علمی حالت میں بغایت درجہ پست اور متنزّل ہے۔ ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ بداہت اور شہود کا باقی ہے یعنی جو امور نظری اور فکری طور پر معلوم ہوتے ہیں وہ ممکن ہیں کہ کسی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہود طور پر معلوم ہوں سو یہ مرتبہ بداہت کا عند العقل ممکن الوجود ہے اور ...... وہ مرتبہ اگر خارج میں پایا جاوے تو بلاشبہ اعلیٰ واکمل ہے اور جو نظر اور فکر میں خفایا باقی رہ جاتے ہیں ان کا ظہور اور بروز اسی مرتبہ پر موقوف ہے۔اور خود اس بات کو کون نہیں سمجھ سکتا کہ ایک امر کا بدیہی طور پر کھل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگرچہ مصنوعات کو دیکھ کر دانا اور سلیم الطبع انسان کا اس طرف خیال آسکتا ہے کہ ان چیزوں کا کوئی صانع ہوگا مگر نہایت بدیہی اور روشن طریق معرفت الٰہی کا جو اس کے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے یہ ہے کہ اس کے بندوں کو الہام ملتا ہے اور قبل اس کے جو حقائقِ اشیاء کا انجام کھلے اُن پر کھولا جاتا ہے **اور وہ اپنے معروضات میں حضرت احدیت سے جوابات پاتے ہیں اور ان سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں اور بہ نظر کشفی ان کو عالمِ ثانی کے واقعات دکھلائے جاتے ہیں اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے اور دوسرے کئی طور کے اسرار اخروی ان پر کھولے جاتے ہیں** ۔اور کچھ شک نہیں کہ یہ تمام امور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے ہیں اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے بداہت کے بلند مینار تک لے جاتے ہیں بالخصوص مکالمات اور مخاطبات حضرت احدیت ان سب اقسام سے اعلیٰ ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے صرف اخبار غیبیہ ہی معلوم نہیں ہوتے بلکہ عاجز بندہ پر جو جو مولیٰ کریم کی عنایتیں ہیں ان سے بھی اطلاع دی جاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی تسلی اور تشفی اس کو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرت باری تعالیٰ سے مطلع کیا جاتا ہے جس سے بندہ مکروہات دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی قوّت پاتا ہے گویا صبر اور استقامت کے پہاڑ اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم اور معارف بھی بندہ کو سکھلائے جاتے ہیں اور وہ اسرار خفیہ و دقائق عمیقہ بتلائے جاتے ہیں کہ جو بغیر تعلیم خاص ربانی کے کسی طرح معلوم نہیں ہوسکتے۔

اور اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ یہ تمام امور جن کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہیں کیونکر اسلام میں ان کا متحقق فی الخارج ہونا بہ پایۂ ثبوت پہنچ سکتا ہے تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ صحبت سے۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں لیکن بغیر اندیشہ طول کے پھر مکرر **ہر یک مخالف پر ظاہر کرتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ دولت عظمیٰ اسلام میں پائی جاتی ہے کسی دوسرے مذہب میں ہرگز پائی نہیں جاتی اور طالب حق کے لئے اس کے ثبوت کے بارے میں ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں بشرط صحبت و حسن ارادت و تحقق مناسبت اور صبر اور ثبات کے یہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُس کی کے کھل سکتے ہیں۔** اور ان امور میں سے جو اخبار غیبیہ ہیں ان کی نسبت یہ شبہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے جو اس کام

میں رمّال و منجم بھی شریک ہیں کیونکہ یہ قوم کسی خاص فن یا قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کونہیں بتلاتی اور نہ غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے بلکہ خداوند کریم جوان پر مہربان ہے اوران کے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض امور پیش از وقوع ان کو بتلا دیتا ہے تا جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلاں بندہ مؤید من اللہ ہے اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہیں بلکہ خاص ارادہ و توجہ الٰہی سے ظہور میں آتے ہیں۔ اسی طرح جو کچھ فتح و نصرت اور اقبال وعزت اس کو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اس کو غلبہ بخشے اور اپنی تائیدات اس کے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے کی غرض سے ان انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتوں کے عطا کرنے کی بشارت دے دیتا ہے سو ان پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں ہوتیں بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوجائے کہ وہ شخص مؤید من اللہ اور ان خاص لوگوں میں سے ہے جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزّت خاص طور پر تجلی کرتی ہیں۔ اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس مؤیّد من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہیں اور اس کی پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہے بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہیں۔

ماسوا اس کے جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ خاص اپنے لئے چن لیتا ہے اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنے گروہ میں داخل کرتا ہے ان میں صرف یہی علامت نہیں کہ وہ پوشیدہ چیزیں بتلاتے ہیں تا ان کا حال نجومیوں اور جوتشیوں اور رمّالوں اور کاہنوں کے حال سے مشتبہ ہوجائے اور کچھ ما بہ الامتیاز باقی نہ رہے **بلکہ ان کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جس کے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی طور پر ان کو شناخت کرسکتا ہے اور حقیقت میں وہی ایک نور ہے جو ان کے ہر یک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجاتا ہے اور صدہا شاخیں اس کی نمودار ہوجاتی ہیں اور رنگا رنگ کی صورتوں میں جلوہ فرماتا ہے۔**

وہی نور شدائد اور مصائب کے وقتوں میں صبر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے پیرایہ میں اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ تب یہ لوگ جو اس نور کے مورد ہیں آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکھائی دیتے ہیں اور جن صدمات کی ادنیٰ مَس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہیں بلکہ قریب بمرگ ہوجاتے ہیں ان صدمات کے سخت زور آور حملوں کو یہ لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے اور فی الفور حمایت الٰہی کنار عاطفت میں ان کو کھینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری ان سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو برنگ انعام دیکھتے ہیں اور بکشادگی سینہ و انشراح خاطر اس کو قبول کرتے ہیں بلکہ اس سے متلذّذ ہوتے ہیں کیونکہ طاقتوں اور قوتوں اور صبروں کے پہاڑ ان کی طرف رواں کئے جاتے ہیں اور محبت الٰہیہ کی پر جوش موجیں غیر کی یادداشت سے ان کو روک لیتی ہیں۔ پس ان سے ایک ایسی برداشت ظہور میں آتی ہے کہ جو خارق عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتوں میں قناعت کی صورت میں ان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ سو دنیا کی خواہشوں سے ایک عجیب طور کی برودت ان کے دلوں میں پیدا ہوجاتی ہے کہ بدبودار چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہیں اور یہی دنیوی لذات جن کے حظوظ پر دنیادار لوگ فریفتہ ہیں و بشوق تمام ان کے جویاں اور ان کے زوال سے سخت ہراساں ہیں یہ اُن کی نظر میں بغایت درجہ ناچیز ہوجاتے ہیں اور تمام سرور اپنا اِسی میں پاتے ہیں کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بھرا رہے اور اسی کے ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور رہیں۔ اس دولت سے بیزار ہیں کہ جو اُس کی خلاف مرضی ہے اور اس عزت پر خاک ڈالتے ہیں جس میں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں۔

اور ایسا ہی وہ نور **کبھی فراست کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قوت نظریہ کی بلند پروازی میں اور کبھی قوت عملیہ کی حیرت انگیز کارگزاری میں کبھی حلم اور رفق کے لباس میں اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس میں۔ کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس میں۔ کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس میں۔ کبھی کسی خُلق کے لباس میں اور کبھی کسی خُلق کے لباس میں۔ اور کبھی مخاطبات حضرت احدیّت کے پیرایہ میں اور کبھی کشوف صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ میں۔ یعنی جیسا موقعہ پیش آتا ہے اس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرت واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے اور یہ تمام اس کی شاخیں ہیں۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے اس کی نظر محدود رہتی ہے۔ اس لئے بسا اوقات وہ دھوکا کھالیتا ہے لیکن جو شخص یکجائی نگاہ سے اس شجرۂ طیبہ کی تمام شاخوں پر نظر ڈالتا ہے اور ان کے انواع و اقسام کے پھلوں اور شگوفوں کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن نوروں کو دیکھ لیتا ہے اور نورانی جلال کی کھینچی ہوئی تلواریں اس کے تمام گھمنڈوں کو توڑ ڈالتی ہیں۔**

شاید اس جگہ بعض طبائع پر یہ اشکال پیش آوے کہ کیونکر ان کمالات کو وہ لوگ بھی پالیتے ہیں کہ جو نہ نبی ہیں اور نہ رسول ۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں **یہ اشکال ایک ناچیز وہم ہے کہ جو ان لوگوں کے دلوں کو پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہیں۔** اگر نبیوں کے تابعین کو ان کے کمالات اور علوم اور معارف میں علیٰ وجہ التبعیت شرکت نہ ہو تو باب وراثت کا بکلّی مسدود ہوجاتا ہے یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے کیونکہ یہ معنے بکلّی منافی وراثت ہے کہ جو کچھ فیوض حضرت مبدء فیاض سے اس کے رسولوں اور نبیوں کو ملتے ہیں اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک ان مقدّسوں کو پہنچایا جاتا ہے اس شربت سے ان کے تابعین کے حلق محض ناآشنا رہیں اور صرف خشک اور ظاہری باتوں سے ہی ان کے آنسو پونچھے جائیں۔ ایسی تجویز سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرتِ فیاض مطلق کی ذات میں بھی ایک قسم کا بخل ہو اور نیز اس سے کلام الٰہی اور رسول مقبول کی عظمت اور بزرگی کی کسر شان لازم آتی ہے **کیونکہ کلام الٰہی کی اعلیٰ تاثیریں اور نبی معصوم کی قوت قدسیہ کے کمالات اسی میں ہیں کہ انوار دائمہ کلام الٰہی کے ہمیشہ قلوب صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہیں نہ یہ کہ تاثیر ان کی بکلّی معطّل ہو یا صرف معدودے چند تک ہوکر پھر ہمیشہ کے لئے باطل ہوجائے اور زائل القوّت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہ جائے۔** ماسوا اس کے جبکہ ایک حقیقت واقعی طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ میں خارج میں متحقق الوجود چلی آئی ہے اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور شہادات متکاثرہ سے اس کا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پھر ایسی روشن صداقت سے کیونکر کوئی منصف انکار کرسکتا ہے اور ایسی کھلا کھلی سچائی کیونکر اور کہاں چھپ سکتی ہے حالانکہ قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قائم ہو اس کو پھل بھی لگتے رہیں۔ ہاں جو درخت خشک ہوجائے یا جڑ سے کاٹا جائے اس کے پھلوں کی توقع رکھنا محض نادانی ہے۔

پس **جس حالت میں فرقان مجید وہ عظیم الشان و سرسبز و شاداب درخت ہے جس کی جڑھیں زمین کے نیچے تک اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں تو پھر ایسے شجرہ طیبہ کے پھلوں سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے۔ اس کے پھل بدیہی الظہور ہیں جن کو ہمیشہ لوگ کھاتے رہے ہیں اور اب بھی کھاتے ہیں اور آئندہ بھی کھائیں گے۔** اور یہ بات بعض نادانوں کی بالکل بے ہودہ اور غلط ہے کہ اس زمانہ میں کسی کو ان پھلوں تک گزر ہی نہیں بلکہ ان کا کھانا پہلے لوگوں کے ہی حصہ میں تھا اور وہی خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے وہ پھل کھائے اور ان سے متمتع ہوئے اور ان کے بعد بدنصیب لوگ پیدا ہوئے جن کو مالک نے باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضائع نہیں کرتا اور کسی سچے طالب پر اس کے فیض کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی کے خیال باطل میں یہ سمایا ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ میں فیوض الٰہی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور ذی استعداد لوگوں کی کوششیں اور محنتیں ضائع جاتی ہیں تو اس نے اب تک خدائے تعالیٰ کا قدر شناخت نہیں کیا اور ایسا آدمی انہیں لوگوں میں داخل ہے جن کی نسبت خدائے تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ (الانعام:92) لیکن اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ جن علوم و معارف و کشوف صادقہ و مخاطبات حضرت احدیت کے تحقق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے وہ اب کہاں ہیں اور کیونکر بہ پایۂ ثبوت پہنچ سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب امور اسی کتاب میں ثابت کئے گئے ہیں اور طالب حق کے لئے ان کے امتحان کا نہایت سیدھا اور آسان راستہ کھلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اس کتاب میں دیکھ سکتا ہے۔ اور جو کشوف صادقہ اور اخبار غیبیہ اور دوسرے خوارق ہیں۔ وہ غیر مذہب والوں کی شہادت سے اس پر ثابت ہوسکتے ہیں یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت میں رہ کر یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور جو دوسرے لوازم اور خصوصیات اسلام ہیں وہ بھی سب صحبت سے کھل سکتے ہیں۔

لیکن اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھ عجائب و غرائب اہل حق پر منکشف ہوتے ہیں اور جو کچھ برکات ان میں پائے جاتے ہیں وہ کسی طالب پر تب کھولے جاتے ہیں کہ جب وہ طالب کمال صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے اور جب وہ ایسے طور سے رجوع کرتا ہے تو تب جس قدر اور جس طور سے انکشاف مقدر ہوتا ہے وہ بارادہ خالص الٰہی ظہور میں آتا ہے مگر جس جگہ سائل کے صدق اور نیت میں کچھ فتور ہوتا ہے اور سینہ خلوص سے خالی ہوتا ہے تو پھر ایسے سائل کو کوئی نشان دکھلایا نہیں جاتا یہی عادت خداوند تعالیٰ کی انبیاء کرام سے ہے۔ ...... غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط ہے۔ اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہیں کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہ ہو اور صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے اور پھر اس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے تا خداوند کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ غرض **ادب اور صدق اور صبر برکات الٰہیہ کے ظہور کے لئے شرط اعظم ہے۔ جو شخص فیض الٰہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اس کے حال کے یہی مناسب ہے کہ وہ سراپا ادب ہوکر بہ تمام تر غربت و صبر اس نعمت کو اس کے اہل کے دروازہ سے طلب کرے اور جہاں معرفت الٰہیہ کا چشمہ دیکھے آپ افتاں وخیزاں اس چشمہ کی طرف دوڑے اور پھر صبر اور ادب سے کچھ دنوں تک ٹھہرا رہے۔** لیکن جو لوگ خدائے تعالیٰ کی طرف سے صاحب خوارق ہیں ان کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ شعبدہ بازوں کی طرح بازاروں اور مجالس میں تماشا دکھلاتے پھریں اور نہ یہ امور ان کے اختیار میں ہیں بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کے پتھر میں آگ تو بلاشبہ ہے لیکن صادقوں اور صابروں اور مخلصوں کی پُر ارادت ضرب پر اس آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے۔

اور ایک اَور بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبار غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیدات الٰہیہ کے باغ کی خوشبوئیں ہیں جو دور سے ہی اس باغ کا وجود بتلاتے ہیں اور عظمت اور شان ان کشوف اور الہامات کے اس شخص پر کما حقّہٗ کھلتی ہے جس کی نظر تائیداتِ الٰہیہ کی تلاش میں ہو یعنی وہ اصل نشان تائیداتِ الٰہیہ کو ٹھہرا کر پیشگوئیوں کو ان تائیدوں کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدوں کے استعمال میں لائے گئے ہیں۔ غرض **مدار مقرّب اللہ ہونے کا تائیدات الٰہیہ ہیں اور پیشگوئیاں روشن ثبوت سے ان تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک عام اور خاص کو دکھلاتے ہیں۔ پس تائیدات اصل ہیں اور پیشگوئیاں اُن کی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہیں اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں۔**

تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں خاص تائیدیں ہیں معمولی اتفاقات سے نہیں اور بخت اور اتفاق پر محمول نہیں ہوسکتیں۔ اور پیشگوئیوں کو تائیدات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ اس بزرگ پیوند سے ان کی شان بڑھتی ہے اور ایک بے مثل خصوصیت ان میں پیدا ہوجاتی ہے کہ جو مؤیدانِ الٰہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور ان جلیل الشان پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اِس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیوں اور تائیدات کاملہ میں ایک پیوند ہے اُس کو خیال میں رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ پیوند دوسرے لوگوں کی پیش گوئیوں میں غیر ممکن اور ممتنع ہے اور نیز ان کی پیشگوئیوں میں ایسی فاش غلطیاں نکل آتی ہیں جن سے ہر یک ذلت ان کی ظاہر ہوتی ہے **مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہیں ان کی روشن پیشگوئیاں ہمیشہ سے سچائی کے نور سے منور ہوتی ہیں۔ ماسوا اس کے وہ مبارک پیشگوئیاں ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہیں۔ خدا اپنے بندوں کے کاموں کا آپ متولّی ہوکر ایک حیرت انگیز طور پر ان کی تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ ان کی مدد میں رہتا ہے اور ان سے اس کی یہی عادت ہے کہ ان کو اپنی تائیدات کی خبریں پیش از وقوع بتلاتا ہے اور ان کے تردّد و تفکّر کے وقت میں اپنے پرنور کلام سے ان کو تسلی اور تشفّی بخشتا ہے اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر ان کی مدد کرتا ہے کہ جو خیال اور گمان میں نہیں ہوتی۔**

اور جو شخص ان کی صحبت میں رہ کر ان باتوں کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور صاف اور پاک نظر سے ان کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے۔ اس کو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مؤیّد من اللہ ہیں اور حضرت احدیّت کو ان کی طرف ایک خاص توجہ ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدھ دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سن کر پھر اس تائید کو ظہور میں آتے ہوئے بچشم خود دیکھ لے تو کوئی انسان ایسا پاگل اور دیوانہ نہیں کہ پھر بھی ان صحیح پیشگوئیوں اور قوی تائیدوں پر یقین کامل نہ کرسکے۔ ہاں اگر فرط تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے تو یہ اَور بات ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا دل انکار نہیں کرسکتا اور ہر وقت اس کو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور

باقی صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء۔ از صفحہ 2

جلسہ کی تقاریر سے بھی بہت فائدہ پہنچا ہے اور علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ جلسے کے دیگر شاملین سے باتیں کر کے میرا ایمان بہت مضبوط ہوا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی تقاریر سنیں تو ایسا لگا جیسے میں روحانی طور پر پرواز کر رہا ہوں۔ جیسے میں دوبارہ پیدا ہوا ہوں۔ جیسے مجھے دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کیفیت کو بیان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔

❁ Adamou Seidou صاحب بیلجیم اور جرمنی کے بارڈر پر رہتے ہیں۔ وہاں سے جلسہ میں شمولیت کے لیے آئے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: مجھے جماعت احمدیہ کا تعارف ایک دوست کے ذریعہ سے ہوا۔ لیکن جلسہ جرمنی پر آنے سے پہلے تک میں مذہب اور جماعت کو سنجیدگی سے نہیں لیتا تھا۔ لیکن جلسہ میں شامل ہو کر میرے جذبات کی کایا پلٹ گئی۔ جس جماعت کو میں سنجیدہ نہیں لیتا تھا اسی جماعت نے میری زندگی کے بہترین دن مجھے جلسہ سالانہ کی شکل میں دکھائے۔

موصوف نے اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ: یہاں جلسہ پر آ کر میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سمندر پر ہوں اور میں بہت گھبرایا ہوا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں سکون نازل ہوتا ہے اور وہ سکون اب میں بیداری میں بھی محسوس کر سکتا ہوں اور یہ سکون مجھے جلسہ سالانہ جرمنی میں آنے کی وجہ سے ہی ملا ہے۔ اس جلسہ نے مجھے بالکل بدل دیا ہے۔

❁ ایک آرمینین نوجوان جو کٹر عیسائی ہیں انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج میں اس بات پر بے حد خوش ہوں کہ ایک مبارک انسان سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔

❁ ایک نوجوان Cem tebey جس کا تعلق Alevism سے ہے اُس نے کہا: مجھے سارے انتظامات بہت پسند آئے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اسلام اتنا امن پسند مذہب ہے۔ خلیفہ سے ایک پیار اور امن محسوس ہو رہا تھا۔

❁ ایک عرب نوجوان نے کہا: خلیفہ کی بات بہت قائل کرنے والی اور ان کا پیش آنے کا انداز نہایت متاثر کن لگا۔ ان کے وجود سے ہی امن ظاہر ہو رہا تھا۔ مجھے ایسی تعلیم کا باوجود مسلمان ہونے کے علم نہ تھا۔

❁ ڈاکٹر Valdis Steins صاحب کا تعلق Latvia ملک سے ہے۔ موصوف اعلیٰ پایہ کے politician بھی رہ چکے ہیں اور یونیورسٹی میں پروفیسر بھی رہے ہیں۔ اب وہ research کرتے ہیں اور theology کے مضمون کے بارہ میں کتب تحریر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے جو آج خلیفۃ المسیح کا خطاب سنا تو مجھے تو یہ محسوس ہوا کہ میں ایک طالبعلم ہوں میں بھی بالکل یہی نظریہ رکھتا ہوں اور اس نظریہ کو امن کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ میں نے توریت کو بھی پڑھا۔ موسیٰؑ نے جو تعلیم دی وہ بھی میں نے پڑھی ہے۔ میں تو ایسی باتوں کی تلاش میں تھا۔

موصوف نے کہا کہ مجھے بہت سے لوگ دیکھنے کو ملے ہیں لیکن **آج جب خلیفۃ المسیح کو دیکھا ہے تو خاص شخصیت معلوم ہوئے ہیں۔** ایسے لوگ دنیا میں زیادہ نہیں ملتے۔ **ان سے ایک حکمت، سچائی اور ذہانت ظاہر ہوتی ہے۔** میں انسانوں کو جلد پہچان لیتا ہوں، اور خلیفہ ایک خاص انسان ہیں۔ ان کی ایک سوچ ہے اور جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔

❁ ترکی سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب Attila Caliscan نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے خلیفہ کو پہلی بار دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت پیار کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے انسان ان پر اعتماد کر سکتا ہے۔ **جو باتیں خلیفہ نے کہیں وہ قرآن کریم کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تھیں۔** یقیناً ہم لوگ ان تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔

موصوف نے کہا: **خلیفۃ المسیح کوئی عام انسان نہیں لگتے بلکہ ان میں کوئی خاص بات ہے جس کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔** گو کہ وقت بہت کم تھا لیکن حضور انور نے اپنے خطاب میں اسلام کی بنیاد بیان کر دی۔ جو بھی بیان کیا بہت اعلیٰ تھا۔ حضور نے باہمی اتفاق پیدا کرنے کی تعلیم دی اور بتایا کہ سب کو اکٹھے مل جل کر رہنا ہوگا تا کہ امن پیدا کیا جا سکے۔ احمدیہ مسلم جماعت یہ کوشش کرتی ہے کہ اسلام کی اصل تعلیم انسانوں تک پہنچے۔ یہ بہت اعلیٰ کام ہے۔

❁ ایک جرمن دوست Heiko Fahnicke صاحب نے کہا: یہ میرا پہلا موقع تھا کہ خلیفہ کو دیکھوں اور احمدیت کے بارہ میں کچھ جان سکوں۔ **خلیفہ بہت ہی امن اور پیار والے معلوم ہوتے ہیں۔ جو بھی انہوں نے کہا سچ کہا اور اگر تمام انسان اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو پوری دنیا میں امن پھیل جائے۔** میں نے اپنی توقعات سے بڑھ کر اسلام کے بارہ میں یہاں سے سیکھا ہے اور مجھے بہت مزا آیا۔

❁ ایک پولیس آفیسر نے کہا: جو احمدیہ مسلم جماعت اسلام کی تعلیم پیش کر رہی ہے یہ تو وہی تعلیم ہے جس کی تلاش میں ہم police والے ہیں۔

❁ دو تین سٹوڈنٹس جو اس جلسہ میں شامل تھے انہوں نے کہا: اسلام کی جو تصویر media پیش کرتا ہے وہ کافی گہرا اثر رکھتی ہے۔ لیکن آج یہاں آ کر اور پہلے تو تلاوت سن کر جہاں لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا ذکر تھا اور پھر خاص طور پر خلیفہ کا خطاب سن کر اصل تعلیم کا علم ہوا۔ ہمیں آج پتہ چلا ہے کہ اسلام کی جو اصل تعلیم ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی وہ ابھی تک قائم ہے۔

آج پتہ یہ بھی لگا کہ اسلام میں بھی دو قسم کے شدّت پسند ہیں۔ ایک وہ ہیں جو زیادہ دنیاوی اعمال میں محو ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو زیادہ شدت پسند ہیں۔ لیکن آج اسلام کا حقیقی چہرہ بھی نظر آیا جو دونوں کے مابین ہے اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔

❁ ایک خاتون جو کہ Italy سے آئی تھیں انہوں نے کہا: میں نے مسجد نبوی کے بارہ میں خواب دیکھی۔ تو اس لئے اسلام کے بارہ میں سوچا اور ادھر جلسہ میں شامل ہو گئی۔ ادھر جب تلاوت سنی تو یہ بالکل یقین ہو گیا کہ اصل اسلام یہی ہے۔ اب میں اسلام کے متعلق مزید پڑھوں گی۔

❁ کروشیا سے تعلق رکھنے والی دو صحافی خواتین نے بھی یہ خطاب سنا اور انہوں نے کہا: آج ہم نے آپ کا خطاب سنا۔ آپ کے خطاب نے ہمیں بہت متاثر کیا۔ یہاں کے ماحول نے ہمارے اسلام کے بارہ میں تصور کو بدلا ہے اور ہم یہاں اچھا محسوس کرتی ہیں۔

❁ بوسنیا سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے بیان کیا: حضورِ انور کا خطاب بہت پسند آیا۔ حضورِ انور نے ایک زندہ خدا کے بارہ میں تصور کو پیش کیا۔ **اس وقت صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے اور دکھاتی بھی ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی زندہ ہے اور یہ بات حضورِ انور نے بہت آسان الفاظ میں مگر بہت عمدہ رنگ میں بیان فرما دی۔** اور آج انسانیت کو اسی کی ضرورت ہے۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ دوسروں سے مختلف ہیں اور حقیقی اسلام صرف آپ ہی کے پاس ہے۔

❁ ہنگری سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے کہا: خلیفۃ المسیح کے الفاظ کا چناؤ بہت چنیدہ اور اعلیٰ ہے۔ آپ بہت سوچ سمجھ کر بات کرتے ہیں۔ میرے بہت سے مسلمان دوست ہیں مگر جماعت احمدیہ سے جب تعلق پیدا ہوا تو پتا چلا کہ اصل امن پسندی اور اسلام کی حقیقی تعلیم احمدیوں میں ہے۔ اور احمدی امن کی جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اُس پر خود عمل پیرا بھی ہیں۔

❁ ایک مسلمان دوست نے کہا: حضورِ انور کی سب باتیں بہت اچھی لگیں۔ آپ کا خطاب زبردست تھا اور اسلام کی اساسی تعلیم آپ نے بہترین رنگ میں پیش کی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنا مذہب دوبارہ سے یاد کروایا اور اس کی تعلیم کی اصل روح مجھ میں دوبارہ سے اجاگر کی ہے۔

❁ ایک دوست نے کہا: حضورِ انور کا چہرہ مبارک بہت خوبصورت لگا اور آپ کا خطاب بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ حضورِ انور A man of peace ہیں۔ **اسلام اور امن ایک ہی چیز ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ آج دنیا کا امن جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔**

❁ ایک غیر احمدی خاتون نے کہا: حضورِ انور بہت رحم دل اور نرم زبان ہیں۔ آپ کا خطاب بہت مؤثر تھا۔ خاص طور پر اس لئے کہ عصرِ حاضر کا اس میں ذکر تھا۔

❁ ایک دوست Sefer Bzigal صاحب جو بوسنیا سے تعلق رکھتے ہیں اپنی بیٹی کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: حضورِ انور خدا کے بندے ہیں اور آپ نے میرے ایمان کو تقویت بخشی ہے۔ آج دنیا کو مسیح موعودؑ کی ضرورت ہے۔ حضورِ انور نے **جو بھی پیغامات دئے ہیں وہ دنیا کے ہر باشندے کے لئے ہیں اور تشدد پسندی کے بالکل برعکس ہیں۔ آج حضور کی باتوں پر عمل کیا جائے تو دنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔**

❁ ایک عیسائی ٹیچر نے جس کا نام Edith Feike ہے انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضورِ انور کے وجود سے بہت متاثر ہوں اور آپ کے لئے میرے دل میں تعظیم ہے۔ آپ کا وجود ایک ایسا وجود ہے جس کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ دنیا کی دیگر مشہور شخصیات کی طرح آپ کو شہرت کی کوئی فکر معلوم نہیں ہوتی۔ پوپ کو جب دیکھا جائے تو وہ شہرت سے لذت پاتا ہے مگر خلیفہ وقت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ خواتین سے حضورِ انور نے خطاب فرمایا اُس سے معلوم ہوا کہ حضور عورتوں کا خیال رکھتے ہیں اور اُن کی ترقی کی فکر ہے اور اُن کو وہ اقدار سکھاتے ہیں جن کی حفاظت کرنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے۔

موصوف نے کہا: آپ کا تبلیغی خطاب بھی بہت خوب تھا اور مجھے آج پتا چلا ہے کہ اصل اسلام وہ اسلام نہیں ہے جو میڈیا میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ آخر پر جو دعا تھی بہت اچھی لگی اور میں نے بھی اپنے طور پر دعا کی۔

❁ ایک اور دوست نے کہا: **حضورِ انور ایک امن پسند شخصیت ہیں اور آپ کی کشادہ دلی اور آپ کے علم کی وسعت مجھے پسند آئی۔** آپ کے خطاب میں ایک دوسرے سے رواداری کے سلوک کا جو پہلو تھا وہ اچھا لگا اور یہ بات بھی اچھی لگی کہ آپ صرف تعلیم نہیں دیتے بلکہ عمل بھی کرتے ہیں۔

❁ ایک مہمان Andreas Winterhalder صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضورِ انور کا وجود بابرکت وجود ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کی طرح آپ کو بات کرتے ہوئے اپنی ذات کی فکر نہیں بلکہ جو بات بیان فرما رہے ہیں وہی مراد ہے۔ آپ کا وجود نرمی اور سکون اور امن سے بھرا ہؤا ہے۔ آپ کا پیغام اچھا لگا کہ معاشرہ میں امن پسندی کی ضرورت ہے اور تمام مسلمانوں کو چند مسلمانوں کے بداعمال کی وجہ سے برا نہیں سمجھنا چاہئے۔

❁ فرانس کے ایک نومبائع Anly Anfane (آنلی آنفان صاحب) جلسہ جرمنی پر آئے تھے۔ یہ جزائر قموروز کے رہنے والے ہیں۔ تین ہفتہ قبل ہی انہوں نے بیعت کی ہے۔ یہ بتاتے ہیں کہ: بیعت کرنے سے پہلے میں مسلمان تو تھا مگر استقامت نہیں ملتی تھی۔ **کل جب حضور انور کے پیچھے جمعہ پڑھا تو مجھے بہت مزا آیا اور زندگی میں پہلی بار نماز میں رونا آیا۔ جماعت میں داخل ہونے سے قبل میرے سارے کام پھنسے ہوئے تھے لیکن جب سے احمدی ہوا ہوں، میرے سارے کام آسان ہو گئے ہیں اور روزانہ خدا تعالیٰ کے نشان نظر آ رہے ہیں۔** میں احمدی ہونے کے بعد آرام دلی اور دلی سکون محسوس کر رہا ہوں۔ جلسہ کا ماحول بہت پسند آیا ہے۔ کام کے سلسلہ میں مشکلات تھیں۔ لیکن جب سے بیعت کی ہے، اس کے چند دن بعد آسانیاں نظر آنا شروع ہوئیں۔ آنے سے پہلے ایک JOB کی offer ہوئی۔

اب جلسہ پر آ کر مجھے بہت تعجب ہو رہا ہے کہ اتنے لوگ ایک ہی جگہ پر اتنے منظّم طریق پر اکٹھے بیٹھے ہیں اور کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ کوئی شور نہیں ہے۔

مختلف وفود سے ملاقاتوں کا پروگرام

آج پروگرام کے مطابق ترک قوم سے تعلق رکھنے والے احباب پر مشتمل وفد اور سلووینیا سے آنے والے وفد اور عرب احباب سے ملاقاتوں کا پروگرام تھا۔ آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور ملاقاتوں کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔

ترک وفد کی ملاقات

سب سے پہلے ترک قوم کے سے تعلق رکھنے والے احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ امسال 46 مرد و خواتین پر مشتمل ترک وفد جلسہ میں شامل ہوا۔

ملاقات کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے ازراہِ شفقت وفد کے تمام ممبران کا حال دریافت فرمایا۔ ہر ایک نے اس پر بے حد خوشی کا اظہار کیا کہ آج ہماری حضور انور سے ملاقات ہو رہی ہے۔ وفد کے ممبران نے جلسہ کے ڈسپلن، نظم و ضبط اور باہمی اتحاد اور بھائی چارہ کی بہت تعریف کی۔

❁ ایک احمدی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مخاطب ہوتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! مجھے آپ سے محبت ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔

❁ ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہو جائیں گے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پیشگوئی

فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسیح اور مہدی آئے گا۔ تمام مسلمان اس مسیح اور مہدی کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن ہم یعنی جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والا مسیح اور مہدی آچکا ہے اور ہم نے اس کو قبول کیا ہے۔ اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب مذاہب کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کیلئے آئے تھے۔ امت واحدہ بنانے کیلئے آئے تھے۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ کے ماننے والوں کی تعداد مسلسل بڑھتی رہی اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال لاکھوں مسلمان جماعت احمدیہ شامل ہوتے ہیں اور ہماری تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔

❁ ایک ترک احمدی دوست نے عرض کیا کہ ہم سب ترک احمدی آپ سے محبت رکھتے ہیں۔ دس پندرہ سال قبل صرف تین چار ترک احمدی نظر آتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم احمدیوں کا ایک بڑا گروپ ہے۔ دعا کریں کہ ترکی میں بھی جلد جماعت بڑھے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اب یہ کام تو آپ لوگوں نے کرنا ہے۔

❁ ایک نوجوان طالبعلم نے عرض کیا کہ میرے امتحان میں میری کامیابی کیلئے دعا کریں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدا کامیاب کرے۔ خدا آپ کو کامیابی دے گا۔

❁ اسی طرح ایک شخص نے اپنی والدہ کی بیماری کا ذکر کے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

❁ ایک صاحب نے سوال کیا کہ ہم نے جلسہ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیت دیکھی ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کس طرح اتنا بوجھ اٹھاتے ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جب خدا تعالیٰ نے ذمہ داری ڈالی ہے تو وہ مدد بھی کرتا ہے۔ دعا کریں کہ خدا اپنی مدد کا ہاتھ بڑھاتا چلا جائے۔ آپ کو یہ دعا کرنی چاہئے۔

❁ ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میں خدا کے فضل سے چھ ماہ قبل احمدی ہوا ہوں۔ اس وقت حضور کو دیکھ کر میری کیفیت بہت جذباتی ہے۔ دنیا میں کئی ملین احمدی اس بات کو ترستے ہیں کہ ہمیں خلیفۃ المسیح خواب میں ہی نظر آجائیں۔ لیکن ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ حضورانور کے سامنے بیٹھے ہیں۔

موصوف نے عرض کیا: میرے تین بھانجے احمدی نہیں ہیں۔ یہ میرے ساتھ آئے ہیں۔ ان کیلئے دعا کریں کہ خدا ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے اور ساری فیملی احمدیت قبول کرلے۔

❁ ایک دوست نے سوال کیا کہ ہمارے اور غیراحمدیوں کے درمیان بہت سی مشترک چیزیں ہیں لیکن ہمارے مخالف اختلافی باتوں کو بہت ہوا دیتے ہیں۔ اس خلیج کو کس طرح کم کیا جاسکتا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بتانا چاہئے کہ ہمارے درمیان جو مشترک چیزیں ہیں ان پر آؤ اور اکٹھے ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہی اصول بتایا ہے: تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ۔ کہ ایک کلمہ کی طرف آجاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔

حضورانور نے فرمایا: اہلِ کتاب والوں سے یہ اصول چل سکتا ہے تو مسلمانوں کے ساتھ کیوں نہیں چل سکتا؟ آجکل انسانیت کی ضرورت ہے۔ انسانی اقدار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ سب کو اس پر اکٹھا ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے زیادہ احکامات انسانی قدروں کے قیام کے ہیں۔ مذاہب تو بعد کی بات ہے۔ آپ کا کام دوسروں کو سمجھانا ہے۔ باقی جنہوں نے مخالفت کرنی ہے وہ کرتے چلے جائیں گے۔

❁ ایک سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں مُلّاں کی طرف سے مخالفت ہے۔ وہ بات سننا نہیں چاہتے۔ لیکن افریقہ میں علماء بات سنتے ہیں اور جب حقیقت سمجھ آجائے تو مانتے ہیں اور اپنے متبعین کے ساتھ احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ جس کو خدا نے ہدایت دینی ہو ہدایت دیتا ہے اور جن پر مہریں لگادی ہیں ان کو ہدایت کس طرح مل سکتی ہے؟

تأثرات

ملاقات کے بعد ترک احباب نے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔

❁ ایک دوست Hasan Odabasi صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ: حضور جب تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ کمرہ نور سے منور ہو گیا ہے اور اس سے ہمارے قلوب پر تسکین نازل ہوئی۔ آپ نے دلی محبت سے ہمیں قبول فرمایا اور ہمارے ہر سوال کا جواب دیا۔ ہمیں آپ کی مقبول دعاؤں سے حصہ ملا۔ آپ نے ہم سب کے لیے اور ترکی جماعت کی ترقی کے لیے بھی دعا کی۔

❁ ایک دوست Karim Mahmud صاحب نے بیان کیا کہ: مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنے قریب سے پیارے آقا کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اس ملاقات کے ہر لمحہ نے میرے اندر ہیجانی کیفیات کو جنم دیا۔ حضور نے ہر شخص کے مزاج کے مطابق اُس کے سوال کا جس طرح جواب دیا اس کا اپنا ہی ایک مزا تھا۔

❁ اس وفد میں ایک 12 سالہ غیر مسلم بچہ بھی شامل تھا۔ اُس نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں نے جب حضورانور کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو میرے دل کی دھڑکن خوشی کے مارے تیز ہوگئی۔ میں آج بہت خوش ہوں۔

❁ ایک احمدی دوست Ogun Sen صاحب کہنے لگے: میری حضور انور سے پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کا حسن میرے لیے ناقابل بیان ہے۔

❁ ایک غیر احمدی دوست Cen Utebey صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا: یہ ملاقات میرے لیے ناقابل یقین بھی ہے اور ناقابل بیان بھی۔ **آپ کی شخصیت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔**

❁ ایک غیر احمدی دوست Abdulah صاحب کہنے لگے کہ **خلیفہ کی ملاقات سے مجھے تسکین قلب ملی۔ میں نے دیکھا کہ اس فضا میں روحانیت کی لہریں موجزن تھیں۔**

❁ ایک دوست Ertekin صاحب نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کی کیفیات کو بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ **خلیفہ وقت کا وجود محبت اور تسکین قلب دینے والا وجود ہے۔**

❁ Gulay Dastan صاحبہ کہتی ہیں: آپ کی ذات مبارک کو اسم بامسمّٰی پایا۔ آپ کا چہرہ انسان کو خوشی اور تسکین عطا کرتا ہے۔

❁ Sara Yorlu صاحبہ نے بیان کیا: آپ کی ذات کو میں نے ہمدردانہ پایا۔ حضورانور نے بہت محبت سے میرے ہر سوال کا جواب دیا۔ اتنا بلند مقام ہونے کے باوجود حضورانور نے ہمیں اتنا زیادہ وقت اور توجہ عنایت کی۔

❁ Esra صاحبہ نے کہا: میں حضور کے سامنے اپنے آپ کو کسی اور دنیا میں محسوس کر رہی تھی۔ آپ کی ذات بارعب ہے۔

❁ ایک خاتون Ayben صاحبہ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہونے والی ملاقات کے متعلق بتایا کہ: اس ملاقات میں ہر چیز بہت ہی پیاری تھی۔ اس ملاقات میں جب ہمارے بھائی Hasan Odabas نے اٹھ کر کہا کہ پیارے آقا ہم سب ترک احمدی آپ سے محبت کرتے ہیں۔ تو میں بہت خوش ہوئی کہ کیونکہ انہوں نے ہر ترک احمدی کے دل کی ترجمانی کر دی تھی۔ نیز اتنے زیادہ ترک احمدیوں کو ایک جگہ دیکھ کر مجھے دلی خوشی ہوئی۔

❁ وفد میں شامل ایک خاتون Akcana صاحبہ نے بتایا: اتنا مکمل نظام دیکھ کر انسان کے اندر یہ شک اور سوال اٹھتا ہے کہ کہیں یہ نظام واقعتاً خدا کی طرف سے ہی نہ ہو۔

ترک احباب کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ ملاقات کے آخر پر ان سب احباب نے فیملی وائز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ وفد کے ممبران فرطِ جذبات سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھوں کو چومتے اور بوسہ دیتے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت وفد کے ممبران کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

....

سلووینین وفد کی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق ملک سلووینیا سے آنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملک سلووینیا سے چار افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

ملاقات کے آغاز میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممبران سے ان کا حال دریافت فرمایا اور سب سے باری باری تعارف حاصل کیا۔

❁ وفد کی ایک ممبر نے بتایا کہ وہ botanical garden میں کام کرتی ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے گارڈن میں دنیا کے مختلف ممالک کے پودے موجود ہیں جس پر موصوف نے عرض کیا کہ موجود ہیں۔

❁ وفد کی دو خواتین ممبر ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ ممبران جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شامل ہوئی تھیں۔ ممبران نے بتایا کہ ہم نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کا ایسا بڑا پروگرام پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ ہم اس سے بہت متاثر ہیں۔ ہر چیز منظّم تھی اور سب ایک دوسرے سے محبت و پیار سے پیش آرہے تھے۔ انتظامات بہت اچھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود سے بہت متاثر تھیں اور اس بات کا اظہار کیا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود ایک پُرنور وجود ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے پروفیشن کے حوالہ سے بھی ہم سے بات کی اور ہم اسلام کے متعلق ہر لحاظ سے یہاں سے مطمئن ہو کر واپس جا رہی ہیں۔

ملاقات کے آخر پر ممبران نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

....

عرب احباب کی ملاقات

بعد ازاں عرب احباب کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات شروع ہوئی۔ عرب احباب کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی جن میں سے 300 احباب جرمنی کے رہنے والے ہیں اور باقی فرانس، بیلجیم، سپین اور دوسرے ممالک سے آکر جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ ملاقات کے آغاز میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کا حال دریافت فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فرانس سے آنے والے احباب ہاتھ کھڑا کریں جس پر ایک بڑی تعداد نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے جس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جرمنی اور بیلجیم میں رہنے والے عرب احباب کو چاہئے کہ وہ اپنی تعداد بڑھائیں۔ فرانس والے آگے بڑھ رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عرب احباب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اگر آپ نے سچ سمجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح اور مہدی کو قبول کرلیا ہے۔ اگر احمدیت کو حقیقی اسلام سمجھتے ہوئے قبول کیا ہے تو پھر آپ کا فرض ہے کہ آپ اس پیغام کو آگے پہنچائیں۔ اپنے بھائیوں کو بھی بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہ دوسروں کیلئے بھی پسند کریں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ دوسروں کو بھی احمدی بنائیں۔

❁ ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ میں نے یہاں آکر اسلام کی صحیح تعلیم کو جانا ہے جو تشدد کا خاتمہ کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کرتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ آجکل عراق میں بہت متشددانہ کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ ہم کس طرح اس صورتحال سے باہر نکل سکتے ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شام، سیریا اور دوسرے ملکوں میں یہی حالات ہیں۔ ہر جگہ تشدد نظر آرہا ہے۔ یہ اُس بے چینی کا نتیجہ ہے جو عوام الناس میں پائی جاتی ہے۔ عوام الناس دیکھ رہے ہیں کہ ایسے حالات پیدا ہوئے ہیں جہاں ان کو حقیقی اسلام نظر نہیں آتا اور جو اسلام ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جارہا ہے اس کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم دعا ہی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس بے چینی کو دور کرے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس بے چینی کو دور کرنے کا علاج بھی خدا تعالیٰ نے بتادیا تھا۔ چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب اسلام کا نام باقی رہ جائے، ہر چیز بگڑ جائے گی تو اس وقت خدا تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کیلئے مسیح اور مہدی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس کو قبول کر لینا۔ پس اس مسیح اور امام مہدی کو قبول کرنے سے ہی آپ کی بے چینیاں دور ہوں گی۔ آج جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام کی تصویر پیش کرتی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو، زمانے کے امام کو ماننے کے نتیجہ میں ہی یہ حقیقی تعلیم جماعت میں رائج ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوال کرنے والے کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اور بھی شرفاء

ہیں جو چاہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہو تو آپ کو بھی اور دوسرے شرفاء کو بھی چاہئے کہ دنیا میں امن کے قیام کی کوشش کریں۔

❁ ایک عرب دوست جن کا تعلق مڈل ایسٹ سے ہے انہوں نے کہا کہ عراق میں اس تشدد، انتہا پسندی کے خاتمہ کے لئے کیا کیا جائے۔ کیا وہاں مبلغین بھجوائے جائیں یا پھر کیا طریق اختیار کیا جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف عراق ہی نہیں، لیبیا بھی ہے جہاں مختلف قبائل تشدد کر رہے ہیں اور سیریا بھی ہے۔ یہاں بھی مختلف گروہ تشدد میں پڑ گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حکومتیں مل کر بیٹھیں۔ اسلامی ممالک کی آرگنائزیشنز (OIC) بجائے غیر ممالک اور بڑی طاقتوں کی طرف دیکھنے کے اپنے ممالک کے لیڈرز کو کیوں نہیں اکٹھا کرتیں؟ اپنے لیڈروں کو آرگنائز کریں اور مل کر بیٹھیں۔ انسانیت کی قدریں قائم کریں۔ جب ہم سب کا ایک ہی خدا ہے۔ ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی کتاب کے ماننے والے ہیں تو اپنے اختلافات چھوڑ کر انسانی قدروں کو اپنائیں اور اکٹھے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ایک آدمی کا کام نہیں ہے۔ جمعہ کے خطبات میں میں توجہ دلاتا رہتا ہوں اور عرب ممالک کے حالات کا ذکر کر کے جماعت کو دعا کے لئے کہتا ہوں اور مسلمان لیڈروں کو بھی سمجھاتا ہوں کہ اکٹھے ہوں اور آپس میں مل بیٹھ کر بات کریں۔ کیوں دوسروں کے پیچھے چل کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں؟ یہ بتانا چاہئے کہ ہمارے درمیان جو مشترک چیزیں ہیں ان پر آئیں اور اکٹھے ہو کر بیٹھیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہی اصول بتایا ہے۔ تَعَالَوْا اِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ۔ کہ ایک کلمہ کی طرف آ جاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اہلِ کتاب والوں سے یہ اصول چل سکتا ہے تو مسلمانوں کے ساتھ کیوں نہیں چل سکتا؟ آجکل انسانیت کی ضرورت ہے۔ انسانی اقدار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ سب کو اس پر اکٹھا ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بڑی طاقتیں ان مسلمان ممالک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ تو یہ کیوں آپس میں پھوٹ رہے ہیں۔ اکٹھے کیوں نہیں ہوتے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: ایک لطیفہ والی بات ہے جو مجھے کسی نے کچھ روز پہلے بھیجی ہے۔ ایک آدمی دریا میں خودکشی کرنے لگتا ہے، تو دوسرا اس کو روکتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم مسلمان ہو؟ تمہارا کس فرقہ سے تعلق ہے؟ کس مکتبہ فکر کے ساتھ ہو؟ تو وہ جب بتاتا ہے کہ میں فلاں فرقہ کے ساتھ ہوں تو پوچھنے والے کہتا ہے میں بھی مسلمان ہوں اور میرا بھی فلاں مکتبہ فکر اور فلاں فرقہ سے تعلق ہے۔ جب خودکشی کا ارادہ کرنے والے مسلمان نے بتایا کہ میں فلاں مولوی کے پیچھے جا کر نماز پڑھتا ہوں تو یہ روکنے والا مسلمان کہتا ہے کہ تم تو پھر کافر ہو اور اسے دریا میں دھکا دے دیتا ہے کہ اس کُفر سے بہتر ہے کہ تم مر جاؤ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب حالات ایسے ہوں تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے؟ پس اپنے اختلافات کو دور کریں تبھی یہ لوگ بچ سکتے ہیں۔

❁ ایک عرب دوست نے شیعوں کے متعلق استفسار کیا کہ جماعت ان کو کیا سمجھتی ہے؟ اہلِ تشیع جو خلفاء پر گند اچھالتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر گند اچھالتے ہیں اور بعض دوسرے صحابہ کو بھی برا بھلا کہتے ہیں ان کے بارہ میں جماعت کی کیا رائے ہے؟ کیا جماعت ان کا فر سمجھتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو لوگ صحابہ کو کافر کہتے ہیں، بدر کے صحابہ اور دوسرے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ لگتا ہے۔ ہمارا کوئی فتویٰ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ كَفَّرَ مُسْلِماً عَادَ اِلَيْهِ كُفْرُهٗ۔ یعنی جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اس کا کفر اُسی پر لوٹ جاتا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ لگے گا۔ دوسرے کسی فتویٰ کی ضرورت ہی نہیں۔ ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ کی پیروی کریں گے۔

❁ اسی دوست نے دوبارہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَصْحَابِی كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے)۔ تو جو صحابہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بھی کافر ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو کافر قرار دے دیا میں کون ہوں کہ ان کو کافر قرار نہ دوں۔

یہ فتنے اور فساد پھیلانے والے لوگ تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ سب بغاوت کرنے والے اپنے بد انجام کو پہنچے۔ ان کے بارہ میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ہے وہی میرا فتویٰ ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کے فتویٰ پر قائم ہوں۔

❁ ایک دوست نے عرض کیا کہ شام میں حالات خراب ہیں۔ دعا کی درخواست ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر ملک کے اپنے اپنے حالات ہیں۔ اصل میں مسلم اُمّہ کو غور کرنا چاہئے اور دوسری طاقتوں کے ہتھے چڑھنے کی بجائے ہمیں ایک ہونا چاہئے۔ باہم متحد ہونا چاہئے۔ ہم ان بڑی طاقتوں سے اسلحہ لیتے ہیں اور ایک طرف ان کی اکانومی کو مضبوط کرتے ہیں تو دوسری طرف اسی اسلحہ سے اپنے لوگوں کو مارتے ہیں۔ ایک طرف ان بڑی طاقتوں کی انڈسٹری ہمارے پیسوں پر چل رہی ہے اور دوسری طرف وہ طاقتیں ہم کو ایک دوسرے کے ہاتھوں ہی مروا رہی ہیں۔

❁ ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ ہمارا جو مشکل مسئلہ ہے وہ تشدد اور انتہا پسندی کا ہے۔ لوگ اسلام سے بددل ہو رہے ہیں۔ انہیں اس پُرتشدد اسلام کا کوئی بدل نہیں مل رہا۔ ہمیں جماعت احمدیہ کی شکل میں پرامن اسلام بدل میں مل گیا ہے۔ یہ حقیقی اسلام دوسرے سب ممالک میں جلد پہنچنا چاہئے تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور دنیا میں متشدد اسلام کے علاوہ حقیقی اسلام کی علمبردار جماعت بھی موجود ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: آج میں نے جرمن مہمانوں سے خطاب کیا ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کی ہے۔ ہم تو کوشش کر رہے ہیں کہ حقیقی اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلے اور ہم یہ کوشش جاری رکھیں گے۔ آپ نے جلسہ پر بھی جماعت کی حقیقی تصویر کو دیکھ لیا ہوگا۔ آپ کو جماعت میں جو حقیقی روح نظر آتی ہے، جو ڈسپلن اور نظم و ضبط اور وحدت نظر آتی ہے اس سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔

عرب مہمانوں کے تأثرات

ملاقات کے بعد بہت سے عرب مہمانوں نے اپنے تأثرات کا بھی اظہار کیا۔

❁ سعاد بنت زَرُوْق صاحبہ مراکشی احمدی خاتون ہیں اور سپین سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے اپنی غیر احمدی بہن، بہنوئی اور ان کے دو بچوں سمیت آئی تھیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا: میں حضور انور کو ایم ٹی اے کی سکرین پر تو دیکھتی تھی لیکن جب بالمشافہ دیکھا تو حضور انور کے چہرہ مبارک سے نور پھوٹتا ہوا دکھائی دیا اور بے ساختہ میری زبان سے نکلا: بخدا یہ انسان نہیں بلکہ کوئی فرشتہ ہے۔ ہمیں جلسہ کا بہت زیادہ لطف آیا، تمام شاملین جلسہ نے نہایت اعلیٰ اخلاق کا اظہار کیا۔ میں اپنی غیر احمدی بہن اور بہنوئی کو ساتھ لائی تھی جنہوں نے حضور انور کے خطابات سنے اور ان پر گہرا اثر ہوا۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ ان دونوں نے اس جلسہ پر بیعت کر لی ہے۔

❁ ویلنسیا سپین کے ایک غیر از جماعت امام و خطیب مکرم احمد بن عبد القادر بن محمد صاحب بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں: مجھے اس جلسہ میں شمولیت کا موقع ملا اور یہاں میں نے ایسا اعلیٰ نظام، حُسنِ انتظام، حسن استقبال و اکرامِ ضیف دیکھا جس کا میں یہاں آنے سے پہلے تصور نہ کر سکتا تھا۔ میں سارے منتظمین کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح سے مصافحہ کا شرف بھی حاصل ہوا نیز دیگر احباب سے بھی ملا۔ ہر طرف سے میرا مسکراتے چہروں اور معانقوں کے ساتھ استقبال کیا گیا۔

❁ عربیا ابراہیم صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جلسہ میں شمولیت کی دعوت پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں پر والہانہ استقبال اور غیر معمولی انتظامات کو دیکھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ **مَیں نے احمدیوں میں اُس حقیقی اسلام کی تصویر دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔**

موصوف کہنے لگے: جلسہ سے قبل میری خواہش تھی کہ خلیفہ وقت کا دیدار ہو جائے، لیکن وہ اس سے بڑھ کر پوری ہوئی کیونکہ مجھے مصافحہ کا شرف بھی مل گیا اور خلیفہ وقت نے مجھے مخاطب بھی فرمایا جو کہ میرے لئے بہت فخر اور عزت و اکرام کی بات ہے۔

❁ فیلس دانسو صاحب بھی سپین سے آنے والے وفد میں شامل تھے۔ اُن کا بنیادی طور پر تعلق گیمبیا سے ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں بہت خوش ہوں۔ یہاں میں نے بے شمار ایسے لوگ دیکھے جو محبت کرنے والے اور بہت زیادہ مہمان نواز ہیں۔ میں اس عزت افزائی پر جماعت احمدیہ جرمنی کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔

❁ نابتی یاسین صاحبہ الجزائری احمدی ہیں۔ انہوں نے تین سال قبل بیعت کی تھی۔ موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:: ہر بار جلسہ میں شرکت میرے ایمان میں غیر معمولی اضافہ کا سبب بنتی ہے، اور ہر بار خدا تعالیٰ کی بے بہا نصرتوں کے نظارے دیکھتی ہوں۔ جلسہ میں مجھے محسوس ہوا جیسے میں جنت میں ہوں۔ یہاں زبانوں اور طبیعتوں و قومیتوں کے اختلاف کے باوجود ہر طرف سے السلام علیکم کی آواز اہل جنت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے قول: تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ کی یاد دلاتی ہے۔

موصوفہ نے کہا: دوسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ **جلسہ میں آپ جس سے بھی ملیں وہ آپ سے اپنی دنیاداری یا دنیاوی مشکلات کے بارہ میں بات نہیں کرتا بلکہ جلسہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کی باتوں کا محور دینی امور بن جاتا ہے۔** چنانچہ ذکر الٰہی کی باتیں ہوتی ہیں اور یہ ایسا احساس ہے جو صرف جلسہ سالانہ میں ہی میسر آتا ہے۔ اس لئے بخدا **جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اور بہت سے لوگ اس نشان کی عظمت سے غافل ہیں۔**

❁ مراد فایف صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوا اور اتنے وسیع پیمانے پر اس قدر اعلیٰ نظم و ضبط اور والہانہ استقبال و ضیافت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حضور انور کے خطابات غیر معمولی طور پر مؤثر تھے جنہیں سن کر بہت لطف آیا۔ دعا ہے کہ ہم حضور انور کی روشن نصائح پر عمل کرنے میں آپ کے حسنِ ظن پر پورے اترنے والے ہوں۔ میں نے اس جلسہ سے بہت استفادہ کیا ہے اور دوبارہ آنے کی تمنا لے کر جا رہا ہوں۔

❁ مکرم عبد اللہ صاحب سیرین ہیں ان کے والد صاحب کئی سالوں سے احمدی ہیں اور یہ اپنے والد صاحب کے ساتھ رشیا میں رہتے تھے لیکن اب پڑھائی کے سلسلہ میں ہالینڈ میں مقیم ہیں۔ ان کے والد صاحب کے ذریعہ انہیں تبلیغ تو ہوتی رہی لیکن ابھی تک انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ امسال یہ اپنے والد صاحب کے ساتھ اس جلسہ میں شرکت کے لئے آئے۔ جلسہ کے پہلے روز سوال و جواب کی مجلس کے بعد ہمارے مبلغ سے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بات ہوئی جس کے آخر پر انہیں کہا گیا کہ آپ خدا سے یہ دعا کریں کہ اے اللہ میں اس جلسہ پر اس شخص کی صداقت کے بارہ میں تحقیق کرنے کی خاطر آیا ہوں۔ تُو میری راہنمائی فرما۔ انہوں نے کہا کہ میں نے قبل ازیں دعا کی تھی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ انہیں سمجھایا گیا کہ محض ایک دفعہ دعا کرنا کافی نہیں ہے کیونکہ دعا کے لئے کئی شرائط ہیں اور ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو الحاح کے ساتھ کچھ عرصہ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

جلسہ کے دوسرے روز حضور انور کی تبلیغی مہمانوں کے ساتھ ہونے والی میٹنگ کے بعد کہنے لگے کہ مجھے قرآن سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی صرف ایک دلیل دے دیں۔ ہمارے مبلغ نے انہیں آیت کریمہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔ اور آیت کریمہ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَايُفْلِحُوْنَ کا ذکر کر کے حضور علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں اور جماعت کی ترقی کے بارہ میں بات کی تو کہنے لگے کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نشان دکھا دیا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیا نشان ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ کل رات میں نے اللہ تعالیٰ سے بڑے تضرع اور الحاح کے ساتھ سجدہ میں دعا کی اور رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی سی دیوار پر جلی حروف میں 'الاحمدیہ' لکھا ہوا ہے اور اس میں سے غیر معمولی نور پھوٹ رہا ہے۔

پھر جب میں جلسہ گاہ میں حاضر ہوا اور حضور انور کا جرمن مہمانوں کے لئے خطاب سنا تو اس کے دوران ہی میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش مجھے حضور انور کے ساتھ اور آپ کے قرب میں کھڑے ہونے کا موقع مل جائے۔ کچھ دیر کے بعد ایسے محسوس ہوا جیسے ایک لمحے کے لئے مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میں سٹیج پر حضور انور کے پہلو میں کھڑا ہوں۔

وہ کہتے ہیں: اس کے بعد حق میرے دل میں جاگزیں ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی قرآن کریم سے ایک دلیل محض مزید انشراح و اطمینان کے

لئے مانگی تھی، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دعا کے بعد رؤیا سے ہی میری تسلی ہو گئی تھی۔ چنانچہ جلسہ کے تیسرے روز اجتماعی بیعت میں یہ بھی شریک تھے۔

❁ ایک عراقی عربی دوست جو اس جلسہ میں شامل تھے انہوں نے بیان کیا: میں مختلف مذہبی علماء اور مولوی حضرات کی انتہاء پسندانہ سوچ سے تنگ آ کر لوگوں کو سیکولر ازم کی طرف بلانے لگ گیا تھا۔ لیکن جب میرا تعارف جماعت احمدیہ سے ہوا تو اسلام کا صحیح چہرہ دیکھ کر امید کی کرن پیدا ہوئی۔ **میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ہی ایسا نور ہیں جس سے اس وقت چھائی ہوئی رات کی ظلمت کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا جو فہم اور عملی تصویر آپ دکھاتے ہیں اسے عرب ممالک میں عموماً اور عراق میں خصوصاً پھیلنا چاہئے۔** اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ انتہا پسندی اور متشددانہ روش سے تنگ آ گئے ہیں اور انہیں نعم البدل نہیں مل رہا اس لئے وہ اسلام کو چھوڑ رہے ہیں۔

❁ اسی طرح ایک اور عربی دوست نے کہا: اس جلسہ میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے محبت سب کے لئے کا جو پیغام ہمیں ملا ہے اسے یورپ میں مزید پھیلانا چاہئے کیونکہ یہاں اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

❁ سپین سے آئے ہوئے ایک عرب دوست ادریس صاحب کو بھی اس جلسہ میں بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جلسہ کے نظام اور نظم وضبط اور اتنے بڑے اجتماع کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اتنا بڑا مجمع ایک خلیفہ کے پیچھے ایک لڑی کی طرح پرویا ہوا تھا۔ یہ نظارہ روح پرور تھا۔ موصوف نے کہا: میری خوشی کی انتہا نہیں ہے اور میری خواہش ہے کہ میں ہر جلسہ میں شریک ہوں کیونکہ دلی اور روحانی طور پر میرا اس جلسہ سے ایک تعلق استوار ہو گیا ہے۔

❁ سپین سے ہی آئے ہوئے ایک عرب دوست محمد العربی صاحب کو بھی اسی جلسہ میں بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ: مجھے اس عظیم الشان جلسہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے احمدیوں کے ساتھ شامل ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ میں آپ کے حسنِ ضیافت اور حسن اخلاق کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے بہت سی اسلامی جماعتیں دیکھی ہیں لیکن کسی جماعت میں یہ نمونہ نہیں پایا کہ وہ ایک ہاتھ پر اس طرح متحد ہوں جس طرح جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

❁ ایک سیرین ڈاکٹر جو جلسہ میں شامل تھے جلسہ کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: خدا کی قسم! ایسی منظّم تنظیم میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ ہم تو چھ بندوں کو سنبھال نہیں سکتے اور یہاں چالیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہیں اور کوئی دھکّم پیل نہیں۔ میں تہہ دل سے حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خلیفہ کا احترام اور عزت کرتا ہوں۔ میں نے براہینِ احمدیہ مکمل پڑھی۔ خدا کی قسم انیسویں صدی میں اسلام کے دفاع میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ نہ عرب میں اور نہ کسی اور ملک میں۔

موصوف نے کہا: جس طرح مرزا صاحب نے اسلام کا دفاع کیا مسلمانوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محبّ اور عاشق تھے۔ میری دعا ہے کہ آپ کی جماعت ترقی کرتی رہے۔

عرب احباب کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات 9 بجکر 15 منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کے مردانہ ہال میں 9 بجکر 45 منٹ پر تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

....

07/جون 2015ء بروز اتوار

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر Mathias Rohe صاحب اور ایک ڈپلومیٹ Harald Kindermann جو ممبر آف تھنک ٹینک بھی ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔

ملاقات کے آغاز پر اسلامی پروفیسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی تحریر کردہ کتاب پیش کی۔

موصوف Harald صاحب نے دنیا کے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت جس قدر دنیا میں فساد برپا ہے یہ گزشتہ بیس سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ ہے۔ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے ان لوگوں کے وسیع تر اتحاد کی ضرورت ہے جو امن کو فروغ دیتے ہیں اور انتہا پسندی کے خلاف ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر مغربی خارجہ پالیسی کے حوالہ سے موصوف نے بتایا کہ مغرب نے معاملات کو سمجھنے میں بڑی غلطیاں کی ہیں مثلاً شام، عراق اور لیبیا میں جنگوں کا فیصلہ۔

موصوف نے کہا کہ مغرب کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور حکومتوں کو اپنے افراد کو یہ بھی باور کرانا ہوگا کہ دوسروں کی مدد کرنا ان کی اپنی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لیبیا کی صورتحال انتہائی خراب ہے۔ ان حالات میں بہتری کا کوئی فوری حل نہیں اور حالات بہتر ہونے میں ایک طویل عرصہ درکار ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ داعش لیبیا میں بھی داخل ہو چکی ہے اور اس سے یورپ کو بڑا خطرہ لاحق ہے کیونکہ اٹلی لیبیا سے دور نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شمالی افریقن ممالک یورپ سے قریب ہیں۔ اس لئے مغربی ممالک کو چاہیے کہ مراکش کی بھی مدد کریں تاکہ وہ انتہا پسندی جیسے مسائل کا شکار نہ ہو جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلامیات کے پروفیسر سے دریافت فرمایا کہ کیا جرمن افراد اسلامی لاء میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس پر پروفیسر موصوف نے عرض کیا کہ ایک شوق موجود ہے اور ضروری ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھائی جائے کہ شریعہ قوانین کوئی Draconian قانون نہیں بلکہ بہت مناسب اور پُر حکمت قوانین ہیں۔ جہالت دور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کو بدنام کرنے میں میڈیا نے بھی کردار ادا کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: مسلمان جو کہیں بھی آزادی اور تحفظ سے رہ رہے ہیں انہیں ملکی قوانین کی پابندی کرنی چاہئے۔

موصوف ڈپلومیٹ Harald صاحب نے رشیا اور یوکرائن کے حالات کے حوالہ سے عرض کیا کہ ان موجودہ حالات کی وجہ سے سیکورٹی کا نظام تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور رشیا جو یوکرائن سے Crimea کا علاقہ لے رہا ہے وہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

حضور انور کے استفسار پر مشرق وسطی میں امن کے حوالہ سے ڈپلومیٹ نے عرض کیا کہ وہ امن کے لئے کوئی خاص پُر امید نہیں ہیں۔ وہاں اتنے تصفیہ کار ہیں کہ متفقہ تصفیہ محال نظر آتا ہے۔ موجودہ پالیسیاں اور سٹیٹ بالکل ناکام ہیں اور امن کی امید ختم ہوتی جارہی ہے۔

یہ ملاقات چار بجے تک جاری رہی۔ آخر پر ان دونوں مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ پروگرام کے مطابق چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب بیعت

بعد ازاں پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔ یہ ایک عالمی بیعت تھی۔ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوئی اور دنیا کے تمام ممالک میں آباد احمدی احباب نے اس مواصلاتی رابطے کے ذریعہ اپنے پیارے آقا کی بیعت کی سعادت پائی۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر جرمنی، البانیا، سیریا، فلسطین، نائجیریا، اٹلی، رشیا، سوڈان اور تیونس سے تعلق رکھنے والے 43 افراد نے بیعت کا شرف پایا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے جونہی سٹیج پر تشریف لائے تو ساری جلسہ گاہ فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی اور احباب جماعت نے بڑے والہانہ انداز میں نعرے بلند کئے۔

....

اختتامی اجلاس

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ ذاکر مسلم بٹ صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مبلغ جرمنی نے پیش کیا اور جرمن زبان میں ترجمہ مکرم سعید گیسلر صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام:

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

عزیزم مرتضیٰ منان صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اور اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے طلباء کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے درج ذیل خوش نصیب طلباء نے تعلیمی ایوارڈ حاصل کئے:۔

نام طالبعلم	ڈگری	حاصل کردہ نمبر
مکرم ڈاکٹر اعزاز احمد صاحب	پی۔ایچ ڈی اِن میڈیکل	Magna Cum Laude
مکرم نبیل احمد حسین صاحب	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمینیشن ان ٹیچنگ	97 فیصد
مکرم Volker احمد قیصر صاحب	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ٹیچنگ	88 فیصد۔
مکرم وجاحت احمد وڑائچ صاحب	میڈیکل	88 فیصد
مکرم کلیم احمد سید صاحب	میڈیکل	85 فیصد
مکرم ولید احمد میاں صاحب	ماسٹر آف سائنس ان فزکس	97 فیصد
مکرم عبدالبصیر صاحب	ماسٹر ان میکینکل انجینئرنگ	97 فیصد
مکرم عطاء الحق صاحب	ماسٹر ان سوشل اینتھرو پولوجی (سویٹزرلینڈ)	95 فیصد
مکرم حمید محمود صاحب	ماسٹر آف سائنس سوفٹ ویئر انجینئرنگ	93 فیصد
مکرم باسل احمد مرزا صاحب	ماسٹر آف انجینئرنگ ان کنسٹرکشن انڈسٹری	91 فیصد
مکرم عثمان محمد خلیل صاحب	ماسٹر آف سائنس ان فزکس	90 فیصد
مکرم عطاالمنعم چوہدیر صاحب	ماسٹر ان automotive انجینئرنگ	89 فیصد
مکرم ہمایوں احمد خان صاحب	ماسٹر ان میکینکل انجینئرنگ	89 فیصد
مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب	MBA Executive	89 فیصد
مکرم ملک فہیم کھوکھر صاحب	ماسٹر ان کمپیوٹر سائنس	88 فیصد
مکرم طیب احمد صاحب	MBAinFinicialManagement	88 فیصد
مکرم اخلاق ملک صاحب	ماسٹر ان کمپیوٹر سائنس	88 فیصد
مکرم شہزاد مجیب صاحب	ماسٹر آف انجینئرنگ ان IT	87 فیصد
مکرم ملک نعیم کھوکر صاحب	ماسٹر ان سول انجینئرنگ	87 فیصد
احمد ندیم قریشی		CGPA 3.69 out of 4.00

مکرم انیس احمد ندیم صاحب	ماسٹران بزنس statistics اینڈ مینجمنٹ	GPA 3.67 out of 4
مکرم فراز احمد کامران صاحب	ماسٹر آف فلاسفی ان ایڈوانس کمپیوٹر سائنس	73 فیصد
مکرم وقاص علی صاحب	بی ایس ان اکنامکس اینڈ statistics	GPA 3.53 out of 4
مکرم محمد عثمان مبارک صاحب	ماسٹر آف فلاسفی ان بائیوکیمسٹری	GPA 3.37 out of 4
مکرم مسعود احمد رشید صاحب	بی ایس ان اکنامکس اینڈ statistics	81 فیصد
مکرم منیب احمد صاحب	بیچلر آف انجینئرنگ ان refrigeration اینڈ ایئر کنڈیشننگ	95 فیصد
مکرم رافع طاہر صاحب	بیچلر آف سائنس فیسیلٹی مینجمنٹ	91 فیصد
مکرم رشید احمد باجوہ صاحب	بیچلر آف آرٹس ان اسلامک سٹڈیز	90 فیصد
مکرم اسامہ باجوہ صاحب	بیچلر ان سول انجینئرنگ	89 فیصد
مکرم نعمان ناصر صاحب	بی اے پولیٹکل سائنس	88 فیصد
مکرم لبید احمد قاضی صاحب	بیچلر ان کمپیوٹر انجینئرنگ	88 فیصد۔
مکرم آفان احمد کاہلوں صاحب	بی اے ان بزنس ایڈمنسٹریشن	87 فیصد
مکرم عمر فاروق ناز صاحب	بی ایس ان کمپیوٹر سائنس	87 فیصد
مکرم بصیر احمد شیخ صاحب	بیچلر ان کنسٹرکشن انجینئرنگ	85 فیصد
مکرم بابر محی الدین بٹ صاحب	بیچلر ان سول انجینئرنگ	85 فیصد
مکرم سید حماد زمام عباسی صاحب	بی اے ان کمیونیکیشن مینجمنٹ	85 فیصد
مکرم یاسر محمود صاحب	بی۔ایس ان mathematics (پاکستان)	CGPA 3.84 out of 4
مکرم طاہر رشید بٹ صاحب	بی ایس ان انڈسٹریل انجینئرنگ	85 فیصد۔
مکرم عامر سعید خان صاحب	بی ایس آنرز ان بائیوٹیکنالوجی اینڈ انفارمیٹکس (پاکستان)	2039 points out of 2660
مکرم نیر احمد شیخ صاحب	آبی ٹؤر	100 فیصد
مکرم زین مبشر صاحب	آبی ٹؤر	95 فیصد
مکرم کامران احمد خان صاحب	آبی ٹؤر	96 فیصد
مکرم مبرور احمد صاحب	آبی ٹؤر	93 فیصد
مکرم طلحہ نصیر صاحب	آبی ٹؤر	93 فیصد
مکرم ثمر اعجاز صاحب	Realschulabschluss	97 فیصد

....

اس کے بعد پروگرام کے مطابق ایک جرمن مہمان Harald Kindermann نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف مختلف ممالک میں ایمبیسڈر رہے ہیں اور آجکل جرمن فارن پالیسی تھنک ٹینک کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

موصوف کے ایڈریس کے بعد مکرم گلفام ملک صاحب صوبائی ممبر پارلیمنٹ ہمبرگ (Hamburg) نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں اور پہلی مرتبہ ہمبرگ صوبہ کے ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے ہیں۔

بعد ازاں پانچ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین چار سالوں میں جماعت احمدیہ کا تعارف جرمنی میں بہت زیادہ بڑھا ہے۔ سیاستدانوں میں بھی، پڑھے لکھے طبقے میں بھی، عوام الناس میں بھی جماعت کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ جانا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض طبقوں اور بعض اخباروں میں ہمارے خلاف مخالفانہ مہم بھی چلائی گئی اور جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے یا کی گئی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جو جماعت کا تعارف بڑھا ہے اس کو بڑھانے میں ہمارے مخالفوں نے مزید کردار ادا کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک تو امن اور محبت کے لیفلیٹس (leaflets) کے ذریعہ آپ لوگوں نے بڑے وسیع پیمانے پر اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچائی ہے لیکن اب اس سے آگے دنیا کو یہ بھی بتانا ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے کہ تمہارا حقیقی نجات دہندہ جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا ہے وہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آپ سے کئے گئے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا ہے اور اب اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اس سے جُڑنے کی کوشش کرو۔ پس جس طرح لاکھوں تک امن کے پیغام کے لیفلیٹس پہنچے اب اسی طرح لاکھوں اور کروڑوں تک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے لیفلیٹس بھی پہنچنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ دعوت الی اللہ کے بارہ میں آیات قرآنیہ کی نہایت پُر معارف تفسیر اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے لئے اپنے دلوں میں ایک درد پیدا کرنے اور تبلیغی مساعی کو وسیع تر کرنے کے بارہ میں ہدایات ارشاد فرمائیں۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ولولہ انگیز خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے اسی شمارہ کی زینت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

....

❁......بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال جلسہ کی مجموعی حاضری 36037 ہے۔ جس میں مستورات کی حاضری 16845۔ اور مرد حضرات کی حاضری 17560۔ اور اس کے علاوہ 1632 کی تعداد میں تبلیغی مہمان شامل ہوئے۔

❁......اس جلسہ میں 55 ممالک کی نمائندگی ہوئی اور 3024 مہمان کرام، مختلف ممالک سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے۔

❁......بعد ازاں پروگرام کے مطابق افریقن احمدی احباب نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا۔

❁......پھر عرب احمدی احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ بڑے روح پرور انداز میں پیش کیا۔

❁......پھر اس کے بعد ملک مسیڈونیا (Macedonia) سے آئے ہوئے نومبائعین نے اپنی میسیڈونین زبان میں ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پیش کی۔ نظم پڑھنے والوں میں نوجوانوں کے ساتھ بچے بھی شامل تھے۔

جو میسیڈونین زبان میں نظم پیش کی گئی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اس بات کا اعلان کرو کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب ہیں۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ ہماری نجات اسلام میں ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ صرف اللہ سے محبت کریں۔ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آیا کہ وہ کمزور ہو گیا۔ پھر امام مہدی تشریف لائے اور اسلام کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ اللہ سے ایسے محبت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ لیکن اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو۔ اور احمدی مسلمان ہونے کے علاوہ کبھی تمہاری موت واقع نہ ہو۔

❁......اس کے بعد پروگرام کے مطابق خدام کے ایک گروپ نے جرمن زبان میں دعائیہ نظم ترنم کے ساتھ پیش کی۔

❁......بعد ازاں اطفال کے ایک گروپ نے دعائیہ نظم اور ترانہ پیش کیا اور اطفال کے ایک دوسرے گروپ نے بھی دعائیہ نظم پیش کی۔

❁......خدام کے ایک گروپ نے بھی ایک ترانہ پیش کیا۔

❁......آخر پر جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نے خلافت کے ساتھ عہد وفا کا تعلق باندھنے کے مضمون پر مشتمل دعائیہ نظم پیش کی۔

بڑے روح پرور ماحول میں یہ سب نظمیں اور ترانے پیش کئے جا رہے تھے۔ جونہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا احباب جماعت نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کئے اور سارا ماحول نعروں کی صدا سے گونج اٹھا۔ ہر چھوٹا بڑا، جوان بوڑھا اپنے پیارے آقا سے اپنی عقیدت اور محبت اور فدائیت کا اظہار بڑے جوش اور جذبہ سے کر رہا تھا۔ یہ جلسہ کے اختتام کے الوداعی لمحات تھے اور دل عشق و محبت کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے اور آنکھیں پُرنم تھیں۔ اس ماحول میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے عشاق کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا اور نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

نومبائعات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے سات بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی نومبائعات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ان خواتین کی تعداد 21 تھی اور تین غیر از جماعت خواتین بھی ساتھ شامل تھیں۔ اور ان کا تعلق جرمنی، گیمبیا، سپین، شام اور فرنچ ممالک سے تھا۔

جرمن، اطالوی اور فرنچ قومیت سے تعلق رکھنے والی تین ایسی نومبائعات بھی شامل تھیں جنہوں نے آج ہی جلسہ کے آخری دن بیعت کرنے کی سعادت پائی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے ان خواتین کا اختصار کے ساتھ تعارف کروایا۔

بعد ازاں ایک خاتون نے سوال کیا کہ:

❁......**Hanau مسجد کے افتتاح اور جلسہ سالانہ جرمنی میں حضور انور کے اختتامی خطاب میں سیاست پر بات کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ نوجوانوں کو سیاست میں آنا چاہئے، کیا جماعت کا یہی مؤقف ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میں نے تو یہ نہیں کہا تھا۔ ہمبرگ کی صوبائی اسمبلی کے ایک احمدی ممبر گلفام ملک صاحب نے اپنے ایڈریس میں نوجوانوں کو سیاست میں آنے کا مشورہ دیا تھا۔ شاید ترجمہ صحیح نہیں ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں ملک میں سیاست کا جو سسٹم چل رہا ہے اس میں ہم شامل ہو سکتے ہیں۔ دین کی طرف سے کوئی روک نہیں ہے۔

❁......**خاتون نے عرض کیا کہ قبول اسلام سے پہلے مجھے سیاست میں بہت زیادہ دلچسپی تھی، پھر اسلام میں بھی دلچسپی ہوئی اور اب میں ایک احمدی مسلمان عورت ہوں۔ میں رہنمائی چاہتی ہوں کہ مجھے سیاست کے کام کو جاری رکھنے کے لئے کسی سے اجازت کی ضرورت ہے۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا: میرے سے اجازت لے لیں۔ اگر سیاست میں active ہونا چاہتی ہیں تو ہو سکتی ہیں لیکن اب چونکہ آپ احمدی ہیں اس لئے ہر لحاظ سے اپنے وقار کا خیال رکھنا ہے۔ اسی طرح باپردہ رہ کر جس طرح آپ اس وقت میرے سامنے باپردہ لباس میں ہیں، خدمت کر سکتی ہیں تو کریں۔ ایک بات ذہن میں رکھیں کہ سیاستدان جھوٹ بہت بولتے ہیں، آپ نے نہیں جھوٹ بولنا۔

❁......**اسی خاتون نے دوسرا سوال یہ کیا کہ کیا ہم مساجد میں سیاست پر گفتگو کرنے کے لئے پروگرام کروا سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر مسجد میں ملٹی پرپز (Multi-purpose) ہال ہے تو کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ بیت الفتوح میں ہال ہیں تو وہاں پر اس کو ایسے پروگراموں کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ مسجد کے اندر نہیں کرنا۔ ہال وغیرہ میں گیمز اور میٹنگز کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں تو چھوٹی مسجدیں بن رہی ہیں، بڑی مسجدیں بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا: برطانیہ میں ابھی انتخابات ہوئے ہیں وہاں دونوں پارٹیز کے ممبرز نے بیت الفتوح آکر اپنی پارٹی کا منشور بتایا۔

❁......**ایک غیر از جماعت خاتون (جو قاہرہ کی یونیورسٹی میں پڑھا رہی ہیں) نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حضور انور کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور حضور انور کے لئے دعا گو ہوں۔**

حضورانور کے استفسار پر موصوفہ نے عرض کیا کہ اس نے حضورانور کا ہفتہ والے دن کا جرمن مہمانوں سے خطاب سنا ہے اور کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھی ہوئی ہے۔ یہ بہت اچھی کتاب ہے۔

❁......ایک نو مبائع خاتون جس نے آج ہی بیعت کی سعادت پائی تھی نے بتایا کہ میرا سال کے آغاز سے ہی ارادہ تھا کہ میں اس روحانی سفر پر جاؤں اور اپنی سہیلی کو بھی ساتھ لے کر جاؤں اور آج وہ یہاں آئی ہوئی ہیں اور ان کی سہیلی بھی ساتھ ہیں۔ موصوفہ نے عرض کیا کہ ان کے پاس گھر میں ایک میٹنگ روم ہے جسے وہ جماعت کے لئے پیش کرنا چاہتی ہیں۔ یہ ایک بڑا کمرہ ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: اپنے حلقہ کے صدر سے رابطہ کریں اور ان سے بات کر لیں کہ لجنہ کو جب بھی ضرورت ہو تو ان ممبر خاتون سے رابطہ کرسکتی ہیں۔

❁......**ایک خاتون نے عرض کیا کہ انہیں ڈیپریشن کا مرض لاحق ہے انہوں نے شوہر سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ شوہر کا تعلق ترکی سے تھا۔**

حضورانور نے ازراہ شفقت ان کے لئے ہومیوپیتھی دوائی کا نسخہ تجویز فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ سونے سے قبل دس قطرے لے لیا کریں۔

❁......**ایک خاتون نے عرض کیا کہ میرا نام Eva ہے۔ میرا اسلامی نام رکھ دیں۔**

حضورانور نے ازراہ شفقت 'عفیفہ' نام تجویز فرمایا۔

❁...... **ایک خاتون نے عرض کیا کہ میرا نام Kathrina ہے۔ میں بھی اپنا اسلامی نام رکھوانا چاہتی ہوں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ Kathrina کے معنی پاک اور پاکیزہ کے ہیں۔ اس پر حضورانور نے ازراہ شفقت فرمایا: نام 'طیّبہ' رکھ لیں۔**

❁......**ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں نے فروری میں بیعت کی اور بتایا کہ وہ پہلے عیسائی تھیں اور باقی فیملی بھی عیسائی ہے۔ اپنے خاندان میں وہ اکیلی مسلمان ہیں اور وہ قرآن کریم پڑھنا، سیکھنا چاہتی ہیں۔ وہ تعلیمی، تربیتی کلاس میں جاتی ہیں تو وہاں سب اردو بولتے ہیں اور انہیں کسی چیز کی سمجھ نہیں آتی۔**

اس پر حضورانور نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ انتظام کیوں نہیں کرتے جن کو صرف اردو زبان آتی ہے ان کو جرمن کی طرف لے کر آئیں۔

❁......دو اور خواتین نے اپنے لئے اسلامی نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ حضورانور نے ازراہ شفقت ایک کا نام 'ماریہ' اور دوسری خاتون کا نام 'عالیہ' تجویز فرمایا۔

❁......**ایک خاتون نے حضورانور کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ وہ نماز اور دعائیں سیکھ رہی ہے۔ دعائیں بہت لمبی ہیں۔ لیکن وہ سیکھ رہی ہیں۔ انہیں کوئی ایسی چھوٹی دعا بتائیں جسے وہ یاد کرکے پڑھ سکیں۔**

اس پر حضورانور نے فرمایا: دعائیں تو ساری اچھی ہیں۔ آپ سورۃ اخلاص چھوٹی ہے، اُسے یاد کرلیں۔

نو مبایع خواتین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

نومبائعین احباب کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق آٹھ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نو مبائع احباب کی ملاقات شروع ہوئی۔

❁......ایک عرب دوست سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا دیکھ کر بیعت کی ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ میں نے احمدیت میں حقیقی اسلام دیکھا ہے۔ خلافت حقّہ کو دیکھا ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک دیوار پر موٹے حروف میں احمدیت لکھا ہوا ہے اور احمدیت کے لفظ سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اس خواب سے بھی مجھے بہت تسلّی ہوئی اور میں نے بیعت کرلی۔

❁......ایک عرب مہمان کہنے لگے کہ یہاں آنے سے قبل میری خواہش تھی کہ میں حضورانور کو قریب سے دیکھوں۔ کل جب حضورانور نے جرمن مہمانوں سے خطاب فرمایا تو میں اگلے حصّہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے حضورانور کو قریب سے دیکھا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے میری خواہش پوری کردی اور اب آج میں حضورانور کے سامنے بیٹھا ہوں اور بہت قریب ہوں۔

❁......ایک سیرین احمدی دوست جو کہ جرمنی میں مقیم ہیں کہنے لگے کہ جلسہ کا سارا ماحول برادرانہ تھا۔ احمدی احباب کے اخلاق حمیدہ دیکھ کر میرا اطمینان بڑھا ہے اور میں اس جلسہ سے بہت متأثر ہوا ہوں۔

❁......ایک سیرین نو مبائع نے بتایا کہ جرمنی میں عرب احمدی احباب کے ساتھ میری تبلیغی نشستیں ہوئیں اور سوال و جواب ہوئے۔ جب میری پوری طرح تسلّی ہوگئی تو میں نے بیعت کرلی۔

❁......ملک کیمرون سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے بتایا کہ 2007ء میں میرا جماعت سے رابطہ ہوا تھا اور میں نے جماعت کا تعارف حاصل کرنا شروع کیا۔ 2011ء میں مَیں نے نائجیریا جاکر بیعت کی۔ جب میں نے احمدیت قبول کی تو فیملی کی طرف سے کافی مخالفت ہوئی اور میں نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ مَیں نائجیر آ گیا۔ پھر وہاں سے مراکش آیا اور سپین میں داخل ہوا۔ میری غربت اور ناداری کی یہ حالت تھی کہ بھوک کی وجہ سے بعض مکروہ چیزیں بھی کھانی پڑیں۔ اور آجکل میں بیلجیم میں ہوں اور جماعت سے باقاعدہ رابطہ میں ہوں اور پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوا ہوں اور انتظام سے بہت متأثر ہوا ہوں۔

❁......ایک جرمن نو احمدی Patrick Geelhaar بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ کہنے لگے مجھے آج بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور اس کی وجہ حضور انور کا جرمن مہمانوں سے خطاب تھا۔ مجھے احمدیہ مسلم جماعت میں خلافت کے ذریعہ سچّی محبت نظر آئی ہے۔ میرا دل محبت اور نور سے پُر ہے۔ مجھے اِس وقت حضورانور کی پیشانی پرنور محسوس ہو رہا ہے۔ اب میں امن اور محبت کا پیغام یہاں سے لے کر باہر جاؤں گا اور باقی لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچاؤں گا۔ اس وقت میں اس محبت سے لبریز ہوں اور باہر جاکر پوری جدوجہد کے ساتھ دوسرے لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔

❁......سپین سے آنے والے ایک عرب دوست نے عرض کی کہ سپین میں عرب احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ حضورانور کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ ہماری تعداد بڑھے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جماعت تو آپ نے بڑھانی ہے۔ تبلیغ کریں اور احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ شادیاں کرکے تعداد بڑھائیں یا ویسے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پروگراموں میں برکت ڈالے اور کامیاب فرمائے۔

❁......ایک جرمن نومبائع نے حضورانور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضورانور نے جو دنیا کے مختلف لیڈروں کو خطوط لکھے تھے اور انہیں لکھا تھا کہ عدل و انصاف کے ساتھ دنیا میں امن کے قیام کی طرف واپس آؤ تو کیا کسی نے ان خطوط کا رسپانس دیا ہے؟

اس پر حضورانور نے فرمایا: کینیڈا اور یوکے کے وزیراعظم نے جواب بھجوایا تھا۔ باقی امریکہ اور بعض دوسروں کا پیغام تھا کہ ہم کوشش کررہے ہیں۔

❁......بیلجیم سے آنے والے ایک عرب دوست نے عرض کی کہ ایک روز میں جماعت کے سینٹر کے باہر سے گزر رہا تھا۔ مشن کے سامنے کلمہ طیبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مُـحَـمَّدٌ رَسُـوْلُ اللّٰـہ لکھا ہوا دیکھا تو میں اندر چلا گیا۔ اس طرح میرا پہلی مرتبہ جماعت کے دوستوں سے رابطہ ہوا۔ وہاں کے مبلغ سے ملا۔ احمدیت کے بارہ میں باتیں ہوئیں۔ دو چار دن آکر نمازیں پڑھیں۔ اس طرح مضبوط رابطہ قائم ہو گیا اور پھر میرا احمدیوں سے مستقل رابطہ رہا۔ جب میں احمدیہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو مجھے یہاں دوسری مساجد کی نسبت زیادہ سکون ملتا تھا۔

اب میں جب سے یہاں آیا ہوں اور حضورانور کو دیکھا ہے تو میری عجیب کیفیت ہوگئی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا۔ میں رونے لگ گیا۔ میں اپنے آپ کو ایک نیا انسان محسوس کرتا ہوں۔ حضورانور کے چہرہ مبارک پر جب بھی نظر پڑتی تو میرا دل یہ گواہی دیتا کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا جو دن رات ہماری بھلائی اور ہدایت کے لئے کام کر رہا ہے۔ اب میں احمدیت کے ساتھ ہوں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اب میری مخالفت بھی ہورہی ہے اور لوگ مجھے یہی سمجھتے ہیں کہ میں کافر ہوچکا ہوں۔

❁......سپین سے آنے والے ایک نومبائع نے عرض کی کہ میں یہاں جلسہ میں پہلی دفعہ آیا ہوں اور مجھے حضورانور سے شرف ملاقات ملا ہے۔ میں نے حضور انور کو قریب سے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کا سایہ ہم پر سلامت رکھے۔

❁......سپین سے آنے والے ایک نومبائع نے بتایا کہ مجھ پر سب سے زیادہ اثر جماعت کی سچائی نے کیا ہے۔ جو لوگ جماعت کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے جماعت کی سچائی اور صداقت مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور میں نے احمدیت قبول کی ہے۔

ان نومبائعین کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات آٹھ بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کروشیا اور جرمنی کے صحافیوں کو انٹرویو

بعد ازاں پروگرام کے مطابق ملک کروشیا (Croatia) سے آنے والی دو صحافی خواتین نے اور ایک جرمن صحافی خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

کروشیا سے آنے والی صحافی خواتین نے جلسہ کے مختلف پروگراموں اور مناظر کی ڈاکومنٹری فلم بھی بنائی تھی جو ان کے واپس جانے کے بعد کروشیا کے TV پر نشر ہوگی۔

جرمن صحافی خاتون کا تعلق جرمنی کے سب سے بڑے آن لائن اخبار سے ہے۔ اس اخبار کی اشاعت ساڑھے سترہ ملین سے زائد ہے۔ حضورانور کا انٹرویو اس آن لائن اخبار میں بطور فلم دو اقساط میں شائع ہونا ہے۔ اس طرح دو دفعہ شائع ہونے کے نتیجہ میں مجموعی ممکنہ اشاعت 34 ملین ہوگی۔

❁......**جرمن خاتون نے سوال کیا کہ آپ نے جرمن اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ اس وقت سب سے سنگین مسئلہ یہ ہے کہ نوجوان خدا تعالیٰ سے دور ہورہے ہیں۔ آپ کے خیال میں ایسا کیوں ہے؟**

اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف نوجوان ہی نہیں بلکہ لوگوں کی ایک بھاری اکثریت مذہب سے دور جارہی ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہی نہیں ہے۔ تو یہ صرف نوجوانوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا بلکہ دوسرے بھی اس میں شامل ہیں۔ لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ شدت پسند لوگ مایوسی کے مارے ہوئے ہیں اور نوجوان نسل بھی اس میں شامل ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں جس میں بے روزگاری، بعض نہ پوری ہونے والی خواہشات اور اس طرح کی اور بھی چیزیں ہیں۔ پس بعض اوقات ایسے لوگوں کو اپنے دلوں کو تسلی دینے کیلئے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے لیکن چونکہ ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے وہ سیدھے راستہ پر چلنے کی بجائے اُن لوگوں کا نشانہ بن جاتے ہیں جو اِن نوجوانوں کی ٹھیک طرح سے رہنمائی نہیں کرتے اور پھر یہ لوگ بھٹک جاتے ہیں۔ تو اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اب میرے ذہن میں نہیں کہ اُس وقت معین سوال کیا تھا؟ ہاں اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہے تو آپ کرسکتی ہیں۔

❁......**انٹرویو لینے والی خاتون نے کہا کہ میرا سوال ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ جن لوگوں کو شدت پسندی کی طرف لیکر جایا رہا ہے انہیں موردِ الزام ٹھہرانا چاہئے نہ کہ اُن لوگوں کو جو انہیں شدت پسندی کی طرف لے کر جارہے ہیں۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے تو یہ کبھی نہیں کہا۔ بلکہ میں نے کہا تھا کہ وہ لوگ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ان نوجوانوں کا شکار کررہے ہیں وہ اصل مجرم ہیں۔ نہ کہ وہ جوان کے شکار میں پھنس جاتے ہیں۔ بلکہ اُن میں سے بعض تو معصوم ہوتے ہیں اور نام نہاد مولوی انہیں غلط راستہ پر چلا رہے ہوتے ہیں۔

❁......**خاتون نے سوال کیا کہ اس صورت میں جماعت احمدیہ کیا کرتی ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم جو کچھ کرسکتے ہیں، کرتے ہیں۔ دیکھیں دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم بالعموم کیا کرسکتے ہیں؟ تو اس سلسلہ میں ہم پیار، محبت اور ہم آہنگی کی تبلیغ کرتے ہیں جو کہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ انتہاء پسندی کی طرف جانے کی بجائے انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات کی پیروی کرنی چاہئے۔ دوسری چیز ہماری اپنی نوجوان نسل سے تعلق رکھتی ہے تو میرا نہیں خیال کہ آپ کبھی بھی کسی احمدی نوجوان کو ان لوگوں کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھیں گی یا یہ دیکھیں گی کہ وہ ان مولویوں کی وجہ سے انتہا پسند بن گئے ہوں۔

❁......**اسی خاتون نے سوال کیا کہ احمدی نوجوانوں کے علاوہ آپ دوسروں کیلئے کیا کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں ہم تو صرف تبلیغ ہی کرسکتے ہیں۔ ہم مشنری آرگنائزیشن ہیں۔ ہماری جماعت کا کام ہی تبلیغ ہے جو ہم کررہے ہیں۔

❁......**اس کے بعد ایک کروشین خاتون نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ صرف تبلیغ کرنا تو کافی نہیں ہے۔ آپ بطور روحانی رہنما ہونے کے کیا کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اُن تمام پلیٹ فارمز (Plateforms) کو استعمال میں لاتے ہیں جن تک ہماری پہنچ ہے۔ مجھے اگر کسی پارلیمنٹ کے سامنے بولنے کا

موقع ملتا ہے یا کوئی ایسی جگہ جہاں پڑھے لکھے لوگ جمع ہوتے ہیں تو میں ہمیشہ انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور عام مسلمانوں یا مخصوص نوجوان طبقہ کو کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو کچھ کر رہے ہو وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ پس محدود ذرائع کے ساتھ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں۔

❁......**خاتون صحافی نے سوال کیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مستقبل میں جماعت احمدیہ مزید ترقی کرے گی اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے متاثر ہوں گے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: میں تو ہمیشہ اچھی امید رکھتا ہوں۔

❁......**صحافی خاتون نے سوال کیا کہ جس طرح زمانہ آگے چلتا جارہا ہے کیا اس کے مطابق مذہب میں بھی تبدیلیاں آئیں گی؟ آپ کے خیال میں کیا مذہب کو لوگوں کی وجہ سے بدلنا چاہئے یا پھر لوگوں کو مذہب کی وجہ سے بدلنا چاہئے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی بات میں نے اپنے خطبہ جمعہ میں بیان کی تھی کہ مذہب لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر لوگ مذہب کی رہنمائی کرنا شروع کر دیں تو پھر کسی مذہب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ آجکل جو مختلف قسم کی پارٹیاں ہیں، سوشلسٹ پارٹی، SDP، گرین پارٹی اور طرح طرح کی پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی اپنے منشور کے مطابق مذہب کو ڈھالے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جماعت احمدیہ کا منشور قرآن کریم ہے اور ہمارے لئے یہی راہنما اصول ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ پاک کتاب تمام انسانیت کی رہنمائی کرتی ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نازل ہونے کے تقریباً پندرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی محفوظ ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات اور آیات ہمیشہ کے لئے محفوظ رہیں گی اور آج تک یہ بات سچی ثابت ہو رہی ہے۔ پس اگر ایسا ہی ہے تو پھر ہمیں دوسروں کی مدد لینے یا کہیں اور دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم لوگوں کو کہتے ہیں کہ اگر آپ کا کوئی مسئلہ ہے یا آپ کو قرآن کریم کی آیات سمجھ نہیں آتیں اور آپ نام نہاد مسلمان علماء جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو بگاڑ دیا ہے ان کے ذریعہ غلط راستہ پر چل رہے ہیں تو ہمارے پاس آئیں۔ ہم آپ کو صحیح سمجھائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات کے اندر کوئی ایسی چیز ہے جو آجکل کے دور سے مطابقت نہیں رکھتی تو مجھے بتائیں۔ ہاں اگر کوئی ذاتی خواہش ہے تو یہ الگ معاملہ ہے۔ لیکن کوئی ایسی بنیادی چیز بتائیں جس کے بارہ میں آپ کہتی ہوں کہ آجکل کے دور میں اس کی سخت ضرورت ہے وہ قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔

❁......**خاتون نے کہا کہ ایسی کوئی چیز ہے تو نہیں لیکن میں صرف یہ سوچتی ہوں کہ لوگ جس مذہب پر چلتے ہیں اُس کو تبدیل کیوں نہیں کر سکتے؟ میرا خیال ہے جو لوگ کسی مذہب پر چلتے ہیں انہیں اس بات کا حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ اس میں تبدیلی کر سکیں۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مگر سوال یہ ہے کہ کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہی کیوں ہے؟ اگر کوئی اقتصادی مسئلہ ہے جس پر قرآن نے روشنی نہیں ڈالی، اگر کوئی سائنسی نظریہ ہے جو قرآن کریم میں بیان نہیں ہوا تو ٹھیک ہے۔ اسی طرح اگر آپ کو بعض معاشرتی مسائل کا سامنا ہے جن کا حل قرآن نے نہیں بتایا یا اگر آپ کو گھریلو مسائل کا سامنا ہے اور اُن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اگر ان تمام مسائل کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور قرآن کریم نے ان مسائل کا حل بھی بیان فرمایا ہوا ہے تو پھر اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ کوئی انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے، کسی ملک کی پارلیمنٹ کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے جس میں کچھ عرصہ بعد تبدیلی کی ضرورت پڑتی ہو۔ پس جب ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے تو پھر اس میں کسی قسم کسی کی تبدیلی کی ضرورت نہیں رہتی یہاں تک کہ اس کتاب کی عبارت تک میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف بات قرآن کریم کو سمجھنے کی ہے۔ اگر آپ قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھتے ہیں تو آپ انہی آیات سے مختلف قسم کے تصورات اور افکار اخذ کر سکتے ہیں۔ سب آپ کی سمجھ پر منحصر ہے۔

❁......**خاتون نے کہا کہ میرا ایک اور سوال ہے کہ آپ نے اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا کہ یورپ کے لوگ جو مذہب سے دُور ہیں وہ مطمئن نہیں ہیں اور ناخوش ہیں۔ لیکن میں خود مذہب پر عمل نہیں کرتی لیکن میں تو ہر لحاظ سے مطمئن ہوں۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ سو فیصد لوگ ہی ایسے ہیں۔ اگر آپ سائنسی لیبارٹری میں کوئی ٹیسٹ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ 75 فیصد مثبت نکلتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ مثبت نتیجہ نکلا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو سائنسدان 65 فیصد نتیجہ حاصل کر کے ہی کہتے ہیں کہ بہت ہی خوش کن رزلٹ سامنے آیا ہے۔ پس میں نے اسی کے پیشِ نظر کہا تھا کہ یورپ کے لوگ مطمئن نہیں ہیں جس کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوتے ہیں۔ آپ خود ہر جگہ مایوسی دیکھ سکتی ہیں۔ اگر تو آپ کو مکمل طور پر دلی سکون حاصل ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر آپ بعض اوقات یہ سوچتی ہیں کہ میری فلاں فلاں خواہش پوری نہیں ہوئی تو آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ آپ کو مکمل اطمینان حاصل ہے۔ میرا تو یہ کہنا ہے کہ خودکشی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے باوجود اس کے کہ مغربی ممالک کی اقتصادی حالت بعض افریقن اور ایشین ممالک سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ میرا کہنے کا یہی مطلب تھا۔

❁......**خاتون نے سوال کیا کہ پھر حضورانور کے نزدیک اس مایوسی کا حل صرف مذہب ہی ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا کہنا ہے کہ اگر آپ حقیقی روح کے ساتھ مذہب پر عمل پیرا ہو جائیں تو آپ کو حقیقی اطمینان حاصل ہو جائے گا۔

اس پر خاتون نے کہا کہ میں تو ایسے کسی شخص کو نہیں جانتی۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: 'میں تو جانتا ہوں۔ آپ کا اپنا تجربہ ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ چیزوں کو دنیاوی نظر سے دیکھتی ہیں اور میں چیزوں کو مذہب کی نظر سے دیکھتا ہوں'۔

❁......**اس کے بعد کروشین خاتون نے کہا کہ میرا اسلام یا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ میرا پہلا موقع ہے کہ میں کسی اسلامی مذہبی تقریب میں شامل ہوئی ہوں۔ میں ذاتی طور پر آپ کا اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں اور میری ساتھی یہاں پر ڈاکومنٹری فلم بنانے آئی تھیں۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ لوگ جو مذہب پر عمل کرتے ہیں اُن کے اطمینان کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ 36 ہزار کی تعداد میں لوگ یہاں جمع ہوئے اور ان تمام لوگوں کو کسی قسم کا کوئی دنیاوی فائدہ مدِّنظر نہیں تھا۔ بلکہ یہ لوگ دُور دُور سے پیسے خرچ کر کے یہاں آئے ہیں۔ نیز یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ خود مسلمان نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود سچ کی تلاش میں یہاں آئیں۔

❁......**جرمن خاتون صحافی نے آخری سوال کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا جرمنی کے لوگوں کیلئے کیا پیغام ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمن لوگ کھلے ذہن کے مالک ہیں اور یورپین یونین کی سالمیت کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں تو یہی کہوں گا کہ وہ اپنے اسی رویّہ کو جاری رکھیں۔ آپ کے ملک نے ایک دن سارے یورپ کا لیڈر بننا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ آپ کمزور ہو جائیں بلکہ کمزور سے کمزور تر ہو جائیں۔ لیکن اگر آپ اپنے ملک اور اس برّاعظم کی ہم آہنگی برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو متحد رہنا ہوگا۔

انٹرویو کا یہ پروگرام آٹھ بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔

جلسہ گاہ Karlsruhe سے بیت السبوح فرانکفرٹ کے لئے روانگی

اب پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ Karlsruhe سے بیت السبوح (فرانکفرٹ) کیلئے روانگی تھی۔ جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے تو مکرم منور احمد شہید (لاہور) کی فیملی اور بچے ایک جگہ کھڑے تھے۔ یہ فیملی بیلجیم سے آئی تھی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت ان کے پاس کھڑے ہوگئے اور فیملی سے گفتگو فرمائی اور ان کا حال دریافت فرمایا اور بچوں کو پیار کیا۔

بچی نے عرض کیا کہ حضور آپ ہمارے گھر کب آئیں گے؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ اگر آپ کا گھر میرے سفر کے راستہ میں آیا تو میں انشاء اللہ چکر لگاؤں گا۔

اس کے بعد آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ یہاں سے فرانکفرٹ کیلئے روانہ ہوا۔

جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی جلسہ گاہ کے احاطہ سے باہر نکل رہی تھی تو راستہ کے دونوں اطراف کھڑے ہزارہا لوگ مرد و خواتین اور بچوں بچیوں نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔ لوگ مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد ساڑھے دس بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

تقریب بیعت کے بعد نومبائعین کے تأثرات

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 43/افراد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت پائی۔ ان بیعت کرنے والوں کا تعلق نو (9) مختلف اقوام سے تھا۔ بیعت کی سعادت پانے والے احباب کی خوشی ناقابلِ بیان تھی۔ بعض احباب نے اپنے تاثرات اور جذبات کا اظہار کیا جو درج ذیل ہے:

❁......**سپین سے آئے ہوئے ایک عرب دوست ادریس صاحب کو بھی اس جلسہ میں بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:**

میں جلسہ کے نظام اور نظم و ضبط اور اتنے بڑے اجتماع کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ **اتنا بڑا مجمع ایک خلیفہ کے پیچھے ایک لڑی کی طرح پرویا ہوا تھا۔ یہ نظارہ روح پرور تھا۔**

موصوف نے کہا: میری خوشی کی انتہا نہیں ہے اور میری خواہش ہے کہ میں ہر جلسہ میں شریک ہوں کیونکہ دلی اور روحانی طور پر میرا اس جلسہ سے ایک تعلق استوار ہو گیا ہے۔

❁......**سپین سے ہی آئے ہوئے ایک عرب دوست محمد العربی صاحب کو بھی اسی جلسہ میں بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ انہوں نے بیان کیا:**

مجھے اس عظیم الشان جلسہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے احمدیوں کے ساتھ شامل ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ میں آپ کے حسنِ ضیافت اور حسن اخلاق کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

میں نے بہت سی اسلامی جماعتیں دیکھی ہیں لیکن کسی جماعت میں یہ نمونہ نہیں پایا کہ وہ ایک ہاتھ پر اس طرح متحد ہوں جس طرح جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

❁......**سعاد بنت زَرُوق صاحبہ مراکشی احمدی خاتون ہیں اور سپین سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے اپنی غیر احمدی بہن، بہنوئی اور ان کے دو بچوں سمیت آئی تھیں، انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا:**

'میں حضورانور کو ایم ٹی اے کی سکرین پر تو دیکھتی تھی لیکن جب بالمشافہ دیکھا تو حضورانور کے چہرہ مبارک سے نور پھوٹتا ہوا دکھائی دیا اور بے ساختہ میری زبان سے نکلا: 'بخدا یہ انسان نہیں بلکہ کوئی فرشتہ ہے۔'

ہمیں جلسہ کا بہت زیادہ لطف آیا، تمام شاملین جلسہ نے نہایت اعلیٰ اخلاق کا اظہار کیا۔ میں اپنی غیر احمدی بہن اور بہنوئی کو ساتھ لائی تھی جنہوں نے حضورانور کے خطابات سنے اور ان پر گہرا اثر ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان دونوں نے اس جلسہ پر بیعت کر لی ہے۔ ان کے ثبات قدم کے دعا کی درخواست ہے۔

❁......**بیلجیم سے آنے والے وفد میں ایک دوست محمد الیاوی صاحب شامل تھے۔ موصوف کی 40 سال کے قریب عمر ہے اور گزشتہ ایک سال سے زیرِ تبلیغ تھے۔ جلسہ میں شمولیت اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے بعد ان کو بیعت کرنے کی بھی توفیق ملی۔**

موصوف نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:

'میں پچھلے دس سال سے نمازیں پڑھتا ہوں لیکن جو سکون مجھے یہاں آ کر ملا ہے وہ میں نے کبھی زندگی میں محسوس نہیں کیا تھا'

موصوف کے بارہ میں بیلجیم کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ:

محمد الیاوی صاحب تینوں دن جلسہ کا منظر دیکھ کر روتے رہے۔ ایک سال کی تبلیغ ایک طرف اور جلسہ کے تین دن ایک طرف تھے۔ ان تین دنوں نے وہ کر دکھایا جو پورے سال نہیں ہو پایا۔ اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور خلیفہ وقت کے وجود کی برکت سے ممکن ہوا کہ حضورانور کو دیکھ کر ان کے دل کی کایا پلٹ گئی۔

❁......**مشرقی جرمنی سے آئے ہوئے تین مہمانوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے حضورانور کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے بعد کہنے لگے کہ:**

ہمیں جماعت کے بارہ میں پہلی دفعہ یہاں آ کر علم ہوا ہے۔ **خلیفۃ المسیح کی شخصیت کو دیکھ کر اور آپ کے خطابات سن کر بیعت کرنے کا فیصلہ کرنا ہرگز مشکل نہیں تھا۔** ہمیں بہت خوشی ہے کہ ہمیں یہ سعادت ملی۔ ہم واپس جا کر اپنے تمام دوستوں کو احمدیت کا پیغام پہنچائیں گے۔

❁......ایک سیرین نوجوان بیعت کرنے کے بعد جب واپس گھر پہنچے تو ان کے چچا نے جماعت اور جلسہ کے بارہ میں ان سے پوچھا تو اس نوجوان نے جلسہ پر جو باتیں سنی تھیں اور جماعت احمدیہ کے جن عقائد کے بارہ میں سنا تھا وہ اپنے چچا کے سامنے بیان کر دیئے۔ جلسہ کے اگلے دن ہی ان کا فون آ گیا کہ میرے چچا بھی احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ مجھے جماعت احمدیہ کی صداقت پر کوئی شک نہیں اور میں فوراً اس مبارک جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

❁......ایک دوست ERVIN XHEPA (ایرُوِن جَیپَا صاحب) اپنی اہلیہ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ یہ دونوں law کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ تاہم ان کی اہلیہ نے جلسہ میں شمولیت سے پہلے بیعت نہیں کی تھی لیکن الحمدللہ جلسہ میں شامل ہو کر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے دوران ہی انہوں نے قبول احمدیت کا اعلان کیا۔ موصوفہ نے بیان کیا کہ:

جلسہ سالانہ کے تجربات نہایت غیر معمولی تھے۔ جس محبت، اخلاص اور بے لوث خدمت کا مظاہرہ اُنہوں نے دیکھا ہے، اُس کا میرے دل پر غیر معمولی اثر ہوا ہے۔

موصوفہ کے متعلق جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو علم ہوا کہ انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وکیل کو قائل کرنے کیلئے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ کے خاوند کو چاہئے کہ آپ کو قوی دلائل کے ساتھ قائل کریں۔ اس پر موصوفہ نے کہا: میرے خاوند نے جماعت کے سلسلہ میں مجھے بہت تبلیغ کی ہے اور میں کافی عرصہ سے اپنے دل میں احمدیت کو قبول کر چکی تھی، لیکن آج کامل یقین سے جماعت احمدیہ کو قبول کرتی ہوں۔

اُس وقت موصوفہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

پینے کے صاف پانی کی کمی اور اس کی فراہمی کا مسئلہ

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

عصر حاضر میں دنیا کو متعدد مسائل درپیش ہیں۔ ان میں سے ایک پینے کے صاف پانی کی کمی اور اس کی فراہمی کا مسئلہ ہے۔

عام طور پر پانی بچانے کا پیغام سن کر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب دنیا کے قریباً 75 فیصد رقبہ پر پانی ہی ہے اور صرف ایک چوتھائی خشکی ہے تو پھر پانی کی کمی کیسی؟ تو عرض ہے کہ دنیا میں موجود کل پانی میں سے محض چند فیصد ہی قابل استعمال اور تازہ پانی ہے جبکہ باقی سب نمکین پانی ہے۔ مثلاً دنیا کے قیمتی ترین سمندر کے کنارے آباد ہونے کے باوجود پاکستان کے شہر گوادر میں پینے کا پانی نایاب ہو جاتا ہے اور لاکھوں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بحری جہازوں سے پانی لایا جاتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق **دنیا میں قریباً 900 ملین لوگ صاف، محفوظ پانی سے محروم ہیں۔ یعنی ہر آٹھ** لوگوں میں سے ایک شخص کو صاف پانی میسر نہیں ہے اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ **دنیا میں روزانہ چار ہزار سے زائد تعداد میں پانچ سال سے کم عمر کے بچے صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔** کیونکہ بچوں میں پیٹ کے امراض کی دوسری بڑی وجہ صاف پانی کی عدم دستیابی ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ **یہ صاف پانی کی کمی ہر ایک گھنٹے میں دو سو بچوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔**

افریقہ کے بعض علاقوں کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ سب صحارا ممالک **میں خواتین کے مجموعی طور پر روزانہ 16 ملین گھنٹے پانی کا انتظام کرنے میں گزر جاتے ہیں** کیونکہ پانی بھرنے کی ذمہ داری مردوں کی نسبت عورتوں کی ہی سمجھی جاتی ہے اور گھر، تعلیم اور دیگر فرائض چھوڑ کر عورتوں کا میل ہا میل دور سے پانی بھر کر لانا یقیناً متعدد منفی اثرات کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

پاکستان میں سرکاری تحقیق کے مطابق نوّے فیصد پانی پینے کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس میں جراثیم، معدنی اور کیمیائی آلودگی موجود ہے۔

اسی طرح عدم توازن کا یہ عالم ہے کہ متمدن شہروں میں جب ایک شخص ایک ٹب پانی بھر کر نہاتا ہے تو وہاں عموماً 150 لیٹر سے زیادہ پانی خرچ ہو جاتا ہے جبکہ وہیں آس پاس بعض لوگوں کی پانی کی ایک دن کی کل ضرورت صرف 30 لیٹر ہوتی ہے اور وہ بھی ان کو میسر نہیں آتا۔

پانی ضائع ہونے کی ایک شکل ٹونٹیوں سے پانی رسنا بھی ہے، **عدم مرمت یا عدم توجہ کی وجہ سے اگر ایک ٹونٹی یا پائپ سے ایک سیکنڈ میں صرف ایک قطرہ پانی گرتا رہے تو یہ ضیاع سالانہ 27 ہزار گیلن پانی تک پہنچ جاتا ہے۔**

یہ چند معمولی اعداد و شمار تو صرف اشارہ ہیں ورنہ پانی کی بنیاد پر ہونے والے علاقائی و ملکی جھگڑے اور جنگ و جدال کسی بھی باخبر شخص سے مشتبہ نہیں ہے۔

خلافت احمدیہ کے زیر قیادت دنیا کے ہر خطہ میں صرف دین و مذہب کی خدمت کا سلسلہ ہی نہیں جاری ہے بلکہ گزشتہ ایک صدی کی تاریخ گواہ ہے کہ مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر جماعت احمدیہ نے انسانیت کی خدمت، بھلائی اور بچاؤ کے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی توجہ اور نگرانی میں جنوری 2005ء سے Water For Life کے نام سے ایک کمیٹی سرگرم عمل ہے، اور اس بابت کوششوں کے نتیجہ میں ایک ہزار (1000) پانی کے ماخذوں سے لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کمیٹی کی توجہ زرکثیر خرچ کر کے نئے نلکے لگانے کی بجائے پرانے نلکوں کی مرمت کی طرف رہی اور یہ فیصلہ غیر معمولی سودمند رہا۔

خلافت احمدیہ کے زیر قیادت صرف براعظم افریقہ میں خدمت انسانیت کا یہ عالم ہے کہ وہ ابنائے آدم جن کی قیامگاہوں میں پہلے اندھیروں کا راج تھا، اب وہاں گلیاں بھی منور ہو جاتی ہیں۔ جہاں موسم کی سختیاں جھیلنے والوں کے گھروندے بس عارضی و واجبی کفایت کیا کرتے تھے اب وہاں لوگ مسقف مراکز پر کمپیوٹرز اور سلائی مشینوں کے ساتھ مصروف کار ہوں۔ وہ لوگ جو صرف پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں چار پانچ میل تک مارے مارے پھرتے تھے اب وہ سال کے 365 دن نہ صرف ٹونٹی کھول کر پانی حاصل کرنے لگیں بلکہ اپنی فصلوں کی کاشت اور سبزیوں کی بوائی کرنے لگ جائیں۔ ان کی دلی خوشی کی انتہا اور ان کی زندگیوں میں آنے والے انقلاب کو لفظوں کا جامہ پہنانا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ پس آج افریقہ میں خلافت کی نظر اور توجہ کی برکت سے جہاں خاک اڑتی تھی اب وہاں فصلیں لہلہاتی ہیں اور ہرے بھرے گلستان نظروں کی ضیافت کرنے لگے ہیں۔

مثلاً خلافت احمدیہ کی برکت سے ہی افریقہ کے ملک برکینا فاسو کے دور افتادہ علاقہ ڈوری میں ایک ''مثالی گاؤں'' مکمل ہوا جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''مہدی آباد'' تجویز فرمایا۔ اس گاؤں میں پچیس ہزار (25000) لیٹر پانی ذخیرہ کرنے کا ٹینک موجود ہے اور گھر تک پانی پہنچانے کے لئے دو کلومیٹر لمبی پائپ لائن بچھائی گئی ہے۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز IAAAE کے یورپین چیپٹر کو اپنا سمپوزیم مورخہ 22 فروری 2014ء بروز ہفتہ لندن میں منعقد کرنے کی توفیق ملی، جس میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رونق افروز ہوئے اور شرکاء سے محبت بھرا خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکاء کو سمجھایا کہ مجھے افریقہ میں چند سال رہنے کا تجربہ ہے اور میں پانی کی اور بطور خاص پینے کے لئے صاف پانی کی اہمیت اور قدر و قیمت بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چھوٹے بچے بچیاں دو دو میل دور سے پانی کے بڑے بڑے برتن سر پر اٹھائے لا رہے ہیں۔ جبکہ افریقہ کے پسماندہ خطوں میں یہ سب کچھ آج بھی جاری و ساری ہے۔ مجھے بھی بعض دفعہ دس میل دور سے پانی لانا پڑتا تھا اور میں اپنے روزمرہ استعمال کے لئے پانی کے ڈرم بھر کر پک اپ میں رکھتا اور واپس لاتا تھا۔ اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ جس نے پانی کے لئے اتنی مشقت اٹھائی ہو وہ ہی پانی کی اصل قدر کو سمجھ سکتا ہے اور آج کی ترقی یافتہ دنیا کی آسائشوں میں پلنے والے پانی کی اصل قدر و قیمت سے ناآشنا محض ہیں۔

یاد رکھیں کہ دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں تاحال ایسے لوگ موجود ہیں جن کو پانی کے لئے میلوں سفر کرنا پڑتا ہے جبکہ یہاں ترقی یافتہ دنیا میں لوگوں کو صرف ٹونٹی کھولنے سے ہی وافر پانی حاصل ہو جاتا ہے، وہ مزے مزے سے غسل کرتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق ٹھنڈا اور گرم پانی استعمال کے لئے موجود پاتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ وہ لوگ جن کو روزانہ کی بنیاد پر پانی کے لئے مشقت اٹھانی پڑتی ہے وہ با آسانی جان سکتے ہیں کہ پانی کیسی قیمتی شے ہے۔ افریقہ جانے والے ہمارے اکثر رضا کاران تجربات سے گزر بھی چکے ہیں اور اس طرح ان کو بھی اب پانی کی قدر کو بہتر طور پر سمجھ جانا چاہئے۔

پس واضح ہو کہ پانی کی فراہمی ہی اپنی ذات میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور دنیا کو پانی کی کمی درپیش ہے۔ اسی وجہ سے ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ عوام کی توجہ کے لئے جگہ جگہ پیغام آویزاں ہوتے ہیں کہ پانی ضائع مت کریں۔ لیکن پھر بھی بہت سے لوگ پانی کا ضیاع کرتے ہیں اور ذرا غور نہیں کرتے کہ پانی کی فراہمی کتنا اہم اور سنجیدہ معاملہ ہے۔ یہ معاملہ صرف ترقی پذیر ممالک کے لئے ہی المیہ نہیں ہے بلکہ اگر لوگوں نے اسی طرح پانی ضائع کرنے کی روش جاری رکھی تو ترقی یافتہ ممالک بھی اس مشکل میں گرفتار ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے لوگوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے اور بلاضرورت پانی کے بکثرت استعمال سے بچنا ہوگا۔''

جماعت احمدیہ سے منسلک افراد دنیا کے ہر متمدن و معروف ملک میں موجود ہیں اور یقیناً ہر احمدی اپنے امام ہمام خلیفۃ المسیح کے ساتھ دلی محبت کے جذبات رکھتا ہے۔ اب اگر دنیا بھر کے احمدی اپنے آقا کے اشارہ کو سمجھ کر پانی کا بکفایت استعمال شروع کر دیں تو یہ امر عالمی سطح پر جہاں دیگر اہل دنیا کے لئے بھلائی کا سبب ہوگا وہاں ان احمدیوں کے لئے اطاعت امام کی برکت سے روحانی ترقی کا بھی باعث ہوگا۔

☆......☆......☆

جلسہ سالانہ میں حاصل کردہ پاک تبدیلیوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جلسہ سننے والوں کو بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی شکرگزاری کے جذبات سے بھرا ہوا ہونا چاہئے۔ وہ جو یہاں آ کر جلسہ میں شامل ہوئے ان کو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے توفیق دی کہ آپ لوگ براہ راست یہاں آ سکے اور جلسہ سن سکے۔ جو دنیا کے مختلف ملکوں میں بیٹھ کر جلسہ سن رہے تھے کئی جگہوں سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ ہم بھی وہیں موجود ہیں۔ تو بہرحال جو دُور بیٹھ کر جلسہ سنتے رہے ان کو بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی انتہائی عاجزانہ قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے MTA جیسی نعمت سے ہمیں نوازا ہے جس سے دنیا کا ہر احمدی دُور بیٹھے ہوئے جلسوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ پس تمام جماعت کو جلسوں کو سننے کی وجہ سے جو جلسہ کے چند دنوں میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی ہیں یا بعض نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ ہوئی ہے، اس کی توفیق ملی ہے، جیسا کہ لوگ زبانی اور خطوط میں بھی اظہار کرتے ہیں، اب ہر ایک کا یہ کام ہے کہ شکرانے کے طور پر اور اس شکرگزاری کے اظہار کے طور پر ان پاک تبدیلیوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں اور جب آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان تبدیلیوں میں دوام حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ان کو مستقل اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے مزید دروازے کھلتے چلے جائیں گے''۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 471)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا تھا کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'۔ آج ہم اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ اکناف عالم میں پھیل چکی ہے۔ اور افراد جماعت امن و آشتی سے پُر اسلام کی اصل تعلیمات پھیلانے میں سرگرم ہیں۔ اس کالم میں خلاصۃً جماعت احمدیہ عالمگیر کی متفرق سرگرمیوں پر مشتمل رپورٹس پیش کی جائیں گی۔

اللہ کرے کہ ان کوششوں کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔ آمین۔

﴿جاپان﴾

22واں ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر

......مکرم انیس احمد ندیم، مبلغ سلسلہ جاپان لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جماعت احمدیہ جاپان کو ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر میں شمولیت کی توفیق ملی۔ یکم تا 4 جولائی 2015ء چار روز تک جاری رہنے والے اس بک فیئر میں مختلف ممالک، مذاہب اور تنظیموں کے 1800 سٹال لگائے گئے جنہیں مجموعی طور پر 75 ہزار سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا۔ عیسائیت کے مختلف فرقوں، بدھ ازم، شنتو ازم اور کنفیوشس ازم کے علاوہ جاپان سے جنم لینے والی نئی مذہبی تحریکوں نے بھی اپنے بک سٹال لگائے۔ جماعت احمدیہ جاپان کو اسلام کی نمائندگی کا اعزاز حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے چار دنوں میں ہزاروں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔

نئے لٹریچر کی اشاعت

ایک جاپانی پبلشر کی طرف سے گزشتہ سال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکوں کی اشاعت کے پیش نظر امسال کے بک فیئر کے لئے ''سیرۃ النبی ﷺ'' کا موضوع منتخب کیا گیا۔ لائف آف محمد ﷺ کا جاپانی ترجمہ گزشتہ سال چھپ چکا تھا۔ امسال درج ذیل لٹریچر شائع کرنے کی توفیق ملی۔

1. جاپانیوں کے لئے اسلام کی حقیقت
(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جاپانی سیاستدانوں اور دانشوروں سے خطاب)
2. دہشتگردی کے خطرات اور امن عالم
(امن کانفرنس جماعت احمدیہ انگلستان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودات)
3. اسلام امن و آشتی کا علمبردار (دو ورقہ فولڈر)

داعیان الیٰ اللہ کی ٹیم

جماعت احمدیہ جاپان ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر میں گزشتہ کئی سال سے شرکت کی توفیق پا رہی ہے۔ نوجوان داعیان الیٰ اللہ کی ٹیم بک فیئر کے انعقاد سے کئی ہفتے قبل تیاری شروع کر دیتی ہے۔ نئے لٹریچر کی تیاری، موجودہ لٹریچر کا جائزہ، پوسٹرز اور بینرز کی تیاری، اخبارات اور ٹی وی کو پریس ریلیز کی ترسیل، سوشل میڈیا کے ذریعہ تشہیر نیز ہر سال سامنے آنے والے نئے سوالوں کے جوابات کی تیاری کی جاتی ہے۔ بک فیئر پر جماعت کے سٹال پر تشریف لانے والے مہمانوں کا ریکارڈ رکھنا، کتب کے لئے آرڈر حاصل کرنا، لائبریریوں میں جماعت کا لٹریچر رکھوانے کے لئے مختلف اداروں سے روابط کرنا اور اسی طرح بین المذاہب سرگرمیوں کے لئے مختلف مذاہب اور

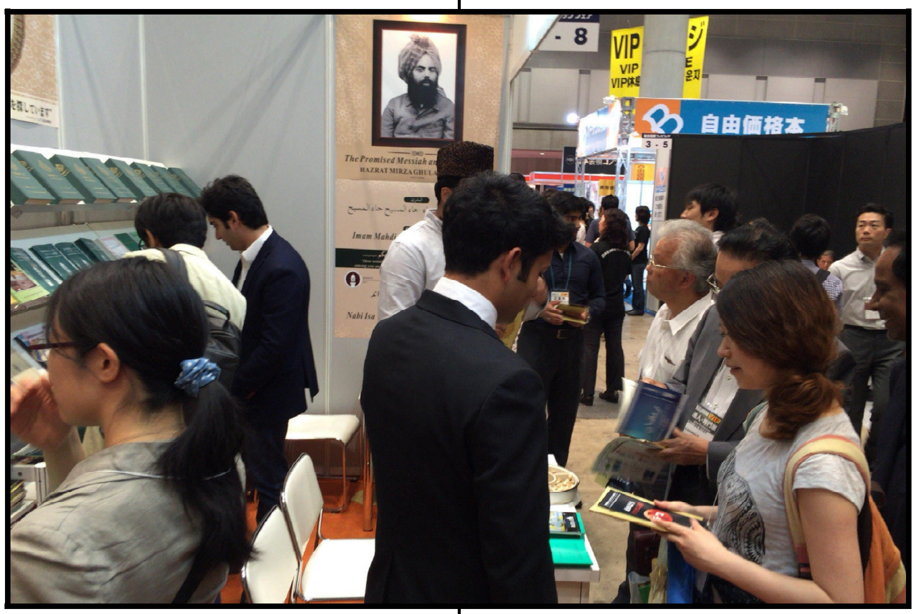

تنظیموں سے روابط کے حوالہ سے بک فیئر ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

لٹریچر اور فولڈرز کی تقسیم کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کا پیش کردہ منصوبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جب فولڈرز کی تقسیم کے ذریعہ اسلام احمدیت کی اشاعت کا منصوبہ پیش فرمایا تو آپ نے ایک مثال دیتے ہوئے

فرمایا کہ:

''منصوبہ یہ ہے کہ جو جاپانی سوئٹزرلینڈ میں پھر رہا ہے اس کو کوئی احمدی جاپانی زبان میں فولڈر دے دے کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ پھر وہ جائے گا جرمن ملک میں۔ جرمنی میں جائے گا تو وہاں ایک اور احمدی وہی فولڈر اس کو دوبارہ دے دے گا۔ پھر وہ یورپ کے سارے ملکوں میں جائے گا۔ **جاپانی زبان میں ایک ہی فولڈر اس کو ملتا چلا جائے گا۔** وہ سوچ میں پڑ جائے گا کہ پتہ نہیں کہاں سے آ گئی ہے یہ جماعت، جو اتنی پھیلی ہوئی اور اتنی ایکٹو ہے، جوش ہے ان کو اپنے عقائد کو پھیلانے کا۔ جہاں میں جاتا ہوں آگے ایک احمدی میرے ہاتھ میں فولڈر دینے کے لئے نظر آ رہا ہے''۔ (خطبات ناصر جلد دوم۔ صفحہ 544)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بک فیئر پر یہ نظارہ بھی دیکھنے کو ملا۔ جب ایک جاپانی پروفیسر نے جماعت احمدیہ کا سٹال دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ میں دو ہفتہ کے وزٹ پر گوئٹے مالا گیا تو وہاں مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ ایک کانفرنس میں شرکت کا موقع مل چکا ہے اور میں اس بات پر اور حیران ہوا ہوں کہ جماعت احمدیہ جاپان میں بھی ایک active اسلامی تنظیم ہے۔

ایرانی سفارتخانہ کے ایک عہدیدار مکرم علی مددی صاحب ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور درثمین فارسی اور دیگر کتب حاصل کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ وہ کہنے لگے کہ 1980ء کے اواخر میں مَیں مشرقی افریقہ کے ممالک میں تعینات تھا تو ایک دن میں نے سواحیلی زبان میں ترجمہ قرآن دیکھا۔ وہ کہنے لگے مجھے اس بات پر سخت حیرانگی ہوئی کہ یہ وہی قرآن ہے جو ہم پڑھتے ہیں، لیکن اس کا سواحیلی ترجمہ اس جماعت کو کرنے کی توفیق ملی ہے جسے ہم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اسی طرح انہوں نے جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے شائع کردہ اسلامی لٹریچر میں غیر معمولی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے جاپان میں اسلام کی زبردست خدمت قرار دیا۔

قرآن کریم عیسائیت کے بارہ میں کیا کہتا ہے؟

ایک جاپانی دوست ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ اسلام دوسرے مذاہب کے بارہ میں اتنا تنگ نظر کیوں ہے؟ انہیں جواب دیا گیا کہ ایسا نہیں ہے، یہ بھی اسلام کے بارہ میں ایک غلط فہمی ہے۔ ان دوست کو تفصیلی بات چیت کے لئے سٹال پر تشریف لانے کی دعوت دی گئی اور جب انہیں وہ آیات دکھائی گئیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں ہیں اور سورۃ مریم، سورۃ یوسف اور سابقہ انبیاء کے بارہ میں دیگر سورتوں کا تعارف کروایا گیا اور بتایا گیا کہ قرآن کریم میں بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک تو صرف چار دفعہ آیا لیکن دیگر انبیاء کا ذکر خیر، ان کے لئے سلامتی کی دعائیں اور ان کے بلند کردار کو متعدد مرتبہ بیان کیا گیا ہے تو وہ کہنے لگے کہ میری تو آنکھیں کھُل گئی ہیں۔ نیز کہنے لگے کہ میں تو اسلام کو ایک بہت پرانے خیالات کا تنگ نظر مذہب سمجھتا تھا لیکن قرآنی تعلیم تو واقعی ایک نور اور ہدایت ہے۔

ایک جاپانی پر اسلام کے پُرامن پیغام کا اثر

ایک بدھسٹ جاپانی Mr Nishifuji Michio ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اسلام کے بارہ میں ان کی معلومات بہت کم ہیں۔ جب انہیں اسلام کا تعارف کروایا گیا اور دیگر مذاہب کے بارہ میں اسلامی تعلیم کے نمونے قرآن کریم کی آیات اور ان کے جاپانی ترجمہ کے ساتھ بتائے گئے تو انہوں نے نہ صرف ہمارا شکریہ ادا کیا بلکہ کہنے لگے کہ یہ خوبصورت تعلیم اس لائق ہے کہ دنیا کو بتائی جائے اور اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دُور کیا جائے۔ نیز وہ کہنے لگے کہ اگر مجھے اجازت دیں تو میں بھی ایک دن آپ لوگوں کے ساتھ مل کر ''امن کا پیغام'' تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حسب وعدہ Mr.Nishifuji جمعہ کے دن ہمارے سٹال پر تشریف لائے اور صبح دس بجے سے شام چار بجے تک بلند آواز سے ''اسلام امن کا مذہب ہے'' کے نعرے لگا کر فولڈر تقسیم کرتے رہے۔

ایک خوشخبری

جماعت احمدیہ کے سٹال پر دنیا کی مختلف زبانوں میں ''ایک خوش خبری'' کے عنوان سے بڑے بڑے پوسٹرز آویزاں کئے گئے تھے جن پر درج تھا کہ امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو چکے ہیں۔ ایرانی، انڈونیشین، ملائشین اور سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے مسلمان احباب کے علاوہ جاپانیوں کے لئے بھی یہ پوسٹرز غیر معمولی دلچسپی کے حامل تھے۔ بہت سارے لوگوں نے ان پوسٹرز کی تصاویر بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں معلوماتی لٹریچر حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد کہ ''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے'' اس دفعہ بھی توجہ کا مرکز رہا اور کئی جاپانیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش فرمودہ اس حقیقت کی تائید کی۔

مجھے گزشتہ سال سے قرآن کریم کی تلاش تھی

ایک جاپانی خاتون محترمہ Emiko صاحبہ ہمارے سٹال پر تشریف لائیں اور قرآن کریم کا جاپانی ترجمہ دیکھ کر غیر معمولی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ مجھے گزشتہ سال سے قرآن کی تلاش تھی اور آج میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن کریم اور دیگر لٹریچر خریدا اور بعد ازاں اپنے فیس بک پیج پر نہایت خوشی سے ان لمحات کو شیئر کیا کہ آج وہ قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر پا کر غیر معمولی خوش ہیں۔

سوشل میڈیا پہ جماعت کے ٹوئٹر اور فیس بک اکاؤنٹ کے ذریعہ بھی جاپانیوں تک اسلام کا پیغام پہنچا اور جماعت کا سٹال وزٹ کرنے اور قرآن کریم، ''لائف آف محمد ﷺ'' اور دیگر کتب حاصل کرنے کے بعد جاپانیوں نے اسلام کے بارہ میں اپنی مثبت آراء کا اظہار کیا۔ اسی طرح

ہمارے سٹال پر تشریف لانے والے احباب میں سے درجنوں بلکہ سینکڑوں جاپانی ایسے تھے جنہوں نے برملا یہ اظہار کیا کہ آج اسلام کے بارہ میں ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا ہے۔

امسال 20 ممالک کے لوگوں نے جماعت احمدیہ کا سٹال وزٹ کیا۔ ان احباب نے 13 مختلف زبانوں میں لٹریچر حاصل کیا۔ نیز قرآن کریم اور ''لائف آف محمدؐ'' کے 67 نسخے قیمتًا حاصل کئے جبکہ 35 نسخے تحفتًا پیش کئے گئے۔ نیز امسال بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے ہزاروں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ چاروں دن مستعد داعیان الی اللہ کی ٹیم صبح سے شام تک مصروف عمل رہی اور جاپان میں اسلام احمدیت کی اشاعت کی توفیق نصیب ہوتی رہی۔

....

﴿ہالینڈ﴾

مجلس انصاراللہ ہالینڈ کا سالانہ اجتماع

......نذیر احمد اعوان، سیکرٹری اجتماع اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ ہالینڈ کو اپنا اٹھائیسواں سالانہ اجتماع 12 جون تا 14 جون 2015ء بمقام بیت النور نن سپیٹ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع 'شرائط بیعت' تھا۔ چنانچہ تقاریر اور علمی مقابلہ جات بھی اسی موضوع کے مطابق رکھے گئے۔

مکرم اظہر علی نعیم صاحب صدر مجلس انصاراللہ ہالینڈ نے 12 جون 2015ء بروز جمعۃ المبارک اجتماع کے باقاعدہ افتتاح سے قبل انتظامات کا جائزہ لیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع حسب سابق جماعتی روایات کے عین مطابق منعقد کیا گیا۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس اجتماع کی اہم ترین خصوصیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پیغام ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پیارے انصاراللہ ہالینڈ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ ہالینڈ کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقعہ پر آپ کو چند تربیتی نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت اب دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیل چکی ہے اور ہر جگہ جماعتیں اور ذیلی تنظیمیں جلسے اور اجتماعات کا انعقاد کرتی ہیں تا کہ ان کے ذریعہ آپ کی تربیتی اور روحانی ترقی کے سامان ہوں۔ ایسے مواقع پر شامل ہونے والوں کو باجماعت نمازیں پڑھنے اور دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اپنے جائزے لینے اور محاسبہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔ پھر باہم ملنے سے پیار ومحبت بڑھتا ہے اور دوسروں کو دینی کاموں میں مصروف دیکھ کر دینی کاموں میں حصہ لینے کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ان مواقع پر قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر مشتمل درسوں اور تقاریر کا اہتمام کیا جاتا ہے جنہیں سن کر انسان کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ کا یہ اجتماع بھی ایک ایسا ہی بابرکت موقعہ ہے۔ اس لئے اس موقعہ کے ہر پروگرام سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور اپنے تربیتی اور روحانی معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ انصار کی ذمہ داری صرف اپنی اصلاح اور روحانی ترقی تک محدود نہیں ہونی چاہئے بلکہ آپ اپنے گھروں کے سربراہ بھی ہیں۔ آپ کو اپنے اہل و عیال کی تربیت اور ان کی اصلاح کی فکر بھی کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا......لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں۔ مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عبادُ الرّحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہو۔

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ 562 تا 563)

یورپ میں رہتے ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی آسودگی عطا کی ہوئی ہے وہاں اس ماحول میں بہت سی برائیاں اور دینی تعلیمات سے دُور لے جانے والی باتیں بھی ہیں۔ ان سے بچنا اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس سے ہوشیار کرتے رہنا نہایت ضروری ہے۔ اور یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کے اپنے نمونے درست ہوں۔ آپ خود اپنی زندگی دینی تعلیمات کے مطابق گزار رہے ہوں۔ آپ نماز وروزہ اور دیگر اسلامی احکامات کی پابندی کرنے والے ہوں۔ اور آپ ایم ٹی اے پر خلیفۂ وقت کے خطبات اور تقاریر کو باقاعدگی سے سننے کا اہتمام کرنے والے ہوں۔ جب آپ کا اپنا نمونہ نیک ہوگا تو آپ کی نصیحت کا بھی نہایت نیک اثر ہوگا اور آپ کے اہل خانہ بھی عبادات کے قیام کی طرف توجہ کریں گے اور ان پر بھی خلافت اور نظامِ خلافت جماعت سے تعلق کی اہمیت اور برکات واضح ہوں گی۔

پس اجتماع کے بابرکت موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ درسوں اور تقاریر کو غور سے سنیں اور یہاں کی سنی ہوئی تمام نیک باتوں کو عملی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں نیز اپنے اہل وعیال کو بھی ان کی نصیحت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

....

اجتماع کے دوران مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

اس اجتماع کے مرکزی موضوع 'شرائط بیعت' سے متعلق ایک خصوصی نمائش بھی لگائی گئی۔

ایک خصوصی تربیتی وتبلیغی پروگرام میں صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی۔ نیز نومبائعین نے اپنے قبولیت احمدیت کے واقعات سنائے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس میں ناظم اعلیٰ اجتماع نصیر احمد طاہر صاحب نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر محترم امیر جماعت ہالینڈ نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ امسال مجلس آینڈ ہون نے علم انعامی حاصل کیا۔ محترم امیر صاحب نے اختتامی تقریر میں انصار کو چند نصائح کیں اور نمائش کے کام کو سراہا۔

اجتماع میں انصار کی حاضری 90 رہی۔ مہمانوں کی تعداد 50 تھی۔ اس طرح کل حاضری 140 رہی۔

....

﴿گیانا (جنوبی امریکہ)﴾

لِنڈن شہر میں پہلا ریجنل جلسہ سالانہ

......مکرم مقصود احمد منصور۔ ریجنل مبلغ سلسلہ، لِنڈن، گیانا تحریر کرتے ہیں کہ 2004ء میں گیانا کے ایک شہر لِنڈن ریجن 10 میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیت کا پودا لگا۔ اگرچہ لِنڈن جماعت ابھی چھوٹی ہے تاہم 14 جون 2015ء کو یہاں پہلا ریجنل جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی ہے۔

جلسہ کی تشہیر کے لئے دو عدد بینرز بنوا کر شہر کی مصروف ترین سڑک کے کناروں پر آویزاں کئے گئے۔ ٹیلی ویژن کے لئے تیس سیکنڈ کا اشتہار تیار کیا گیا جو ایک ہفتے کے دوران لوکل ٹی وی پر تقریباً تیس بار نشر کیا گیا۔ تقریباً چھ سو دعوت نامے تیار کر کے غیر از جماعت احباب کو دیئے گئے۔ لوکل ریڈیو سٹیشن میں خاکسار کا براہِ راست انٹرویو نشر ہوا جس میں اسلام اور جماعت کا مختصر تعارف کروا کر جلسہ کی دعوت دی گئی۔ اس طرح کئی ہزار افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ الحمدللہ۔

جلسہ کے روز پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرنے سے قبل ایک جماعتی ویڈیو دکھائی گئی۔

تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد مشنری انچارج مکرم احسان اللہ مانگٹ صاحب نے ''آنحضرت ﷺ بطور رحمت للعالمین''، مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مبلغ سلسلہ بربیز نے ''اسلامی جہاد کے غلط تصور'' اور خاکسار نے ''اسلام کی امتیازی خصوصیات'' کے موضوع پر تقریر کی۔ مبلغین کے علاوہ مکرم ڈاکٹر حمزہ Allen نیشنل صدر خدام الاحمدیہ نے ''میں نے اسلام کیوں قبول کیا'' اور ایک خاتون مکرمہ فازیہ مصطفیٰ صاحبہ نے ''پردہ کے فوائد'' کے موضوع پر تقریر کی۔

ان تقاریر کے بعد مہمانان خصوصی کو اپنے اپنے تأثرات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

☆......ایک پولیس انسپکٹر Mr. Oswald Pitt نے کہا:

پہلے میرا خیال تھا کہ یہ صرف سوال وجواب کی مجلس ہوگی مگر یہاں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ باقاعدہ ایک منظّم پروگرام ہے۔ یہاں پر آنے اور باتیں سننے کے بعد اسلام کے بارے میں کچھ معلومات ملی ہیں۔ خبروں اور میڈیا سے ہم سارے اسلام کو ISIS اور خودکش حملوں کا مذہب سمجھتے ہیں۔ مگر یہاں آکر پتہ چلا ہے کہ اسلام ایسا نہیں ہے۔ اسلام اور عیسائیت میں بہت مشابہتیں ہیں۔ ہم سب کا ایک ہی رب ہے۔

☆...... African Movement کے ایک رکن نے کہا کہ اسے خواتین کا پردہ دیکھ کر اچھا لگا اور وہ اس کو سراہتے ہیں۔ اس طرح مردوں کی توجہ نہیں بٹتی اور خواتین کا تقدس بھی قائم رہتا ہے۔ اسی طرح بعض افراد نے شراب کے نقصانات بتائے ہیں۔ یقیناً شراب نے ہمارے معاشرے کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

تأثرات کے بعد سوال وجواب کا پروگرام شروع ہوا۔ مہمانوں نے بڑے ذوق وشوق سے سوال کئے اور ان کے جوابات حاصل کئے۔

پروگرام کے آخر پر مقامی صدر صاحب مکرم نورین Washington صاحب نے تمام احباب ومہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر خاکسار نے اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ سے قبل مسلسل بارشیں ہو رہی تھیں اور ساؤتھ امریکہ میں لمبا عرصہ موسلا دھار بارشیں رہتی ہیں۔ اس وجہ سے انتظامات میں دقّت پیش آرہی تھی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خصوصاً جلسہ کی کامیابی اور بارشوں کے تھمنے کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔ حضورِ انور کی دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ جلسہ سے ایک روز قبل اور جلسہ والے دن موسلا دھار بارش نہیں ہوئی اور کسی بھی قسم کی رکاوٹ پیش نہ آئی۔

جلسہ کی کل حاضری تقریباً 70 افراد رہی۔ اس جلسہ میں 23 احمدی، 2 غیر از جماعت مسلمان اور 47 غیر مسلم مہمان شامل ہوئے۔

احباب نے جماعتی بک سٹال سے کتب اور DVD اور CD بھی خریدیں۔

....

﴿بینن (مغربی افریقہ)﴾

......مکرم رانا فاروق احمد، امیر جماعت احمدیہ بینن لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے Elbert Institute Toueldjre کو مورخہ 26 تا 28 مئی 2015ء حکومتِ بینن اور اقوام متحدہ کے تعاون سے ایک Inter Religious & Inter Cultural Symposium منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس سہ روزہ سمپوزیم میں دنیا کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس سلسلہ میں Elbert Toueldjre Institute کے سربراہ نے جماعت احمدیہ سے درخواست کی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت

اپنا خصوصی نمائندہ بھجوائیں اور سمپوزیم کے لئے اپنا خصوصی پیغام بھی بھجوائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ فلسطین اور مکرم محمد حاتم حلمی الشافعی صاحب صدر جماعت احمدیہ مصر کو خصوصی نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ مکرمہ امیرہ شافعی صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مصر اہلیہ مکرم محمد حاتم الحلمی الشافعی صاحب بھی تشریف لائیں۔

مہمانان خصوصی کی آمد پر جماعتی وفد کے ساتھ سٹیٹ کے ادارۂ پروٹوکول سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے مہمانان کا VIP LOUNGE میں استقبال کیا۔ اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی یونیفارم پہن کر خدام بھی باقاعدہ مہمانان خصوصی کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ آئے ہوئے تھے۔ ایئرپورٹ سے قافلہ کی شکل میں ان کو Benin Royal ہوٹل میں لے جایا گیا جہاں گورنمنٹ کی طرف سے ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس تقریب کے لئے حکومت کی طرف سے خصوصی دعوت نامے تیار کئے گئے تھے۔ سمپوزیم کے تینوں دن کے لئے جماعت کو 6 دعوت نامے جبکہ افتتاحی تقریب کے لئے 25 خصوصی دعوت نامے دیئے گئے تھے۔

26 مئی 2015ء کو صبح آٹھ بجے صدر مملکت بینن Dr Thomas Boni Yayi کی زیر صدارت افتتاحی تقریب شروع ہوئی۔ اس تقریب میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے دعا کروائی۔ اس کے بعد صدر مملکت نے تقریر کی۔ بعد ازاں ناشتہ کے لئے وقفہ ہوا۔

وقفہ کے بعد بینن حکومت کے سینئر وزیر مکرم آبیولہ صاحب کی زیر صدارت دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرم محمد حاتم محمد حلمی الشافعی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انگریزی زبان میں پیغام پڑھ کر سنایا جس کا اردو مفہوم درج ذیل ہے:

خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

پیغام بنام شرکاء بین الاقوامی سمپوزیم برائے روشناسی تعلیم و امن افریقی بین المذاہب و بین الثقافت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں فرمایا:

معزز مہمان گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خدا کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے اس سمپوزیم کا انعقاد اس غرض سے کیا ہے تا کہ امن پیدا کرنے کے لئے مذاہب کے باہمی تعلقات بڑھانے، جنگ کو روکنے کے اقدام اور انسانی وقار کو قائم رکھنے کے منفرد رول پر توجہ کی جائے۔ یہ یقیناً ایک عظیم پیش قدمی ہے اور مجھے دلی خوشی ہے کہ افریقہ کے ممالک سے نمائندگان اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ اس معزز مقصد کو حاصل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الفاتحہ کی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کے حوالہ سے فرمایا: خدا جس کی مسلمان عبادت کرتے ہیں وہی ایک خدا ہے جو سب کو بلا لحاظ و تفریق پالتا اور سنبھالتا ہے۔ وہ اپنی ساری مخلوق کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ ہی عیسائیوں کا خدا ہے، وہ ہی یہودیوں کا خدا ہے اور وہ ہی ہندوؤں کا خدا ہے اور یقیناً وہ ان کو بھی پالتا اور ان کی بھی ضروریات پوری کرتا ہے جو اس کی ہستی کا یقین نہیں رکھتے۔ وہ کسی بھی علاقہ یا قوم کے ساتھ جانبداری کا سلوک نہیں کرتا۔ وہ صرف کچھ قلیل تعداد میں لوگوں کے لئے امن نہیں چاہتا بلکہ وہ تو پوری دنیا کو اتفاق، اتحاد، مساوات اور خدا ترسی سے پُر دیکھنا چاہتا ہے۔ خدا کی نظر میں اس کی سب مخلوق برابر کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب بھی کوئی اس نکتہ پر غور کرے کہ خدا سب قوموں، سب نسلوں، سب مذاہب کا ربّ ہے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کے دل میں کسی قوم، نسل یا مذہب کے خلاف نفرت پیدا ہو۔ ہم افراد جماعت احمدیہ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں کا نعرہ لگاتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ عالمی امن قائم کیا جاسکے۔ ہم اس لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نعرہ قرآن کی تعلیمات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مطابقت رکھتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کی خدمت اور اس کے حقوق پورے کرنے کی اتنی شدید خواہش تھی کہ ساری زندگی آپ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہر دم تیار رہے یہاں تک کہ نبوت کا اعزاز پانے کے بعد جب آپ پر عظیم ذمہ داریاں تھیں اگر کوئی مسلمان یا غیر مسلم آپ کو انسانیت کی خدمت کے لئے پکارتا تو آپ برضا و رغبت اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ امن بہترین حالت ہے اور خدا نے اس تصور سے قدرتی رغبت انسان کے ذہن میں رکھی ہے مگر کبھی کبھی انسان اپنے جذبات اور قدرتی رجحانات کے خلاف چاہتا ہے۔ اس کا لالچ، خودغرضی اور نفرت اس پر غالب آجاتے ہیں اور اس کو اس حد تک ورغلاتے ہیں کہ اس کو کسی اور کے حقوق کی بالکل پرواہ نہیں رہتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام نے ایسے لوگوں کو سدھارنے کے لئے واضح اور تفصیلی ہدایات دی ہیں تا کہ عالمی امن اور آشتی قائم ہو سکے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اگر خدا کی طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھوں بچانے کا سامان نہ کیا جاتا تو زمین ضرور فساد سے بھر جاتی لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر بہت فضل کرنے والا ہے۔ اس لئے جب ایسے شدید حالات ہوں تب اللہ طاقت سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہے۔ یہ اجازت صرف فساد کو رفع کرنے کے لئے ہے اور ظلم و ستم کو ختم کرنے اور امن و آشتی کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔ (الحج:40-41)

تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے امن کو قائم کرنے اور دوسرے مذاہب کی حفاظت کرنے کی ہر کوشش کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ جنہوں نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے دو معنی خیز تعلیمات ہمیں دی ہیں جن کی ہم تبلیغ کرتے

باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں۔

عزت مآب Enele Sopoaga وزیر اعظم طوالو کا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات

طوالو کے نئے وزیر اعظم Enele Sopoaga جو اس سال مارچ میں جنرل الیکشن میں منتخب ہوئے تھے، جولائی میں اپنے سرکاری دورے پر لندن چند دن کے لئے تشریف لائے تھے۔ جب ان کی سرکاری میٹنگز کا پروگرام ترتیب دیا جا رہا تھا تو انہوں نے خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان کو ہفتہ 11 جولائی 2015ء کو ملاقات کا وقت عطا فرمایا۔ اور یہ ملاقات حضور کے ساتھ قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس ملاقات میں وزیر اعظم کے ساتھ اُن کی بیگم اور اُن کے وفد کے دیگر ممبر بھی شامل ہوئے جن کی تعداد چار تھی۔ وفد میں طوالو کے بیلجیم میں ایمبیسڈر بھی شامل تھیا ور برطانیہ میں طوالو کے قونصل جنرل سر افتخار احمد ایاز صاحب بھی موجود تھے۔

Enele Sopoaga صاحب کیمبرج یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں اور یو این او کے ہیڈکوارٹر نیویارک میں طوالو کے مستقل نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ چند سال قبل امریکہ سے واپس آنے پر یہ سیاست میں داخل ہوئے اور حزب مخالف کے لیڈر کے طور پر پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ قریباً ڈیڑھ سال قبل حکومت کے خلاف عدم اعتماد کے ووٹ کی کامیابی پر وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے اور اب حالیہ جنرل الیکشن میں اکثریت حاصل کر کے اس عہدہ پر قائم ہیں۔

ملاقات میں مختلف موضوعات پر باتیں ہوئیں اور طوالو اور دیگر چھوٹے جزائر ممالک کے مسائل پر حضور انور نے ان کی رہنمائی کی۔ وزیر اعظم نے سب سے پہلے حضور کی امن عالم کے سلسلہ میں کوششوں کو سراہا اور کہا کہ اس وقت انسانیت کی اس سے بڑھ کر کوئی اَور خدمت نہیں ہوسکتی۔

وزیر اعظم Enele Sopoaga نے حضور کو بتایا کہ طوالو میں جماعت ایک مثبت کردار ادا کر رہی ہے اور اس کے وہاں پھیلنے اور پھولنے پھلنے کے امکانات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ملک میں مذہبی آزادی چاہتے ہیں اور تمام مذاہب کے ملک اور ملک کے عوام کی ترقی میں حصہ لینے کے حامی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ طوالو موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کی زَد میں ہے۔ انہوں نے طوالو میں حالیہ سائیکلون کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا ذکر کیا اور حضور کا شکریہ ادا کیا کہ اس موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے امداد موصول ہوئی۔ سمندر کے پانی کی سطح جو آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے اور اس سے جزائر کی سالمیت کو جو خطرات ہیں اُن کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں دنیا کی طرف سے لاپرواہی پر افسوس کا اظہار کیا۔

وزیر اعظم Enele Sopoaga نے طوالو کے محدود اقتصادی وسائل کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ تعلیم کی طرف خاص توجہ دینے کا پروگرام رکھتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ امریکہ وغیرہ بھجوانے کے وسائل نہیں ہیں اور یوکے کی طرف سے ایک عرصہ سے سکالرشپس نہیں مل رہیں۔ طبّی سہولیات بھی محدود ہیں۔ خاص طور پر Dialysis مشینیں نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو فجی بھجوانا پڑتا ہے اور اس پر ایک بڑی رقم خرچ ہوتی ہے۔

وزیر اعظم نے طوالو میں پانی کی قلّت کا ذکر کیا کیونکہ زیرِ زمین پانی نہیں ہے اور انحصار بارش پر ہے۔ اسی طرح زرخیز زمین نہیں ہے جہاں پھل سبزیاں اُگائی جاسکیں۔ حضور نے اُن کی ہر بات نہایت توجہ سے سنی اور اُنہیں قیمتی مشوروں اور رہنمائی سے نوازا۔ حضور نے سمندر کے وسائل کی طرف خصوصی توجہ کا کہا اور پانی کے لئے Desclarization پلانٹس لگانے کا مشورہ دیا نیز جماعت کی طرف سے Dialysis مشینیں بھجوانے کی پیشکش بھی کی۔ حضور نے سب کو تحائف بھی دیئے اور بعدہٗ ان کے لئے چائے کا انتظام تھا۔

وزیر اعظم Enele Sopoaga نے حضور کو طوالو آنے کی پُر زور دعوت دی اور کہا کہ حضور کا وہاں آنا ملک اور قوم کے لئے بہت برکتوں کا باعث ہوگا۔

حضور سے ملاقات کے بعد وزیر اعظم Enele Sopoaga نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور کے قریب بیٹھے ہوئے اُنہیں ایک مقناطیسی کشش کا احساس ہوا جو وہ بھول نہیں سکتے۔ اُن کی سیکرٹری نے کہا کہ حضور واقعی ایک روحانی ہستی ہیں۔

لندن سے روانگی سے قبل وزیر اعظم نے حضور کی خدمت میں شکریہ کا ایک خاص پیغام بھجوایا۔ تحائف اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ "He is a man of God for the world and humanity"۔ ہم حضور کی دنیا میں دیرپا امن قائم کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کا خاص شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضور کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلنے کی کوشش کریں گے۔ حضور کے دل میں غریبوں اور غریب ملکوں کے لئے خاص ہمدردی ہے۔

انہوں نے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ حضور طوالو کی بہتری اور ترقی کے لئے دعا بھی کریں گے اور ہماری رہنمائی بھی کرتے رہیں گے۔ بالآخر انہوں نے خاص طور پر حضور سے طوالو آنے کی درخواست کی اور کہا کہ حضور ان کے مہمان خصوصی ہوں گے۔

حضور سے ملاقات کے بعد وزیر اعظم Enele Sopoaga کی ایک اَور میٹنگ تھی۔ لیکن ملاقات کے بعد چائے کا انتظام تھا۔ اس اثناء میں نماز ظہر کا وقت ہوگیا اور مَیں نے انہیں کہا کہ اب نماز کا وقت ہے تو کہنے لگے کہ آپ نماز میں ضرور شامل ہوں۔ اگلی میٹنگ کے لئے دیر بھی ہوگئی تو کوئی بات نہیں۔ چنانچہ ہم نماز پڑھ کر روانہ ہوئے۔

وزیر اعظم ملاقات سے اگلے روز واپسی کے سفر کے لئے روانہ ہوئے۔ لندن سے نیوزی لینڈ جانا تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اطلاع کے لئے جوابی میل بھجوائی اُس میں لکھا کہ نیوزی لینڈ کا سفر طویل تھا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں نے حضور کی کتاب جو حضور نے تحفہ میں دی تھی "World Crisis and the Pathway to Peace"۔ وہ پڑھ لی ہے اور اب طوالو پہنچ کر دوبارہ پڑھوں گا۔ I find it very inspiring and enligtening.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی قوم کو نورِ ہدایت سے منور فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیک فطرت، ان کی صداقت کی پہچان کے لئے تڑپ، ان کی جان، مال قربان کرنے کے لئے تڑپ اور کوشش اور ان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق و محبت کے اپنے اپنے ذوق کے مطابق معیار اور اس کے اظہار سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ واقعات کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 07 راگست 2015ء بمطابق 07 ظہور 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو ان کی نیک فطرت، ان کی صداقت کی پہچان کے لئے تڑپ، ان کی جان مال قربان کرنے کے لئے تڑپ اور کوشش اور ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق و محبت کے اپنے اپنے ذوق اور سمجھ کے مطابق معیار اور اس کا اظہار نظر آتا ہے۔ غرضیکہ یہ وہ آخرین تھے جو پہلوں سے ملنے کے لئے اپنے اپنے رنگ میں حق ادا کرنے والے بننے کے لئے کوشش کرنے والے تھے۔ ہر ایک کا اپنا انداز تھا اور ان کو دیکھنے والوں اور ان سے قریبی تعلق والوں نے بھی ان صحابہ کے ہر انداز اور اخلاق و کردار سے اپنے اپنے رنگ میں نصیحت حاصل کی یا بعض باتوں سے نتائج اخذ کئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خود بھی صحابہ میں سے تھے اور تقریباً تمام صحابہ سے یا جن کے واقعات آپ بیان فرماتے ہیں ان سے آپ کا ذاتی تعلق بھی تھا۔ آپ جب صحابہ کے حوالے سے بات کر کے ان سے نتائج اخذ کر کے نصیحت کرتے ہیں تو ان نصائح کا دل پر ایک خاص اثر بھی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ہم کسی واقعہ سے ایک پہلو لیتے ہیں لیکن جب غور کریں تو مختلف پہلو سامنے نظر آتے ہیں اور ایک ہی واقعہ مختلف رنگ میں نصیحت بن جاتا ہے۔ مثلاً مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کا واقعہ ہے۔ ان کی بیعت کا جو واقعہ تھا اس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔

مولوی برہان الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو پہلی دفعہ ملاقات کی ہے وہ بھی حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ’’ایک لطیفہ ہی ہے۔ کہتے تھے کہ میں قادیان میں آیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے اس لئے وہاں گیا۔ جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہرے ہوئے تھے اس کے ایک طرف باغ تھا۔ حامد علی (مرحوم) دروازے پر بیٹھا تھا۔ (یہ وہ بیان کرتے ہیں) تو اس نے مجھے (یعنی مولوی صاحب کو) اندر جانے کی اجازت نہ دی۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ میں چھپ کر دروازے تک پہنچ گیا۔ آہستگی سے دروازہ کھول کر جو دیکھا تو حضرت صاحب ٹہل رہے تھے اور جلدی جلدی لمبے لمبے قدم اٹھاتے تھے۔ (یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ ہم سن چکے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کہتے ہیں کہ) میں جھٹ پیچھے کو مڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص صادق ہے جو جلدی جلدی ٹہل رہا ہے ضرور اس نے کسی دُور کی منزل پر ہی پہنچنا ہے تبھی تو یہ جلدی جلدی چل رہا ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) وہابی ہو کر (حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی وہابی تھے) مولوی صاحب کا اس قسم کا خیال کرنا عجیب ہی بات ہے ورنہ عموماً یہ لوگ خشک ہوتے ہیں‘‘۔ (یعنی وہابی لوگ عموماً خشک ہوتے ہیں۔ شدت پسند ہی ہوتے ہیں۔)

(الفضل 17 اپریل 1922ء صفحہ 6 جلد 9 نمبر 81)

اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب کو صداقت کی پہچان کروانی تھی تو نہ ان کو کسی قرآنی دلیل کے سمجھنے کا خیال آیا، نہ کسی حدیث کی دلیل کے سمجھنے کا، نہ کسی اور قسم کی دلیل کا خیال آیا۔ وہابی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑی شدت سے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ وحی والہام کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ پھر ایسے خیالات بھی ہیں کہ نعوذ باللہ نبی یا ولی کو ہم پر کیا فضیلت ہے۔ جس طرح ہم ہیں، جس طرح باقی لوگ ہیں اسی طرح نبی بھی انسان ہے، ولی بھی انسان ہے۔ میں مختصر بیان بھی کر دوں شاید بعضوں کو نہ پتا ہو۔

ان کے اس غلط تصور کو رد کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’انبیاء علیہم السلام کا وجود بھی ایک بارش ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کا روشن وجود ہوتا ہے۔ خوبیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے اس میں برکات ہوتے ہیں۔ اپنے جیسا سمجھ لینا (یعنی وہابیوں کا یہ خیال کہ وہ ہمارے جیسے ہی ہوتے ہیں۔ انسان ہیں) ظلم ہے۔ اولیاء اور انبیاء سے محبت رکھنے سے ایمانی قوت بڑھتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 213 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اب یہ خاص چیز ہے کہ انبیاء اور اولیاء سے محبت رکھنے سے ایمانی قوت بڑھتی ہے۔ بہرحال حضرت مولوی برہان الدین صاحب کی نیک فطرت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیز چلنے کو ہی صداقت کا نشان سمجھ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص پیار کی نظر تھی جو حضرت مولوی صاحب پر پڑی ورنہ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو دلائل سن کر، نشان دیکھ کر پھر بھی نہیں مانتے۔ یہ بھی درست نہیں کہ ہم یہ کہہ دیں کہ سارے وہابی سخت دل ہو گئے ہیں یا ہوتے ہیں۔ افریقہ میں ہزاروں ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے قائل ہوئے اور آپ کی بیعت میں آئے۔ وحی والہام کی ہر وقت ضرورت کا ان لوگوں کو احساس ہوا اور یہ بھی پتا چلا کہ اولیاء اور انبیاء بارش کی طرح ہیں جن کے آنے سے زمین سرسبز و شاداب ہوتی ہے۔ پس روحانی سرسبزی کے لئے الہام کا جاری رہنا بھی ضروری ہے۔

پھر آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جو حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کے اخلاص اور قربانی کا ہے۔

’’سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں احمدی ہوئے۔ ان میں بڑا اخلاص تھا اور خوب تبلیغ کرنے والے تھے۔ ان کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے درد سے سنایا کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے بھی جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو ان کے لئے دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ابتدا میں ان کی مالی حالت بڑی اچھی تھی اور اس وقت وہ دین کے لئے بڑی قربانی کرتے تھے۔ تین سو، چار سو، پانچ سو روپے تک ماہوار چندہ بھیجتے تھے۔ خدائی قدرت وہ بعض کام غلط کر بیٹھے (یعنی تجارتی لحاظ سے انہوں نے غلط کام کئے۔ اور جو فیصلے تھے وہ غلط کئے) اور اس وجہ سے ان کی تجارت بالکل تباہ ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام انہیں کے متعلق ہوا تھا کہ

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

جب یہ الہام ہوا تو پہلے مصرعہ کی طرف ہی خیال گیا اور ’’قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے‘‘ سے یہ سمجھا گیا کہ سیٹھ صاحب کا کاروبار پھر درست ہو جائے گا اور دوسرے مصرعہ ’بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے‘، کی طرف (کسی کا) ذہن نہ گیا کہ پہلے کام بنے گا اور پھر بگڑ بھی جائے گا۔ بلکہ اسے ایک عام اصول سمجھا گیا۔ سیٹھ صاحب کے کاروبار کو دھکا لگنے کے بعد دو تین سال حالت اچھی ہو گئی۔ (جب یہ الہام ہوا اس کے بعد کاروبار پھر چمک اٹھا۔ حالت اچھی ہو گئی) مگر پھر (دوبارہ) خراب ہو گئی اور یہاں تک حالت پہنچ گئی کہ بعض اوقات کھانے پینے کے لئے بھی ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب محبت کے رنگ میں ان کا ذکر کیا۔ فرمایا سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب کا اخلاص کتنا بڑھا ہوا تھا۔ پانچ سو روپے کی رقم تھی جو انہوں نے اس موقع پر بھیجی تھی۔ (کوئی رقم آئی تھی اس کو دیکھ کر ذکر ہوا تھا) کسی دوست نے ان کی مشکلات کو دیکھ کر دو تین ہزار روپیہ انہیں دیا کہ کوئی تجارتی کام شروع کر دیں یا برتنوں کی دکان کھول لیں۔ اس میں سے پانچ سو روپیہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھجوا دیا اور لکھا کہ مدت سے میں چندہ نہیں بھیج سکا۔ اب میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے ایک رقم بھجوائی ہے تو میں اس میں سے دین کے لئے کچھ نہ دوں۔ غرض خدمت دین کے لئے ان کا

اخلاص بہت بڑھا ہوا تھا۔‘‘ (خطبات محمود جلد3 صفحہ 542)

پھر ان کے بارے میں مزید ایک جگہ تفصیل بیان کرتے ہوئے کہ ان کو اپنی مالی قربانی کا درد کس قدر تھا یعنی کس قدر درد سے قربانی کیا کرتے تھے اور نہ کرنے پر کس قدر بے چین ہوتے تھے۔ ان کی کیا حالت ہوتی تھی؟ اور اس کا اظہار وہ دوسرے سے بھی کس طرح کیا کرتے تھے؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’جب ان کی مالی حالت بہت خراب ہوگئی جیسا کہ ذکر ہوا کہ بعض دفعہ کھانے کے پیسے نہیں ہوتے تھے اور بعض دوست ان کی مدد کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک غیر احمدی کا منی آرڈر آیا جس نے لکھا تھا کہ سیٹھ عبدالرحمٰن میرے بڑے دوست تھے مجھے ان پر بہت حسن ظنی ہے اور ان کو بزرگ سمجھتا ہوں اور ان کا عقیدت مند ہوں۔ (یہ غیر احمدی لکھتے ہیں کہ) ایک روز میں نے ان کو بہت افسردہ دیکھا (سیٹھ صاحب کو) اور اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ جب میرے پاس روپیہ تھا تو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دین کے لئے بھیجا کرتا تھا مگر اب نہیں بھیج سکتا۔ (یہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ) ان کی اس بات کا میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا اور میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کو دو یا تین سو روپیہ ماہوار بھیجا کروں گا۔ چنانچہ اس غیر احمدی نے آپ کو روپیہ بھیجنا شروع کر دیا۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ایک دفعہ سیٹھ صاحب کی طرف سے ایک منی آرڈر آیا جو شاید تین یا چار سو کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ منی آرڈر سیٹھ صاحب کا ہے ان کی مالی حالت تو بڑی خطرناک ہے۔ (پھر کس طرح بھیج دیا ہے؟) بعد میں ان کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مجھ پر کچھ قرض ہو گیا تھا جسے اتارنے کے لئے میں نے اپنے دوست سے کچھ روپیہ لیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کچھ آپ کو بھی بھیج دوں۔ چنانچہ کچھ تو قرض اتار دیا اور کچھ آپ کو بھیج رہا ہوں‘‘۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد23 صفحہ 402) تو یہ ان کا اخلاص اور وفا اور قربانی کا جذبہ تھا۔

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہ کس طرح آپ کے دعوے کے بعد کہ آپ مسیح موعود ہیں اور اس لحاظ سے نبی اور رسول بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کو یہ مقام ملا ہے، نہ کہ اپنی کسی قابلیت کی وجہ سے پھر بھی مسلمانوں کی اکثریت آپ کے خلاف ہوگئی۔ اب تک ہم یہی نظارہ دیکھتے ہیں۔ پھر حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ آپ نے تمام مذاہب کو جو چیلنج کیا تو اس کی وجہ سے عیسائی بھی اور ہندو بھی آپ کے خلاف ہوگئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تذلیل کی بڑی کوششیں کی گئیں۔ آپ پر مقدمات قائم کئے گئے حتی کہ متواتر تین ماہ تک عام سرکاری رخصتوں کے علاوہ برابر روزانہ کئی کئی گھنٹے آپ کو عدالت میں کھڑا رہنا پڑتا۔ ایک دن مجسٹریٹ نے اپنی دشمنی کی وجہ سے آپ کو پانی تک پینے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم آج ان باتوں کو بھول گئے ہیں مگر اس زمانے کے مخلصین کے لئے یہ ایک بہت بڑا ابتلاء تھا۔ وہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ سنتے تھے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور تیرے نہ ماننے والے دنیا میں ادنیٰ اقوام کی طرح رہ جائیں گے۔ مگر دوسری طرف دیکھتے تھے کہ ایک معمولی چار پانچ سو تنخواہ لینے والا ہندو مجسٹریٹ آپ کو کھڑا رکھتا ہے اور پانی تک پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ حتی کہ آپ کا کھڑے کھڑے سر چکرا جاتا اور پاؤں تھک جاتے۔ کمزور ایمان والے حیران ہوتے ہوں گے کہ کیا یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قدر وعدے ہیں۔ غرضیکہ یہ بھی ابتلاء تھے۔ بعض کے لئے اس لحاظ سے کہ یہ کتنی بیچارگی ہے اور بعض کے لئے اس لحاظ سے کہ وہ اپنے ایمان کا یہی اقتضاء سمجھتے تھے۔ ان کے ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ ایسے مخالفین کو مار ہی ڈالیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے وہ نظارہ یاد ہے جس دن ایک کیس کا فیصلہ سنایا جانا تھا کہ ہماری جماعت میں ایک دوست تھے جن کو پروفیسر کہا جاتا تھا۔ پہلے جب وہ احمدی نہیں تھے تو تاش وغیرہ کے کھیل بڑے اعلیٰ پیمانے پر کھیلا کرتے تھے یعنی جوأ کھیلتے تھے۔ اچھے ہوشیار آدمی تھے اور اسی طرح تاش کے کھیل سے چار پانچ سو روپیہ ماہوار کما لیتے تھے۔ مگر احمدی ہونے پر انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ (یہ بھی احمدیوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اگر پہلے جوأ کی عادت تھی تو احمدی ہونے پر یہ کام چھوڑ دیا) اور معمولی دکان کر لی تھی۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا اور اس وجہ سے غربت کو بڑے اخلاص سے برداشت کرتے تھے۔ ان کے اخلاص کی ایک مثال حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مَیں سناتا ہوں کہ ’’انہوں نے لاہور میں جا کر کوئی دکان کی۔ جو گاہک آتے انہیں تبلیغ کرتے ہوئے لڑ پڑتے۔ اگر گاہک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کوئی ایسی بات کر دیتا تو لڑ پڑتے۔ ایک دن خواجہ کمال الدین صاحب نے آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شکایت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت سے انہیں کہا کہ پروفیسر صاحب ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ نرمی اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کی یہی تعلیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھاتے جاتے تھے اور پروفیسر صاحب کا چہرہ سرخ ہوتا جاتا تھا۔ ادب کی وجہ سے وہ بیچ میں تو نہ بولے مگر سب کچھ سن کر یہ کہنے لگے کہ میں اس نصیحت کو نہیں مان سکتا۔ پھر کہنے لگے کہ آپ کے پیر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی ایک لفظ بھی کہے تو آپ مباہلے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور کتابیں لکھ دیتے ہیں مگر ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر کو اگر گالیاں دیں تو چپ رہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) بظاہر یہ بے ادبی تھی مگر اس سے ان کے عشق کا پتا ضرور لگ سکتا ہے۔ (بہرحال مقدمے کا ذکر ہو رہا تھا جس دن مجسٹریٹ نے فیصلہ سنانا تھا) جب فیصلہ سنانے کا وقت آیا تو لوگوں کو یقین تھا کہ مجسٹریٹ ضرور سزا دے دے گا اور بعید نہیں کہ قید کی ہی سزا دے۔ ادھر جو احمدی مخلصین تھے ان کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا کہ آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس دن عدالت کی طرف سے بھی زیادہ احتیاط کی گئی تھی۔ پہرہ بھی زیادہ تھا (یعنی پولیس بہت زیادہ تھی۔) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (عدالت کے) اندر تشریف لے گئے تو دوستوں نے پروفیسر صاحب کو باہر روک لیا کیونکہ ان کی طبیعت تیز تھی۔ پروفیسر صاحب نے ایک بڑا سا پتھر ایک درخت کے نیچے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک دیوانہ چیخ مارتا ہے زار زار روتے ہوئے دفعۃً وہ درخت کی طرف بھاگے اور وہاں سے پتھر اٹھا کر بے تحاشا عدالت کی طرف دوڑے اور اگر جماعت کے لوگ راستہ میں نہ روکتے تو وہ مجسٹریٹ کا سر پھوڑ دیتے۔ انہوں نے خیال کر لیا کہ مجسٹریٹ ضرور سزا دے دے گا اور اسی خیال کے اثر کے ماتحت وہ اسے مارنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد15 صفحہ 66-67)

پس ایسے حالات میں بعض لوگوں کے ایسے ردّ عمل ہوتے ہیں۔ کمزور ایمان والے مرتد ہو جاتے ہیں۔ (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی ہی حالت تھی) اور مخلصین کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے لیکن بہت زیادہ جذباتی رنگ رکھنے والے جیسا کہ پروفیسر صاحب تھے، تھوڑے سے جذباتی بھی اور غصیلے بھی اور وہ ایسی سوچ رکھنے والے خود بدلہ لینے کی بھی سوچ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تعلیم ہے اور تربیت ہے جو ہمارے لئے اسوہ ہے اور ایک لائحہ عمل ہے اسے ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ہمیشہ صبر اور حوصلے سے کام لینا ہے۔ آج بھی ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ انجام کار تو انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہونا ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور صبر اور دعا سے کام لینے والے انشاء اللہ اس کے نظارے بھی دیکھیں گے۔

بعض دنوں کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ کوئی دن اچھا ہے کوئی منحوس ہے۔ کسی دن سفر کرو کسی میں نہ کرو۔ بعض لوگ سوال کرتے رہتے ہیں، مجھ سے بھی پوچھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ بھی بعض دفعہ پیش کر دیا جاتا ہے یا حضرت امّاں جان کا حوالہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ حضرت امّاں جان کا حوالہ یہ تھا کہ حضرت مصلح موعود نے لکھا کہ منگل والے دن یا بعض اَور دنوں میں انہوں نے مجھے سفر کرنے سے روکا۔ ان کی کوئی خواب تھی یا وہم تھا تو وہ اس کا تقاضا تھا جس کی وجہ سے حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے۔ اصل میں تو دن کی کوئی اہمیت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بھی آپ نے اس کی ایک وضاحت فرمائی ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے کہا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے کسی دن کو منحوس کہا ہے۔ کہنے والے نے حضرت مصلح موعود کو کہا کہ ’’آپ ہی نے تو کسی تقریب میں کہا تھا کہ منگل کے دن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاید کوئی الہام ہوا تھا یا کوئی اور وجہ تھی کہ آپ اسے ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے تو ایک روایت کی تشریح کی تھی یہ تو نہیں کہا تھا کہ منگل کا دن منحوس ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایک ایسی روایت منسوب کی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے بتایا تھا کہ اگر اس روایت کو درست تسلیم کیا جائے کہ شاید منگل کے دن سے آپ کو اس لئے تخویف کرائی گئی ہو کہ آپ کی وفات منگل کے دن ہونے والی تھی۔ مگر بعض لوگوں نے اس مخصوص بات کو جو محض آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی وسیع کر کے اسے ایک قانون بنا لیا اور منگل کی نحوست کے قائل ہوگئے۔ حالانکہ جو چیز خدا کی طرف سے ہو اس کو نحوست قرار دینا بڑی بھاری نادانی ہوتی ہے۔ باقی رہی وہ روایت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے اگر وہ درست ہے تو اس نحوست سے مراد صرف وہ نحوست تھی کہ آپ کی وفات منگل کے دن ہونے والی تھی ورنہ جب خدا تعالیٰ نے خود تمام دنوں کو بابرکت کیا ہے اور تمام دنوں میں اپنی صفات کا اظہار کیا ہے تو اس کی موجودگی میں اگر کوئی روایت اس کے خلاف ہمارے سامنے آئے گی تو ہم کہیں گے کہ یہ روایت بیان کرنے والے کو غلطی لگی ہے۔ ہم ایسی روایت کو تسلیم نہیں کر سکتے اور یا پھر ہم یہ کہیں گے کہ ہر ایک انسان کو بشریت کی وجہ سے بعض دفعہ کسی بات میں وہم ہو جاتا ہے ممکن ہے کہ ایسا ہی کوئی وہم منگل کی کسی دہشت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہو گیا ہو۔ مگر ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ دن منحوس ہے۔ ہم اس روایت میں یا تو راوی کو جھوٹا کہیں گے یا پھر یہ کہیں گے کہ شاید بشریت کے تقاضے کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس دن کے بارے میں اپنے لئے بیان فرمایا۔ ورنہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں مسئلے کے طور پر یہی حقیقت ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے کہ سارے کے سارے دن بابرکت ہوتے ہیں مگر مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ایک ایک کر کے دنوں

کو منحوس کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کامل طور پر نحوست اور ادبار کے نیچے آ گئے۔

(ماخوذ از الفضل 21 ستمبر 1960ء صفحہ 2-3 جلد 49/14 نمبر 217)

بعض لوگ اپنی عاجزی میں ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے اور بعض اپنی نظریات کی سختی میں زیادہ شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ مزاج رکھنے والے دو اشخاص تھے جو اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک شخص حافظ محمد صاحب پشاور کے رہنے والے تھے۔ قرآن کریم کے حافظ تھے اور سخت جوشیلے احمدی تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اہلحدیث میں رہ چکے تھے کیونکہ ان کے خیالات میں بہت زیادہ سختی پائی جاتی تھی۔ وہ ایک دفعہ جلسے پر آئے ہوئے تھے اور قادیان سے واپس جا رہے تھے کہ راستے میں خدا تعالیٰ کی خشیت کے بارے میں باتیں شروع ہو گئیں۔ کسی شخص نے کہا کہ اللہ کی شان تو بہت بڑی ہے۔ ہم لوگ تو بالکل ذلیل اور حقیر ہیں۔ پتا نہیں کہ خدا ہماری نماز بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ ہمارے روزے بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ ہماری زکوٰۃ اور حج بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اس پر ایک دوسرا شخص بولا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔ میں تو کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ میں مومن بھی ہوں یا نہیں۔ پشاور کے رہنے والے یہ حافظ محمد صاحب ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ باتیں سنتے ہی اس شخص سے مخاطب ہوئے جس نے یہ کہا تھا پتا نہیں میں مومن بھی ہوں یا نہیں۔ اور کہنے لگے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ کیا یہ سمجھتے ہو کہ تم مومن ہو یا نہیں۔ اس نے کہا میں تو یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں مومن ہوں یا نہیں۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو میں نے آج سے تمہارے پیچھے نماز ہی نہیں پڑھنی۔ باقیوں نے کہا کہ حافظ صاحب اس کی بات ٹھیک ہے ایمان کا مقام تو بہت بلند ہے۔ کہنے لگے اچھا پھر آج سے تم سب کے پیچھے میری نماز بند۔ جب تم اپنے آپ کو مومن ہی نہیں سمجھتے تو تمہارے پیچھے نماز کس طرح ہو سکتی ہے۔ غرض دوست پشاور پہنچے اور حافظ صاحب نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم تو اپنے آپ کو مومن ہی نہیں سمجھتے۔ میں تمہارے پیچھے نماز کس طرح پڑھوں۔ آخر جب فساد زیادہ بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ صاحب ٹھیک کہتے ہیں (جو انہوں نے کہا تھا کہ تم کہتے ہو میں مومن نہیں)۔ مگر صرف یہی نہیں کہ ٹھیک کہتے ہیں تو نماز نہیں پڑھنی۔ فرمایا مگر یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی ہی چھوڑ دی کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا تھا لیکن بات ٹھیک ہے۔ ہماری جماعت کے دوستوں کا فرض تھا کہ وہ اپنے آپ پر حسن ظنی کرتے۔ جہاں تک کوشش کا سوال ہے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی کوشش جاری رکھے اور نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرے۔ (حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا) مگر یہ کہ مومن ہونے سے انکار کر دے یہ غلط طریق ہے۔“ (تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 144-145)

آجکل گرمیوں میں تو یورپ میں ننگ ہی ننگ نظر آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو لباس کو زینت بھی قرار دیا ہے اور ہم آجکل معاشرے میں دیکھتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا عریانی کو ہی فیشن سمجھ لیا گیا ہے۔ اب انتہا یہاں تک ہو گئی ہے کہ گزشتہ دنوں یہ خبر تھی کہ کسی جگہ مسلمان لڑکیوں کا گروپ سائیکل چلا رہا تھا۔ سائیکل چلاتے ہوئے گرمی محسوس کی تو انہوں نے کپڑے ہی اتار دیئے۔ گویا اب وہ زمانہ بھی آ گیا ہے جب جسم کے بعض حصے اخلاقاً اور طبعاً ننگے رکھنا مسلمانوں کے لئے بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ کیا کبھی تو وہ زمانہ تھا کہ کم از کم اور خاص طور پر مسلمانوں میں اخلاقاً اور طبعاً ایک بہت بڑا طبقہ اس چیز کو معیوب سمجھتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو شاید عریانی آج کی نسبت ستر فیصد، اسّی فیصد سے بھی کم ہو گی۔ لیکن اس وقت کے ایک مصور تصویریں بناتا تھا، پینٹنگ کرتا تھا اس کا بیان حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ ایک مشہور انگریز مصوّر نے مضمون لکھا ہے جس میں اس نے عورتوں کو مخاطب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کی عورتوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ ننگا کرتی چلی جاتی ہیں۔ بہرحال وہ مشہور مصور لکھتا ہے کہ میں ایک مصور کی حیثیت سے عورتوں اور مردوں کے ننگے جسم دیکھنے کا اس قدر عادی ہوں کہ کسی دوسرے کو اس قدر دیکھنے کا کم موقع ملتا ہے۔ اس لئے میں ایک ماہر فن کی حیثیت سے مشورہ دیتا ہوں کہ ننگا جسم خوبصورتی پیدا نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات ایسی عورت مرد کی نگاہ میں بدصورت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے عورتیں اگر اپنے جسموں کو اس لئے ننگا رکھتی ہیں کہ حسن کی تعریف ہو تو بعض دفعہ تعریف کے بجائے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ ایک ماہر فن کی رائے ہے جو یورپ کا رہنے والا ہے اور یہ رائے جو ہے بڑی وزن دار ہے اور بڑی معقول ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 152-153)

اسی طرح مرد بھی اپنے عجیب وغریب حلیے بنا لیتے ہیں اور لباس پہنتے ہیں جن سے ان کا وقار بھی ضائع ہوتا ہے اور بدصورتی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ لیکن آجکل تو آزادی کے نام پر چار آدمی اگر جمع ہو کر کوئی اظہار کر دیں تو اس بیہودہ اظہار کو اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے معاشرہ مجموعی طور سے بداخلاق اور گراوٹ کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آج سے ستر برس پہلے یا اسّی برس پہلے یہ ایک مصوّر کا حق کا اظہار تھا۔ آج کا مصوّر بھی شاید اپنے اس اظہار کا اظہار نہ کر سکے۔ ایماندارانہ رائے اور مشورہ نہ دے اور نہ کہ مصور بلکہ کسی میں بھی جرأت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اخلاقی طور پر انحطاط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ خوبصورتی کی پہچان عریانی بنتی جا رہی ہے۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ خوبصورتی کی پہچان عریانی یا ظاہری حالت نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہے۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ کی ایک بحث کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ کے درمیان آپس میں اس بات پر بحث چھڑ گئی۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے تھے کہ خوبصورتی کا پہچاننا آسان نہیں ہے۔ ہر شخص کی نگاہ حسن کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتی۔ یہ صرف طبیب ہی پہچان سکتا ہے کہ کون خوبصورت ہے اور کون بدصورت۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے تھے کہ یہ کون سی مشکل بات ہے۔ ہر آنکھ انسانی خوبصورتی کو پہچان سکتی ہے۔ ظاہری طور پر جب دیکھ لو تو پہچان سکتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول کا نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ بیشک ہر نگاہ حسن کو اپنے طور پر پہچان لیتی ہے مگر اس شناخت میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور طبیب ہی سمجھ سکتا ہے کہ کون واقعہ میں خوبصورت ہے اور کون محض اوپر سے خوبصورت نظر آ رہا ہے۔ اسی گفتگو میں حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ کیا آپ کے نزدیک یہاں کوئی مرد خوبصورت بھی ہے۔ انہوں نے (مولوی عبدالکریم صاحب نے) ایک نوجوان کا نام لیا جو اتفاقاً اس وقت سامنے آ گیا جب وہ بحث ہو رہی تھی۔ کہنے لگے میرے خیال میں یہ خوبصورت ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ آپ کی نگاہ میں تو یہ خوبصورت ہے مگر دراصل اس کی ہڈیوں میں نقص ہے۔ شکل دیکھ کے پہچان لیا۔ پھر آپ نے (حضرت خلیفہ اوّل نے) اسے قریب بلایا اور فرمایا میاں ذرا قمیص تو اٹھانا۔ اس نے قمیص جو اٹھائی تو ٹیڑھی ہڈیوں کی ایک ایسی بھیانک شکل نظر آئی کہ مولوی عبدالکریم صاحب کہنے لگے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا کہ اس کے جسم کی بناوٹ میں یہ نقص ہے۔ میں تو اس کا چہرہ دیکھ کر اسے خوبصورت سمجھتا تھا۔“

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 154-155)

پس ظاہری حسن بعض دفعہ نظر آتا ہے جو اندر سے حسن نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے اگر بعض برائیوں کو ڈھانپنے کے لئے لباس کا حکم دیا ہے تو وہ اس لئے کہ کچھ نہ کچھ انسان کی زینت بنی رہے۔ اور انسان اسی سے دُور ہٹتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جن کا سحری کے اوقات کے بارے میں اپنا ایک نظریہ تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی کس طرح رہنمائی فرمائی وہ بھی عجیب ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”ہماری جماعت میں ایک شخص ہوا کرتے تھے جسے لوگ فلاسفر کہتے تھے۔ اب وہ فوت ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ (فرماتے ہیں کہ) اسے بات بات میں لطیفے سوجھتے تھے جن میں سے بعض بڑے اچھے ہوا کرتے تھے۔ فلاسفر اسے اس لئے کہتے تھے کہ وہ ہر بات میں ایک نیا نکتہ نکال لیتا تھا۔ ایک دفعہ روزوں کا ذکر چل پڑا۔ کہنے لگا کہ انہوں نے (یعنی مولویوں نے یا فقہ کے ماہرین نے) یہ محض ایک ڈھونگ رچایا ہوا ہے کہ سحری ذرا دیر سے کھاؤ تو روزہ نہیں ہوتا۔ بھلا جس نے بارہ گھنٹے فاقہ کیا اس نے پانچ منٹ بعد سحری کھا لی تو کیا حرج ہوا۔ مولوی جھٹ سے فتویٰ دیتے ہیں کہ اس کا روزہ ضائع ہو گیا۔ غرض اس نے اس پر خوب بحث کی۔ صبح وہ گھبرایا ہوا حضرت خلیفہ اوّل کے پاس آیا۔ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے) مگر چونکہ حضرت خلیفہ اوّل ہی درس وغیرہ دیا کرتے تھے اس لئے آپ کی مجلس میں بھی لوگ کثرت سے آ جایا کرتے تھے۔ آتے ہی کہنے لگا کہ آج رات تو مجھے بڑی ڈانٹ پڑی۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ رات کو میں بحث کرتا رہا کہ مولویوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے کہ روزہ دار ذرا سحری دیر سے کھائے تو اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ میں کہتا تھا کہ جس شخص نے بارہ گھنٹے یا چودہ گھنٹے فاقہ کیا ہو وہ اگر پانچ منٹ دیر سے سحری کھاتا ہے تو کیا حرج ہے۔ اس بحث کے بعد میں سو گیا تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم نے تانی لگائی ہوئی ہے۔ فلاسفر جولاہا تھا۔ اس لئے خواب میں بھی اسے اپنے پیشہ کے مطابق یاد آئی۔ رسّی، دھاگہ جو کپڑا بنانے کے لئے کھینچتے ہیں تو کہتے ہیں) دونوں طرف میں نے کیلے گاڑ دیئے اور تانی کو پہلے ایک کیلے سے باندھا اور پھر میں اسے دوسرے کیلے سے باندھنے کے لئے لے چلا۔ جب کیلے کے قریب پہنچا تو دو انگلی ورے سے تانی ختم ہو گئی۔ میں بار بار کھینچتا کہ کسی طرح اسے کیلے سے باندھ لوں مگر کامیاب نہ ہو سکا اور میں نے سمجھا کہ میرا سارا سوت مٹی میں گر کر تباہ ہو گیا۔ چنانچہ میں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ میری مدد کے لئے آؤ۔ دو انگلیوں کی خاطر میری تانی چلی۔ (وہ دھاگہ جو تھا خراب ہو رہا ہے۔) اور یہی شور مچاتے مچاتے میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں جاگا تو میں سمجھا کہ اس رؤیا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے مسئلہ سمجھایا ہے کہ دو انگلیوں جتنا فاصلہ رہ جانے سے اگر تانی خراب ہو جاتی ہے تو روزے میں تو پانچ منٹ کا فاصلہ کہہ رہے ہو۔ اس کے ہوتے ہوئے کس طرح روزہ قائم رہ سکتا ہے“۔

(تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 177-178)

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اس نے کہیں نہ کہیں اپنا تعلق جوڑنا ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مصلح موعود اس طرح فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک مجلس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ کیا کسی نے گندم کی روٹی کھائی ہے؟ ان دنوں لوگ زیادہ تر باجرہ، جوار اور جَو کھاتے تھے۔ گندم شاذ ہی ملتی تھی اور اگر پتا لگ جاتا کہ کسی کے پاس گندم ہے تو سِکھ اس سے چھین لیتے۔ تمام لوگوں نے کہا کہ ہم نے گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ صرف ایک شخص نے کہا کہ گندم کی روٹی بڑی مزیدار ہوتی ہے۔ دوسروں نے پوچھا کیا تم نے گندم کی روٹی کھائی ہے؟ اس نے کہا میں نے کھائی تو نہیں لیکن گندم کی روٹی ایک شخص کو کھاتے دیکھا ہے۔ کھانے والے چٹخارے لے لے کر کھاتا ہے جس سے میں سمجھا کہ گندم کی روٹی بڑی مزیدار ہوتی ہے۔ (الفضل 17 فروری 1955ء صفحہ 3 جلد 44/9 نمبر 41) (تو ابھی تو یہ ذکر فرما رہے ہیں کہ کھانے کا بعض لوگوں کو بڑا شوق ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ) بعض لوگ مرغا کھانے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی میرے بچپن کے دوست ہیں۔ انہیں مرغے کی ٹانگ بڑی پسند تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بڑی پسند تھی۔ اور ایک دوست جو فوت ہو گئے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر کسی کو ساری عمر مرغے کی ٹانگ ملتی رہے تو اسے اور کیا چاہئے۔ لیکن (بہرحال حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے پسند نہیں (اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ دانتوں میں کوئی تکلیف تھی۔ فرمایا کہ) بہرحال بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو لوگوں کو بہت مرغوب ہوتی ہیں اگر وہ چیزیں انہیں مل جائیں تو وہ بڑے خوش قسمت ہیں۔ لیکن وہ چیزیں بہت ادنیٰ اور معمولی ہوتی ہیں اور پھر ان چیزوں کے حصول کے لئے بھی اَور ہزاروں چیزوں کی احتیاج انسان کو باقی رہتی ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر خدا تعالیٰ پر ہمیں یقین ہو اور اگر خدا تعالیٰ ہمیں مل سکتا ہو تو پھر قطعی اور یقینی طور پر انسان کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔

(ماخوذ از تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 127)

خدا تعالیٰ کے ملنے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر کسی صوفی کا قول پنجابی میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ یا تُو کسی کے دامن سے چمٹ جا یا کوئی دامن تجھے ڈھانپ لے۔ یعنی اس دنیا کی زندگی ایسی طرز پر ہے کہ اس میں سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں کہ یا تو تم کسی کے بن جاؤ یا کوئی تمہارا بن جائے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی ”طِیْن“ سے پیدا کرنے کا مفہوم ہے (کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے جس میں وہ اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے۔) یعنی انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ یا تو وہ کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے یا کسی کو اپنا بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ دیکھ لو بچہ ابھی پوری طرح ہوش بھی نہیں سنبھالتا کہ کسی کے ہو جانے کا شوق اس کے دل میں گدگدیاں پیدا کرنے لگتا ہے۔ بلوغت تو کئی سالوں کے بعد آتی ہے لیکن چھوٹی عمر میں ہی لڑکیوں کو دیکھ لو وہ کھیلتی ہیں تو کہتی ہیں کہ میرا گڈا میری گڑیا، تیری گڑیا۔ پھر ان کا آپس میں تعلق، ہمارے معاشرے میں گڈا گڈی کا بیاہ بھی بچے کرتے ہیں۔ پھر وہ لڑکیاں ماؤں کی نقل کر کے گڑیوں کو اپنی گود میں اٹھائے پھرتی ہیں۔ انہیں پیار کرتی ہیں جس طرح مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں اور جس طرح وہ ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہیں تو یہ تو ہر معاشرے میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ ان کا دل چاہتا ہے کہ ہم کسی کی ہو جائیں یا کوئی ہمارا ہو جائے۔ اسی طرح لڑکوں کو دیکھ لو۔ جب تک ان کا بیاہ نہیں ہوتا ہر وقت ماں کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔ بیاہ ہو جاتا ہے تو پھر بیوی۔ تو اللہ تعالیٰ اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَلَقٍ۔ کہ انسان کی فطرت میں ہم نے یہ مادہ رکھا ہے کہ وہ کسی نہ کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ (ماخوذ از تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 136-137) اس کے بغیر اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی اور سب سے بہترین طریقہ کسی کا ہونے کا یہ ہے جس سے دین و دنیا دونوں ملتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اور اس کے لئے کوشش کرے۔ پھر حضرت مصلح موعود عشق کے معیار اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گو مثال تو ایک پاگل کی ہے پھر ایسے پاگل کی جو اَب فوت ہو چکا ہے اور گو وہ ایک ایسے پاگل کی مثال ہے جو میرا استاد بھی تھا مگر بہرحال اس سے عشق کی حالت نہایت واضح ہو جاتی ہے۔ ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے بعد میں وہ نبوت کے مدعی بھی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجے میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آ گیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے تو یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔ پھر ان کا یہ جنون یہاں تک بڑھ گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قریب ہونے کی خواہش میں بعض دفعہ ایسی حرکات بھی کر بیٹھتے جو ناجائز اور نادرست ہوتیں۔ مثلاً وہ نماز میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس حالت کو دیکھ کر بعض آدمی مقرر کئے ہوئے تھے تا کہ جن ایام میں انہیں دورہ ہو وہ خیال رکھیں کہ کہیں وہ آپ کے پیچھے آ کر نہ بیٹھ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب آپ گفتگو فرماتے یا لیکچر دیتے تو اپنے ہاتھ کو رانوں کی طرف اس طرح لاتے جس طرح کوئی آہستہ سے ہاتھ مارتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اس طرح ہاتھ ہلاتے تو مولوی یار محمد صاحب محبت کے جوش میں فوراً کود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچ جاتے۔ اور جب کسی نے پوچھنا کہ مولوی صاحب یہ کیا؟ (آپ نے یہ کیا کیا؟) تو وہ کہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اشارہ سے بلایا تھا“۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 531-532)۔ تو حضرت مصلح موعود نے یہ مثال دے کر فرمایا کہ یہ دیوانگی اور عشق کی حالت ہے کہ جب نہیں بھی توجہ دی جا رہی (تو ایک انسان جو جنونی ہو جاتا ہے وہ) تب بھی محبوب کے غیر ارادی طور پر ہلنے والے ہاتھ کو اپنے قریب بلانے کا اشارہ سمجھتا ہے۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اس کی طرف سے واضح اعلان کے باوجود کہ نماز کی طرف آؤ اور فلاح کی طرف آؤ نہ نمازوں کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں نہ جمعوں پر بڑے اہتمام سے باقاعدگی سے جاتے ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 531-532)

پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے واضح بلاوے پر لبّیک کہتے ہوئے اس مجذوب یا عاشق کی طرح پھلانگ کر آگے آنا چاہئے اور مسجدوں کو آباد کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ ابھی تو چُھٹیاں ہیں بچے بھی اپنے ماں باپ کو لے آتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر آہستہ آہستہ حاضری کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے یاد دہانی بھی کروا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نمازوں کی حفاظت اور ادائیگی کے حق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرماتا رہے۔

قرآن کریم کو چھوڑنے کا نتیجہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ تباہی جو عملی اور اعتقادی لحاظ سے مسلمانوں پر آئی اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیا۔ اگر وہ قرآن کریم پر عمل کرتے تو جس طرح صحابہؓ ساری دنیا پر غالب آ گئے تھے اسی طرح وہ بھی غالب آ جاتے اور کفر اور شیطنت کا نشان تک دنیا سے مٹ جاتا۔ **مَیں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو بھی بار ہا توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم کے درس کا باقاعدہ انتظام کریں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک جماعتوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی** حالانکہ قرآن کریم اپنے اندر اتنی برکات رکھتا ہے کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اے میرے خدا مجھے اپنی قوم کے افراد پر انتہائی افسوس ہے کہ مَیں نے تیرا محبت بھرا پیغام اُن تک پہنچایا مگر بجائے اس کے کہ وہ تیرے پیغام کو سن کر شادی مرگ ہو جاتے، بجائے اس کے کہ وہ اسے سن کر ممنون ہوتے، بجائے اس کے کہ اسے سن کر ان کے جسم کا ہر ذرّہ اور ان کے دل کی ہر تار کانپنے لگ جاتی، بجائے اس کے کہ وہ اس مژدۂ جانفزا کو سن کر عقیدت اور اخلاص سے اپنے سر جھکا دیتے اِتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان: 31) انہوں نے تیرے پیغام کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور کہا کہ جاؤ ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بیشک اندھی دنیا خدا تعالیٰ کے پیغام کے ساتھ یہی سلوک کرتی چلی آئی ہے مگر وہ دنیا جو یہ جانتی نہیں کہ خدا تعالیٰ کیا ہے اور اس کا رسول کتنی بڑی شان رکھتا ہے وہ جو کچھ کرتی ہے اسے کرنے دو۔ **میں اس مومن سے پوچھتا ہوں جو کہتا ہے کہ خدا ہے، جو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی کیا عظمت ہے، جو سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا بندے کو مخاطب کرنا خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ایک عظیم الشان انعام ہے کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتا اور پھر اس کا جواب نہیں دیتا اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس کے دل میں کوئی ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔** حالانکہ بسم اللہ کی ب سے لے کر والنّاس کے س تک قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ، اس کا ایک ایک لفظ اور اس کا ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے سلام کا پیغام لے کر آیا ہے اور اپنے اندر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اگر اب بھی مسلمان خدا تعالیٰ کے پیغام کے جواب کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کی اطاعت کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیں تو یقیناً اُن کی دنیا بدل سکتی ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 484-485)

بقیہ:۔ **خلافتِ حقّہ**......از صفحہ نمبر 13

سرکش آدمی ہے۔......اور اس جگہ ہم مکرراً یہ بھی ظاہر کرتے **ہیں کہ یہ باتیں ایسی نہیں ہیں جن کا ثبوت دینے سے یہ خاکسار عاجز ہو یا جن کے ثبوت میں اپنے ہی ہم مذہبوں کو پیش کیا جائے بلکہ یہ وہ بدیہی الصدق باتیں ہیں جن کی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہیں اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت دے سکتے ہیں جو ہمارے دینی دشمن ہیں** اور یہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی الحقیقت راہ راست کے خواہاں اور جویاں ہیں ان پر بکمال انکشاف ظاہر ہوجائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام میں محدود اور محصور ہیں اور تا جو اس زمانہ کے ملحد ذرّیت ہے اس پر خدائے تعالیٰ کی حجت قاطعہ اتمام کو پہنچے اور تا ان لوگوں کی فطرتی شیطنت ہر یک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکھ کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ سے انکار کرکے اس عالی جناب کی شان کی نسبت پر خبث کلمات مونہہ پر لاتے ہیں اور اس افضل البشر پر ناحق کی تہمتیں لگاتے ہیں اور بباعث غایت درجہ کی کور باطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اس بات سے بے خبر ہو رہے ہیں کہ **دنیا میں وہی ایک کامل انسان آیا ہے جس کا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعیں ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہے گا۔** اور تا ان تحریراتِ حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفوں کے اقرار سے ظاہر ہوجائے اور تا جو شخص سچی طلب رکھتا ہو اس کے لئے ثبوت کا راستہ کھل جائے اور جو اپنے میں کچھ دماغ رکھتا ہو اس کی دماغ شکنی ہوجائے اور نیز ان کشوف اور الہامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اس سے مومنوں کی قوّت ایمانی بڑھے اور ان کے دلوں کو تثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اس حقیقت حقہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں **کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے** اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور پھر غیر مذہب والوں کی شہادتوں سے اس کے ثابت کرنے پر یہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کے لئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے اور جو سفلہ اور ناخداترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ اور مکابرہ مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ ان کا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگوں پر ثابت اور آشکار ہوتا رہے اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آج کل چل رہی ہے اس کی زہر سے زمانہ حال کے طالب حق اور نیز آئندہ کی نسلیں محفوظ رہیں کیونکہ ان الہامات میں ایسی بہت سی باتیں آئیں گی جن کا ظہور آئندہ زمانوں پر موقوف ہے۔ پس جب یہ زمانہ گزر جائے گا اور ایک نئی دنیا نقاب پوشیدگی سے اپنا چہرہ دکھائے گی اور ان باتوں کی صداقت کو جو اس کتاب میں درج ہے بچشم خود دیکھے گی تو اُن کی تقویت ایمان کے لئے یہ پیشین گوئیاں بہت فائدہ دیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 558-528۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

....

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ جن تاثیرات فرقانیہ کا آپ نے ذکر فرمایا ہے وہ آپ کے وجود میں نمایاں تھیں۔ اور نہ صرف یہ کہ آپ نے اپنے وجود کو قرآنی صداقتوں اور اس کی برکتوں کے گواہ کے طور پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا بلکہ اس کثرت سے ان برکات و تاثیرات قرآنیہ کا ظہور آپ کے ذریعہ سے ہوا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد نے آپ کی زندگی میں ان کی حقانیت پر گواہی دی اور آپ کے سچے متبعین ان برکات سے خود بھی مستفیض ہوئے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

قرآن مجید کی روحانی تاثیرات، برکات کا یہ سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ جیسا کہ پہلے سے بشارات دی گئی تھیں آپ کے بعد خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی صورت میں یہ تمام تاثیرات و برکاتِ قرآن آج بھی مشاہدہ کی جا سکتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا اقتباس میں جن علاماتِ متبعین قرآن اور مقربین الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے وہ تمام علامات خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں پر بڑی شان سے منطبق ہوتی نظر آتی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے حقائق و معارف قرآنی کا بیان، ان کے نورانی وجودوں میں غیر معمولی مقناطیسی کشش اور قرآنی اخلاق کا بلند پایہ اظہار، ان کی محبت الٰہی، ان کا عجز و انکسار اور ان کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے لاتعداد نشانات کا مسلسل اور متواتر ظہور اور ان کی مبارک صحبتوں اور روحانی توجہات اور دعاؤں کے نتیجہ میں لکھوکھہا افراد کا ان تاثیرات فرقانی اور برکات روحانی سے اپنی اپنی استعداد اور توفیق کے مطابق فیضیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اور فدائیت میں آگے بڑھتے چلے جانا اور اس کی تائیدوں سے حصّہ پانا، یہ تمام امور ثابت کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء کرام ہی وہ اَلْمُطَھَّرُوْن اور سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ہیں جو نہ صرف یہ کہ اپنے وجودوں کے ذریعہ قرآنی تاثیرات و برکات کو دنیا پر ثابت کرنے والے ہیں بلکہ اپنے ساتھ مخلص و وفادار اور تقویٰ شعار متبعین کی ایک ایسی جماعت رکھتے ہیں جو ان کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اور برکات و تاثیرات قرآنی سے حصّہ پاتے ہوئے قرآنی عظمتوں کو دنیا پر ظاہر کرنے والی ہے۔

حضور علیہ السلام کے اس مذکورہ بالا اقتباس سے ہم احمدیوں کو یہ رہنمائی اور نصیحت اور پیغام بھی ملتا ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ کس حد تک ہم قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں ڈھال کر ان تاثیرات و برکات قرآنیہ روحانیہ کا فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ اور پھر اتّباع قرآن کریم کے اپنے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے چلے جائیں۔ یہی وہ امور ہیں جن کی طرف ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے بار بار توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور اس کے لئے علمی و عملی رہنمائی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو خلافت حقّہ سے کامل خلوص و وفا اور حقیقی تقویٰ کے ساتھ وابستہ رکھتے ہوئے اور ان کی ہدایات و رہنمائی کے مطابق صحیح معنوں میں اتّباعِ قرآن کریم کی توفیق بخشے اور ہم قرآن مجید کی برکات و تاثیرات روحانیہ کو زیادہ سے زیادہ اپنے عملی نمونہ سے ظاہر کرنے والے ہوں۔ آمین۔

..............................(باقی آئندہ)

پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

رہبر کے لیے دوستو رستے کو سجا دو
اور دیدہ و دل اپنے بصد عجز بچھا دو
اس رہ میں اَنا کی سبھی دیواریں گرا دو
ہے اس میں فضیلت سرِ تسلیم جھکا دو
ہے جائے ادب دوستو دربارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

بجھنے کو ابھی شمعِ ہدایت تھی سرِ شام
ایک اُٹّھا پہلوان خدا کا وہ لیے نام
تکمیلِ اشاعت کا جسے سونپا گیا کام
لایا وہ ثریّا سے اور ایمان کِیا عام
جو کام نبوّت کا وہی کارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

مامور جسے کرتا ہے ، دیتا ہے سکینت
غیّور خدا رکھتا ہے پھر اُس کے لیے غیرت
جب بوجھ اُٹھانے کی بشر پائے نہ طاقت
سر گود میں رکھتا ہے بندھاتا ہے وہ ہمّت
دنیا میں وُہی واقفِ اسرارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

خوف امن میں ہر بار بدلتے ہوئے دیکھا
ہر غم کی سیہ رات کو ڈھلتے ہوئے دیکھا
اور کتنی ہی آفات کو ٹلتے ہوئے دیکھا
ظلمت کو اسی نور سے چھٹتے ہوئے دیکھا
وابستہ اسی ذات سے انوارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

جس شخص کے ہر کام میں تائید خدا کی
ہر حال میں اُس نے بھی ہے مولا سے وفا کی
بات اُس کی فصاحت کی ہو ، یا اُس کی دُعا کی
یا اُس کے تبسّم کی ہو ، یا اُس کی حیا کی
اک ایک ادا اُس کی ہے شہکارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

یوں خدمتِ ملّت بہ دل و جان کرے ہے
ہر لمحہ وہ اس قوم پہ احسان کرے ہے
کام اتنا کوئی دنیا میں انسان کرے ہے؟
ہاں مولا ہے جو کام سب آسان کرے ہے
جز اُس کے اٹھاتا ہے کوئی بارِ خلافت؟
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

فاروق محمود (لندن)

تُو ہماری رضا کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنے پر تیار ہو گیا۔ ہم اس کے عوض میں تجھے اتنی اولاد عطا فرمائیں گے کہ زمین پر ریت کے ذرّے اور آسمان پر ستارے گنے جائیں گے مگر تیری نسل نہیں گنی جائے گی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی مرحوم کی ایک کتاب ’ہمارا آقا‘ سے ایک حصّہ ہدیۂ قارئین ہے۔ کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کی یہ کاوش بہت ہی پیاری اور نہایت قابلِ تحسین ہے۔ زبان سلیس اور پاکیزہ، طرزِ بیان اچھوتا، زندگی کی ایک ایک منزل کو علیحدہ علیحدہ چھوٹے چھوٹے ابواب میں نکھار کر پیش کیا ہے۔ تحقیق گہری ہے اور ہر بات ثقہ، ایک عالم کے لئے بھی اس کا مطالعہ مفید ہے اور جاہل کے لئے بھی۔ بڑوں کے لئے بھی اور چھوٹوں کے لئے بھی خصوصًا بچوں کی تربیت اور ان کے دلوں میں اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنے کے لئے یہ کتاب نہایت ہی مفید ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا ایک ایک لفظ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گُندھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم شیخ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(1) سخت امتحان

آج سے چار ہزار برس پہلے دنیا میں ایک عجیب واقعہ رُونما ہوا۔ برّ اعظم ایشیا کے شمال مغربی کونے پر ایک مُلک ہے جسے شام کہتے ہیں۔ اُس میں خدا کے ایک بہت بڑے پیغمبر رہا کرتے تھے، جن کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے مگر اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس پر اُنہوں نے خُدا سے گڑگڑا کر فرزند کے لئے دعا مانگی۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا سن لی اور چھیاسی برس کی عمر میں اُن کے ہاں ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹے کا نام انہوں نے اسمٰعیل رکھا جس کے معنی ہیں خدا نے (دعا) سُن لی۔ مگر اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد خدا نے اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سخت امتحان لینا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ ابراہیم! جاؤ بچے اور اُس کی ماں کو عرب کے لق ودق ریگستان میں چھوڑ آؤ۔

بڑے ارمانوں اور دعاؤں کے بعد بڑھاپے میں اولاد پیدا ہوئی تھی۔ اُسے ایک ویرانے میں چھوڑ آنے کے معنی یہ تھے کہ وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے۔

بیوی بادشاہ مصر کی لڑکی تھی۔ نہایت ناز ونعمت سے محلوں میں پلی ہوئی۔ اُسے سنسان بیابان میں تنہا چھوڑ دینے کا مطلب یہ تھا کہ دو ہی دنوں میں اُس کا خاتمہ ہو جائے۔

اگرچہ یہ خطرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں گزرے مگر بیٹے کی محبت اور بیوی کی اُلفت پر خُدا کا عشق غالب آیا۔ پانی کا ایک مشکیزہ اور کچھ کھجوریں ساتھ لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ شہزادی ہاجرہ اپنے معصوم بچے کو چھاتی سے چمٹائے ساتھ تھی۔ چلتے چلتے جب یہ چھوٹا سا قافلہ اُس ویران وادی میں پہنچا جہاں آج شہر مکّہ آباد ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ٹھہر گئے۔ مشکیزہ کو زمین پر رکھا۔ کھجوروں کی تھیلی بیوی کے ہاتھ میں دی۔ ننھے بچے کو آبدیدہ آنکھوں سے پیار کیا اور واپس مُڑ گئے۔

بیوی چلّائی اور درد بھرے الفاظ میں کہنے لگی:۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اور ہمیں کس پر چھوڑ چلے؟ تھوڑی دیر میں کوئی بھیڑیا آئے گا اور ہم دونوں کو پھاڑ کھائے گا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ تو پیچھے مُڑ کر دیکھا اور نہ بات کا جواب دیا۔ مایوس ہو کر شہزادی نے پکار کر کہا:۔ اچھا اگر جاتے ہو تو جاؤ مگر اتنا تو بتاتے جاؤ کیا تم ہمیں یہاں خدا کے حکم سے چھوڑے جا رہے ہو یا کسی خفگی کی وجہ سے؟ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں اور آواز شدّتِ غم سے بیٹھ گئی تھی۔ بول تو نہ سکے، مگر اشارے سے کہا:۔ ہاں! اس پر شہزادی بولی:۔ پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ جاؤ شوق سے جاؤ!

یہی شہزادی میرے آقا (علیہ السلام) کی جدّہ ماجدہ تھی، جن کا نام ہاجرہ تھا۔

(2) بے قرار ماں

شوہر کے چلے جانے کے بعد بے کس شہزادی نے سوچنا شروع کیا کہ اس کُھلے آسمان کے نیچے اور اس چٹیل زمین کے اُوپر اس معصوم جان کے ساتھ زندگی کس طرح کٹے گی؟ یہاں نہ کوئی درخت نظر آتا ہے جس کے سایہ میں کچھ دیر بیٹھ جاؤں۔ نہ گھاس پھونس کا کہیں پتہ ہے جس کی جھونپڑی بنا کر اپنے لال کو دُھوپ سے بچاؤں۔ اُس نے حسرت کے ساتھ اردگرد کی خشک پہاڑیوں کو دیکھا اور خاموش ہو گئی۔

شہزادی نے اپنے لختِ جگر کو جو شاہِ مصر کا نواسہ اور پیغمبرِ شام کا بیٹا تھا۔ پتھریلی زمین پر لٹا دیا۔ نیچے نہ کوئی بوریا تھا نہ کپڑا۔ اور سوچنے لگی، اب کیا ہو گا؟ تین چار دن کے بعد جب مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا تو ننھا معصوم مارے پیاس کے زمین پر تڑپنے لگا۔ اُس کے ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئیں۔ اور شدّتِ پیاس سے اُس کی زبان باہر نکلنے لگی۔ ماں کا دل اس دردناک نظّارہ سے پاش پاش ہو گیا۔ مگر وہ پانی کہاں سے لائے جو اپنے لال کے منہ میں چُوائے!

یہ خیال کر کے کہ اب بچہ کوئی دم کا مہمان ہے ماں کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ اُس نے پانی کی تلاش میں انتہائی حسرت کے ساتھ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر پانی عنقا تھا۔ مامتا کی ماری ماں بڑی بیقراری کے ساتھ سامنے کی پہاڑی پر چڑھ گئی کہ شاید وہیں سے کہیں پانی کا کوئی چشمہ نظر آ جائے لیکن بے سُود! وہ وہاں سے اُتری اور اُس کے بالمقابل دوسری پہاڑی پر چڑھ کر پانی ڈھونڈنے لگی مگر یہاں بھی اُسے ناکامی ہوئی۔ اتنے میں شہزادی کو خیال آیا کہ بچہ پیاس سے تڑپ تڑپ کر کہیں مر نہ گیا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی وہ بڑی بے چینی کے ساتھ پہاڑی سے اُتری اور دوڑ کر بچے کو گود میں اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ بچہ ابھی تک زندہ تھا مگر پیاس کے مارے نہایت نڈھال ہو رہا تھا۔ اُمید پر دُنیا قائم ہے، ماں نے سوچا۔ لاؤ ایک مرتبہ اور پہاڑی پر چڑھ کر دیکھوں۔ شاید پانی کا کچھ سراغ لگ سکے۔

وہ پھر دوبارہ پہاڑی پر چڑھی اور دور تک دیکھتی رہی مگر پانی کہیں ہوتا تو ملتا۔ مایوس اور دل شکستہ ہو کر شہزادی پہاڑی سے اُتر آئی مگر دل نہ مانا اور خیال کرنے لگی کہ لاؤ دوسری پہاڑی پر بھی دوبارہ چڑھ کر قسمت آزمائی کروں۔ مگر پانی کہاں تھا؟

اسی طرح شہزادی نے دونوں پہاڑیوں کے جن کے نام صفا اور مروہ ہیں سات چکر لگائے۔ ہر مرتبہ آتی اور اپنے لختِ جگر کو دیکھ جاتی اور پھر بڑی بیقراری کے ساتھ پانی کی تلاش میں پہاڑی پر چڑھ جاتی۔

یہی مقدس بچہ میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جدِّ امجد تھا۔ جس کا نام اسمٰعیل (علیہ السلام) تھا۔

(3) غیبی چشمہ

ساتویں دفعہ جب ماں اپنے بچے کی خیریت دریافت کرنے آئی تو اس نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ جہاں بچہ پیاس کے مارے ایڑیاں رگڑ رہا ہے، وہاں کچھ کچھ نمی نظر آتی ہے اور اُس نمی میں پانی جھلک رہا ہے۔

مسرّت اور تعجب کے انتہائی جذبات کے ساتھ بڑی پُھرتی سے شہزادی آگے بڑھی اور بچے کا پاؤں آہستہ سے ہٹا کر ہاتھوں سے زمین کُریدنے لگی۔ اُس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب مٹی ہٹاتے ہی زمین میں سے پانی نکلنے لگا۔ جوں جوں شہزادی مٹی ہٹاتی، پانی زور سے نکلتا یہاں تک کہ زمین پر بہنے لگا۔ انبساط کے مارے مایوس ماں کی باچھیں کِھل گئیں۔ اس نے دوڑ کر بچے کو گود میں اُٹھایا اور چُلّو میں پانی لے کر اُسے پلایا۔ تب کہیں بچے کی جان میں جان آئی اور اُس نے اپنی کٹوراسی آنکھیں کھول دیں، جنھیں دیکھ کر شہزادی فرطِ مسرت سے بے خود ہو گئی اور بے اختیار خدا کے حضور سجدے میں گر پڑی، جس نے اپنی قدرت سے اس پتھریلی زمین میں چشمہ پیدا کر دیا تھا۔ پانی اب بھی بہہ رہا تھا اور اس کی نکاسی میں برابر زیادتی ہوتی جا رہی تھی۔

شہزادی نے یہ دیکھا تو جلدی جلدی آس پاس سے پتھر اکھٹے کئے اور چشمے کے چاروں طرف ایک ڈول بنا دی تاکہ بہہ کر پانی ضائع نہ ہو جائے۔ پانی بہت جلد پتھروں کے کناروں تک آ گیا اور ایک حوض سا بن گیا۔

عرب میں پانی بہت ہی کم تھا۔ مختلف قبیلے اپنے ڈیرے خیمے لئے سارے ملک میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پھرتے رہتے تھے۔ جہاں پانی دیکھتے وہیں خیمے لگا کر اُتر پڑتے۔ جب تک پانی رہتا وہ بھی وہاں پڑے رہتے، جب خشک ہو جاتا تو اپنے خیمے اُکھاڑ دوسرے چشمے کی تلاش میں آگے روانہ ہو جاتے۔ یہاں بھی یہی ہوا۔ ایک قبیلہ جس کا نام جرہم تھا اتفاق سے اِدھر سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ چٹیل اور پتھریلی وادی میں ایک چشمہ جاری ہے اور ایک عورت بچے کو گود میں لئے وہاں بیٹھی ہے۔ پانی کو دیکھ کر قبیلے والوں کا دل للچایا، انہوں نے کہا:۔ نیک خاتون! اس ویران وادی میں آپ اکیلی کس طرح اپنی زندگی بسر کرتی ہوں گی؟ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں؟

شہزادی نے جواب دیا:۔ میں مصر کی رہنے والی ہوں اور شام سے آئی ہوں۔ مجھے میرے شوہر خدا کے حکم سے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ میرے بچے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے اس جنگل میں یہ چشمہ جاری کر دیا ہے۔

یہ سن کر قبیلے والوں نے کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس چشمہ کے آس پاس آباد ہو جائیں۔ ہمیں پانی مل جائے گا اور آپ کا اکیلا پن دور ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اس عجیب انتظام کو دیکھ کر شہزادی حیران رہ گئی مگر اُس نے بہت ہی خوددارانہ لہجہ میں جواب دیا:۔ کہ بے شک آباد ہو جائیں میرا کوئی حرج نہیں، لیکن میں چونکہ چشمہ کی مالک ہوں، اس لئے شرط یہ ہے کہ پانی کے معاوضہ میں آپ لوگ میری اور میرے بچے کی ضروریاتِ خوردونوش کا خیال رکھیں گے اور یہ بچہ بڑا ہو کر آپ کا سردار ہو۔ میں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ یہ معمولی لڑکا نہیں بلکہ شاہِ مصر کا نواسہ اور ابراہیم (علیہ السلام) پیغمبر کا بیٹا ہے۔ قبیلے والوں نے بڑی ہی خوشی اور احسان مندی کے ساتھ یہ دونوں شرطیں مان لیں اور وہاں آباد ہو گئے۔ اس طرح شہر مکّہ کی بنیاد پڑی جو آج تمام دنیا کے مسلمانوں کا مذہبی مرکز ہے۔ چشمہ بھی موجود ہے اگرچہ اُس کا پانی نیچے اُتر کر اب کنوئیں کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے جس کا نام زمزم ہے۔

بعض واقعات عام نظر میں معمولی ہوتے ہیں۔ مگر اُن کا اثر اکثر اوقات نہایت عظیم الشان ہوتا ہے۔ حضرت ہاجرہ (علیہا السلام) کے اسی واقعہ کو دیکھ لو۔ اُن کا پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا بظاہر ایک معمولی بات تھی مگر یہی واقعہ بعد میں ایک یادگار بن گیا۔ چنانچہ آج بھی جب ہزاروں لاکھوں مسلمان مکّہ معظّمہ میں حج کے لئے جمع ہوتے ہیں تو حج کے دوسرے ارکان کے ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان بھی ضرور دوڑتے ہیں۔ بعد کے ایام میں ان ہی تاریخی پہاڑیوں میں سے ایک پر چڑھ کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اعلانِ نبوت فرمایا تھا۔

(4) بیٹے کی قربانی

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکّہ کی کھلی ہوا میں پرورش پا کر جوان ہو گئے تو اُن کے مقدس باپ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ امتحان لینا چاہا۔ یہ امتحان پہلے سے بھی سخت تھا۔ خدا نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور اپنے بیٹے کو چُھری سے ذبح کر ڈالو۔

دنیا میں ایسا کب ہوا؟ اور آسمان نے ایسا نظارہ کب دیکھا؟ کہ کسی بوڑھے باپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے جوان بیٹے کا گلا کاٹا ہو؟ یہ تو ایسی بات ہے کہ اِس کے صرف خیال ہی سے آدمی کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ خدا کے سچے عاشق تھے وہ خواب دیکھتے ہی چُھری لے کر سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب مکّہ میں پہنچے تو سعادت منداور لائق فرزند نے بڑے شوق اور ادب کے ساتھ اپنے باپ کی آؤ بھگت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو الگ لے گئے اور اُس سے کہنے لگے -: مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ تجھے ذبح کر ڈالوں، بول تیری کیا مرضی ہے؟ اسمٰعیل علیہ السلام آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے۔ ایک لحظہ تامّل کئے بغیر انہوں نے جواب دیا میرے محترم باپ! جو کچھ حکم دیا گیا ہے اُسے فوراً بجا لائیں۔ مجھے آپ اِنشاءاللہ صابر اور فرمانبردار پائیں گے۔

باپ بیٹا دونوں جنگل میں چلے گئے۔ پندرہ برس کا نوجوان لڑکا زمین پر لیٹ گیا اور سو برس کا بوڑھا باپ چُھری لے کر اُسے اپنے ربّ پر قربان کر دینے کے لیے تیار ہو گیا۔ آسمان وزمین اس دلدوز نظارہ سے کانپ اُٹھے اور فرشتوں نے اس عجیب منظر کو نہایت حیرت سے دیکھنا شروع کیا۔ دنیا کی تمام تاریخیں پڑھ جاؤ، تمہیں تاریخِ عالم کا کوئی بھی واقعہ ایسا حیران کن نظر نہیں آئے گا۔

باپ کا دل کس طرح گوارا کر سکتا تھا کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے نورِ نظر کا گلا کاٹے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام عشقِ خداوندی میں اتنے مدہوش تھے کہ انہیں احساس ہی نہ ہوا کہ میں کیا کرنے لگا ہوں۔ انہوں نے چُھری اُٹھائی اور بیٹے کے گلے پر رکھ دی۔

فوراً آسمان کے دروازے کُھلے اور خدائی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی: ابراہیم! ہمارا مقصد تیرے بیٹے کی قربانی نہیں تھا بلکہ ہم اس رنگ میں تیری محبت اور وفا کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ تُو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا اور امتحان میں پورا اُترا۔ جا! آج سے ہم نے تجھے قوموں کا امام بنایا۔ تُو ہماری رضا کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنے پر تیار ہو گیا۔ ہم اس کے عوض میں تجھے اتنی اولاد عطا فرمائیں گے کہ زمین پر ریت کے ذرّے اور آسمان پر ستارے گنے جائیں گے مگر تیری نسل نہیں گنی جائے گی۔ اپنے فرمانبرداروں کو ہم ایسا ہی انعام دیا کرتے ہیں۔

اپنے خدا کا یہ پیغام سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے شکر گزاری کے طور پر ایک مینڈھا ذبح کر دیا۔ بقرعید کی قربانی کا حکم اسی واقعہ کو تازہ رکھنے کے لئے دیا گیا ہے۔

بقیہ مختصر عالمی جماعتی خبریں......از صفحہ 24

ہیں۔ آخر پر میں وہ تعلیمات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1۔ خدا نے آپ کو خدا اور بندے کے درمیان تعلق بنانے کے لئے بھیجا ہے تا کہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا ہوسکیں۔

2۔ آپ کو انسانوں کے درمیان باہمی پیار اور محبت قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ انسانوں کے حقوق بھی قائم ہوسکیں۔

اگر یہ دونوں باتیں کسی بھی قوم یا ملک کو ذہن نشین کروادی جائیں تو وہ قوم اور لوگ عالمی امن کے قیام کے ضامن بن جائیں گے اور آج دنیا کی بقا کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ امن ہے اور امن تب ہی قائم ہوسکتا ہے جب خدا اور بندے کا تعلق قائم ہو جائے۔

وہ جو مذہب کے نام پر جنگ لڑتے ہیں وہ غلط ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق کی وجہ سے لڑ رہے ہیں۔ اسلام میں مذہب کے نام پر جنگیں کرنے کی مناہی ہے۔

سو خدا سے صحیح تعلق بنانے کا مطلب ہے کہ جنگ کو ختم کرنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم ان اصولوں پر عمل نہیں کریں گے تو جتنی بھی ترقی کرلیں ہم تباہی کا سامنا کرتے رہیں گے۔ آجکل دنیا کے حالات ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کردینا چاہئے۔ اسی ضمن میں میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عظیم براعظم افریقہ اور اس کے زرخیز ذہنوں کو توفیق دے کہ وہ اس کوشش میں کردار ادا کرسکیں۔ خدا آپ سب پر فضل کرے۔

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس
سپریم ہیڈ آف احمدیہ مسلم کمیونٹی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا ترجمہ براہِ راست فرانسیسی، عربی اور پرتگالی زبان میں کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام بہت پسند کیا گیا۔ ہال میں موجود تمام لوگوں نے اس پیغام کے اختتام پر تالیوں کے ساتھ اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

سمپوزیم کی افتتاحی تقریب کے بعد کئی لوگوں نے اس پیغام کی اہمیت اور ضرورت کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام انگریزی میں تھا۔ یہ پیغام کے اصل متن کے ساتھ فرانسیسی زبان میں ترجمہ کروا کر اس کے متن کی کاپیاں تمام شاملین سمپوزیم کو تقسیم کی گئیں۔ اگر کسی تک کاپی نہ پہنچتی تو وہ سب سمپوزیم میں متعین کارکنان سے اس تقریر کی کاپی کا مطالبہ کرتے۔

اس کے بعد مکرم شریف عودہ صاحب امیر جماعت فلسطین نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں امن عالم کے حوالہ سے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کیا۔ نیز قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے حقوق اللہ کو بجالانے کی تلقین کی۔ اس کے علاوہ حقوق العباد کو بلا تفریق رنگ و نسل بجالانے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے۔

آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی ضروریات مہیا کر رہا ہے۔ امن اور سلامتی صرف ایک شخص کے کام کرنے سے قائم نہیں ہوتی بلکہ سارے معاشرے کو مل کر کام کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں خدا کی صفت سلام کو اپنانا ہوگا۔ وہ رب العالمین ہے وہ خالق ہے اور وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ پس جو خدا پر یقین رکھتا ہے وہ اس کی مخلوقات سے بھی محبت کرتا ہے۔ وہ ان کی ترقی، ان کی تربیت، ان کے روزگار، ان کی تعلیم، ان کی حفاظت، ان کے آرام اور ان کے سکون کا خیال رکھتا ہے۔ اور یہ عالمگیر انسانی اخوت ہے۔

مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے تقریر کے آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے متعدد اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

.....

مختلف ممالک سے آئے ہوئے شیوخ اور بڑے اماموں نے مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر سے دوران سمپوزیم گفتگو کی اور جماعتِ احمدیہ کا تعارف حاصل کیا۔ چاڈ کی مسلم نیشنل کونسل کے صدر کو مکرم امیر صاحب نے تبلیغ کی جس کے بعد وہ جماعت سے کافی مانوس ہوگئے اور دوستی کا تعلق قائم ہوگیا۔ اسی طرح نائیجیریا اور ایتھوپیا سے آئے ہوئے علماء نے بھی آپ کی تقریر کا متن حاصل کیا۔ اسرائیل سے ایک راہبہ بھی اس سمپوزیم میں شرکت کیلئے آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بھی مکرم امیر صاحب کی تقریر کو بڑا پسند کیا اور ان سے حیفا میں جا کر ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔ دوران سمپوزیم وہ جماعت کے بارہ میں مزید معلومات لیتی رہیں۔ اسی طرح مصر سے آئے ہوئے ایک مسلم لیڈر نے بھی کافی معلومات لیں اور رابطہ رکھنے کا کہا۔ فلسطین سے وزیر اوقاف تشریف لائے تھے۔ انہیں بھی جماعتی تعارف کروانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

World Crisis and the Pathway to Peace کی تقسیم

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace عربی، انگریزی اور فرانسیسی میں تمام شاملین سمپوزیم کو تحفۃً دی گئی۔ یہ کتاب کئی ممالک کی مسلم سپریم کونسلز کے افراد اور صدران، علماء اور شیوخ نیز عیسائی، مسلم، یہودی اور لوکل مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد، اسی طرح پروفیسرز، ڈاکٹرز اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو بھی دی گئی۔

پروگرام کے بعد کئی لوگوں نے اس کتاب کی زائد کاپیاں بھی حاصل کیں۔

شاملین سمپوزیم

سمپوزیم کے شاملین میں بینن کے سابق صدر مملکت، نائیجیریا کے سابق صدرِ مملکت اباسانجو سینیگال کے ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی، بینن میں حال ہی میں نئے انتخابات کے ذریعہ بننے والی پارلیمنٹ کے ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی مکرم ایرک ہندیتے صاحب شامل تھے۔ اس کے علاوہ مالی، سینیگال اور بینن کے Mediater بھی شامل ہوئے۔

صدرِ مملکت فرانس کے نمائندۂ خصوصی اس سمپوزیم میں شرکت کے لئے بالخصوص تشریف لائے تھے۔ فرانس کی سفیر بھی اس سمپوزیم میں شامل ہوئیں۔

امن انعام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جاری کردہ امن انعام کے بارہ میں معلومات رنگین صفحات پر انگریزی اور فرانسیسی زبان میں چھپوائی گئیں۔ اس میں 2009ء سے 2013ء تک امن انعام حاصل کرنے والوں کی تصاویر اور ان کی خدمات کا ذکر تھا۔ اس طرح لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ امن انعام کے بارہ میں بھی آگاہی ہوئی۔

بک سٹال

سمپوزیم کے موقع پر صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے کتب کا سٹال لگایا گیا تھا۔ لوگ جماعت کے سٹال پر آکر کتب خریدتے اور کتب کا تعارف حاصل کرتے۔

ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی سینیگال کو بھی جماعت کے سٹال کا وزٹ کروایا گیا۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور قرآن کریم مع فرنچ ترجمہ اور 'گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' تحفۃً دی گئی۔ اسی طرح مالی کے سابق وزیر اعظم اور Mediater کو بھی جماعت کا تعارف کروایا۔

میڈیا کوریج

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام بینن کی چار بڑی اخباروں نے سرورق پر بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ اسی طرح بینن کے ایک ٹی وی چینل نے بھی اس پیغام کی خبر شائع کی۔

سمپوزیم کے تیسرے دن صدر مملکت بینن نے اپنے صدارتی محل میں دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے نمائندگان کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا تھا جس میں خاکسار کے ساتھ امیر جماعت کبابیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب، صدر جماعت احمدیہ مصر مکرم محمد حاتم حلمی الشافی صاحب معہ اہلیہ شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے وفد کو صدر مملکت کے سامنے والے ٹیبل پر سفراء اور وزراء کے ساتھ جگہ دی گئی۔

اس روز فرنچ کلچر سنٹر کوٹونو میں ٹمبکٹو (مالی) کے بارہ میں لٹریچر میں نوبل انعام یافتہ ایک مسلم سکالر کی لکھی فلم دکھائی گئی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو فرانس کی سفیر نے جرمن سفیر کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ خاکسار نے مکرم امیر صاحب کبابیر اور مکرم صدر صاحب مصر اور ان کی اہلیہ کا تعارف کروایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سمپوزیم کے ذریعہ وسیع پیمانے پر جماعت کا پیغام پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔

﴿فن لینڈ﴾

مجلس انصار اللہ فن لینڈ کے پہلے نیشنل اجتماع کا کامیاب انعقاد

۞......محمد عبداللہ خان نیشنل قائد اشاعت مجلس انصار اللہ فن لینڈ تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ فن لینڈ کو پہلی مرتبہ اپنا نیشنل اجتماع مورخہ 25 اپریل 2015ء بمقام احمدیہ نماز سینٹر ہیلسنکی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ فن لینڈ میں مجلس انصار اللہ کو قائم ہوئے ابھی صرف ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص دعاؤں سے مجلس انصار اللہ فن لینڈ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ہی اس قابل ہوگئی کہ اپنا پہلا نیشنل اجتماع منعقد کر سکے۔ الحمدللہ۔

اجتماع سے ایک روز قبل مورخہ 24 اپریل بروز جمعۃ المبارک احباب ہیلسنکی پہنچ گئے تھے۔

فن لینڈ میں مقیم اُن انصار بھائیوں کے لئے جن کے لئے خود آنا ممکن نہ تھا انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک live stream جاری کیا گیا۔

اجتماع کے دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔ تقریباً 8:00 بجے پرچم کشائی اور دعا کے بعد افتتاحی تقریب کا آغاز مکرم مدثر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ فن لینڈ کی زیر صدارت تلاوت قرآن سے ہوا۔ صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے افتتاحی تقریر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ مجلس انصار اللہ کے قیام کے مقاصد اور انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

ایک خوبصورت سپورٹس ہال میں مختلف ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

دوسرے اجلاس کی صدارت محترم مصور احمد شاہد صاحب مبلغ سلسلہ نیشنل امام جماعت احمدیہ فن لینڈ نے کی۔ اس اجلاس میں تلاوت قرآن پاک، عہد اور نظم کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ مقابلہ جات کے بعد مکرم مصور احمد شاہد صاحب مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ فن لینڈ نے اپنی تقریر میں انصار اللہ کو اطاعت و فرمانبرداری کے موضوع پر نصائح کیں۔

اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم حافظ عطاء الغالب صاحب نیشنل صدر جماعت فن لینڈ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مدثر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے مجلس انصار اللہ فن لینڈ کے قیام سے لے کر اب تک ڈیڑھ سالہ کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں آپ نے اپنی تقریر میں مجلس انصار اللہ کے 75 سالہ قیام سے متعلق احباب کو آگاہ کیا اور گزشتہ سال منعقد ہونے والی آن لائن علمی ریلی پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اظہار خوشنودی کا ذکر کیا۔ نیز تمام انصار کو جماعت کے تمام اجتماعات و جلسوں کے اصل مقاصد کو پہچاننے اور اپنی روحانی و اخلاقی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اختتامی تقریر مکرم حافظ عطاء الغالب صاحب نیشنل صدر جماعت فن لینڈ نے کی۔ دعا کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆.....☆.....☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینجر)

خریداران و قارئین الفضل انٹرنیشنل کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ الفضل انٹرنیشنل کا یہ شمارہ (21 اگست اور 3 ستمبر 2015ء) دو ہفتوں کا اکٹھا شائع ہو رہا ہے۔ اگلا شمارہ 4 ستمبر 2015ء کو شائع ہوگا۔ انشاء اللہ۔
(مینجر)

بقیہ اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء......از صفحہ نمبر 40

سالوں میں ہوا ہے اتنا وسیع تعارف پہلے نہ تھا۔ سیاستدانوں میں بھی، پڑھے لکھے طبقے میں بھی، عوام الناس میں بھی جماعت کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ جانا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض طبقوں اور بعض اخباروں میں ہمارے خلاف مخالفانہ مہم بھی چلائی گئی اور جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے یا کی گئی۔ لیکن اس کا علاج بھی خدا تعالیٰ نے انہی لوگوں کے ذریعہ سے کر دیا۔ ان کے سیاستدان، ان کا پڑھا لکھا طبقہ، بلکہ ایسے بھی جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں جماعت کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں۔ یہ جرمن لوگوں کی شرافت بھی ہے۔ بلکہ بعض جگہوں پر اسلامی قانون وقواعد اور سکولوں کے سلیبس کے لئے جماعت کے مشوروں کو اہمیت بھی دی جاتی ہے اور ان باتوں کا اظہار جہاں ہم مساجد بناتے ہیں وہاں آنے والے مقامی سیاستدانوں اور مقامی لوگوں کے اظہار خیال میں بھی ہوتا ہے۔ اور یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلائی جانے والی ہوا ہے۔ یہ جو جماعت کا تعارف بڑھا ہے اس کو بڑھانے میں ہمارے مخالفوں نے مزید کردار ادا کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی کے یہ کہنے پر کہ ہمارا علاقہ بڑا پُر امن ہے وہاں کوئی مخالفت نہیں، فرمایا تھا کہ اصل پیغام تو وہیں پھیلتا ہے جہاں مخالفت ہو۔

پس یورپ کے ممالک میں مختلف ذریعوں سے جماعت کی مخالفت میں پہلا ملک جرمنی ہے۔ ایک طرف سب سے زیادہ مقامی لوگ اس ملک میں ہماری حمایت کرنے والے ہیں تو دوسری طرف مخالفت کرنے والا طبقہ بھی، چاہے وہ تھوڑا ہی ہو، سرگرم عمل ہے۔ پس اس لحاظ سے جرمنی کے لوگوں سے توقع کی جاسکتی ہے کہ اسلام کی حقیقت کو پہچاننے والی ان کی اکثریت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس ہم نے یہاں کوئی سیاسی مقاصد حاصل نہیں کرنے یا صرف اپنے مفاد کے لئے ان کو استعمال نہیں کرنا بلکہ ان کا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کی خوبیوں کے بارے میں مستقل مزاجی سے بتاتے رہیں۔ بیشک دلوں کو کھولنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حقیقی مذہب کے ہدایت کے راستوں پر چلانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہم پر کچھ ذمہ داریاں بھی ڈالی ہیں۔ ہمیں بھی ان ہدایت کے راستوں کی طرف دنیا کی رہنمائی کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس ایک تو امن اور محبت کے لیفلیٹس (leaflets) کے ذریعہ آپ لوگوں نے بڑے وسیع پیمانے پر اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچائی ہے لیکن اب اس سے آگے دنیا کو یہ بھی بتانا ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے کہ تمہارا حقیقی نجات دہندہ جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا ہے وہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آپ سے کئے گئے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا ہے اور اب اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اس سے جڑنے کی کوشش کرو۔ پس جس طرح لاکھوں تک امن کے پیغام کے لیفلیٹس پہنچے اب اسی طرح لاکھوں اور کروڑوں تک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے لیفلیٹس بھی پہنچنے چاہئیں۔ ہوسکتا ہے اس سے اس طبقے میں بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوجائیں جو اس وقت ہمارے حق میں بولتے ہیں لیکن بعد میں خلاف ہونے لگ جائیں۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں کی اکثریت پڑھی لکھی ہے اور ہمارے اس پیغام کو بھی سمجھتی ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ ہم نے کسی سے لڑائی نہیں کرنی۔ ہم جس بات کو اچھا سمجھتے ہیں اس کو اپنے دوستوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے اور جیسا کہ میں نے کہا یہ ایک ذمہ داری ہے جو ہم پر ڈالی گئی ہے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں دعوت الی اللہ کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اور پھر طریق بھی بتائے کہ کس طرح دعوت الی اللہ کرنی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ دعوت الی اللہ کرنے والوں کی اپنی حالت کیا ہونی چاہئے۔

اس پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اور دوسری آیت یہ ہے کہ اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پس پہلی آیت میں فرمایا کہ تبلیغ حکمت سے کرو۔ حکمت کیا ہے؟ ہم عام معنی عقل و دانائی کے لیتے ہیں۔ سوچ سمجھ کے بات کرو۔ اس کے اَور بھی معنی ہیں جیسے علم۔ جس میں سائنس کا علم بھی ہے، دوسرے علم بھی ہیں۔ پھر انصاف اور برابری یہ بھی حکمت ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو دیکھ کر برداشت، حوصلہ اور ہمدردی دکھانا۔ اپنی بات میں پختہ ہونا۔ جو بھی بات کریں اس پہ پختہ یقین ہونا چاہئے۔ موقع اور محل کے لحاظ سے سچائی کا اظہار کرنا۔

پس اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کو مختلف لوگوں کے طبائع کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے تبلیغ کرنی ہوگی۔ ہر ایک کو ایک ہی طریقے سے پیغام نہیں پہنچایا جاسکتا۔ کوئی پڑھا لکھا ہے۔ کوئی اپنے مذہب کے معاملے میں سخت ہے۔ کوئی سائنس کی دلیل چاہتا ہے۔ کوئی جذباتی طریق سے متأثر ہوتا ہے۔ کوئی اخلاق دیکھ کر متأثر ہوتا ہے۔ غرض کہ مختلف طریقے ہیں۔ پس جو علم اور سائنس سے متأثر ہونے والا ہے اسے ہمیں دلائل اور علم کی رو سے قائل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جذبات وہاں کام نہیں آئیں گے۔ پس اس کے لئے اپنے علم میں بھی اضافہ کرنا چاہئے۔

جب انصاف اور برابری کو سامنے رکھتے ہوئے تبلیغ کرنی ہے تو پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایسی باتیں نہ ہوں جن میں عدل نہ ہو اور ایسے اعتراض نہ ہوں جو مخالف موقع پا کر ہمیں لوٹائے۔ غیر مذہب والے ایسے ہی اعتراض اسلام پر کرتے رہے اور کرتے ہیں جو اُن پر بھی الٹ جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ مسلمان آج جماعت احمدیہ پر ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے اعتراض کرتے ہیں جو اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو دوسرے انبیاء پر بھی پڑتے ہیں۔ تو بہرحال تبلیغ میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسی بات نہ ہو جو انصاف سے عاری ہو۔

پھر تبلیغ کے لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مذہب کی خوبصورتی، تحمل اور برداشت سے پیش کی جائے۔ ہم نے مسلمانوں کو بھی تبلیغ کرنی ہے اور غیر مسلموں کو بھی۔ اب یورپ کے ملکوں میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مختلف ملکوں سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ مختلف فرقوں کے یہ لوگ ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف شدت پسند جذبات رکھتے ہیں بلکہ انہیں کافر تک کہتے ہیں۔ کفر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کفر کے فتووں کی وجوہات کیا ہیں؟ اس بات میں اس وقت مَیں نہیں جاتا۔ تو بہرحال یہ لوگ صرف ہمیں احمدیوں کو ہی کافر نہیں کہتے آپس میں بھی ان کی سرپھٹول ہوتی رہتی ہے۔ کل ہی یہاں عربوں کے ساتھ جب ملاقات تھی۔ چار پانچ سو تھے۔ ان میں سے کچھ غیر از جماعت بھی تھے۔ بلکہ بہت اکثریت غیر از جماعت کی تھی۔ میرا خیال ہے نصف تو ضرور ہوں گے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ فلاں فرقہ صحابہ کو کافر کہتا ہے، آپ کیا کہتے ہیں۔ میں نے اسے یہی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر اس کا کفر الٹ جاتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینھی من السباب و اللعن حدیث نمبر 6045) لیکن بار بار ان کا زور تھا کہ نہیں، تم کیا کہتے ہو۔ میں نے انہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے بعد اور آپ کے فیصلے کے بعد مَیں کون ہوتا ہوں اور میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

تو بہرحال تبلیغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکمت سے جواب ہو اور برداشت اور ہمدردی کا مظاہرہ ہو۔ برداشت بھی تب ہی پیدا ہوتی ہے جب ہمدردی ہو۔ اور حقیقی برداشت یہی ہے کہ میں نے کسی بڑی بات کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کو برداشت کرنا ہے۔ اور سب سے بڑی بات اس وقت خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جو رکھی جاسکے۔ اس کے مقابلے میں ہر بات چھوٹی ہے اور صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ہمیں تو ان لوگوں سے بھی ہمدردی ہے جو نام نہاد علماء کے غلط نظریات کی وجہ سے، ان کے بہکاوے میں آکر کبار صحابہ پر الزام لگاتے ہیں یا ان کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں اور اس ہمدردی کی وجہ سے ہم نے انہیں صحیح راستہ دکھانا ہے۔ انہیں ان ناجائز باتوں سے عقل اور پیار اور محبت سے روکنا ہے۔ اور یہ کام صبر اور برداشت والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا تھا کہ ایک کلمہ گو کو کافر کہنے والے پر اس کے الفاظ الٹ جاتے ہیں تو یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ان کی گردنیں اڑا دو۔ ہرگز نہیں۔ ہم نے تو کافروں اور غیر مذاہب والوں کو بھی تبلیغ کرنی ہے اور انہیں اسلام کی خوبیوں سے آشنا کروانا ہے۔ پس ہمیں نہ اپنے طور پر کسی پر کفر کے فتوے لگانے کی ضرورت ہے اور نہ ہم اس بات میں خوش ہیں کہ فلاں فرقے نے فلاں فرقے کو کافر کہا ہے۔ ایسے سوال کرنے والوں یا خیالات رکھنے والوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ اگر کسی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو اس سے اسلام کی کیا خدمت ہوگی۔ اسلام کی خدمت تو یہ ہے کہ چاہے رافضی ہوں یا کوئی اور ہو، انہیں ان کے غلط نظریات سے دلائل سے قائل کر کے حقیقی مسلمان بنایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان بلکہ ہر انسان محفوظ رہے۔ (سنن الترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ان المسلم ......حدیث نمبر 2627) پس ہمارا کام ہے کہ اپنی زبان سے بھی اور اپنے ہاتھ سے بھی دوسروں کو نقصان پہنچانے سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

پھر حکمت میں یہ بات بھی ہے کہ ہر بات موقع اور محل کے حساب سے کی جائے اور ایسی باتیں نہ کی جائیں جو دشمن کو برانگیختہ کر دیں، اسے غصہ دلا دیں اور بجائے اس کے کہ تبلیغ امن قائم کرنے کا ذریعہ ہو اس سے فساد پھیلے اور یوں مذہب پر اعتراض کرنے والوں کو خود ہم اس اعتراض کا موقع مہیا کر دیں کہ مذہب تو ہے ہی فتنہ و فساد پھیلانے والا۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ تبلیغ حقائق اور سچائی پر مبنی ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم سچے دین کی طرف بلا رہے ہیں تو بیشک حقائق سے ہٹ کر بات کر دیں۔ یہ غلط چیز ہے۔ جب ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے جیسا کہ اس نے فرمایا تو پھر اس سچائی کو بیان کریں جس کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کو ہدایت دیتے دیتے خود جھوٹ کی برائی میں مبتلا ہو جائیں۔ بعض لوگ واقعات میں مبالغہ آمیزی کر جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دوست تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بیان کرنے اور آپ کے نشانات کے بارے میں بتانے میں بھی مبالغہ کر جاتے تھے۔ ایک دن وہ حضرت مصلح موعود کے ساتھ تھے تو ایک عرب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نشانات کو بیان کرتے ہوئے لیکھرام کے قتل کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی کہ فلاں دن، وقت لیکھرام قتل ہو جائے گا اور کوئی اسے بچا نہ سکے گا اور پھر اس دن اور خاص اسی معین وقت میں لیکھرام کو خاص حفاظت میں رکھا گیا۔ اس کے گھر کے گرد پولیس نے پہرہ لگا دیا۔ لوگ گھر کے باہر جمع ہوگئے کہ کوئی اندر نہ جاسکے۔ گھر کے اندر بھی اس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ لیکن اس سب کے باوجود ایک فرشتہ چھت پھاڑ کر آیا اور اس کے پیٹ میں چاقو گھونپ کے چلا گیا اور اسے قتل کر دیا اور کسی کو نظر نہیں آیا۔ تو وہ عرب اس بات کو سن کے اللہ اکبر اور سبحان اللہ ماشاء اللہ کہتا رہا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ تم جھوٹ اور مبالغے سے کام لے رہے ہو۔ اس کو حقیقت بتاؤ کہ پیشگوئی کے لئے گو دن مقرر تھا کہ عید کے دوسرے دن، لیکن چھ سال کا عرصہ تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اگلے مہینے یا اگلے سال یا فلاں دن، اور وہ پوری ہوگئی۔ ورنہ جس طرح معیّن کر کے تم بتا رہے ہو یہ غلط ہے۔ میں پھر اسے بتانے لگا ہوں کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ اصل بات، اصلیت یہ ہے۔ اس پر وہ دوست ہاتھ جوڑنے لگے کہ نہیں، اب میری بے عزتی نہ کروائیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اگر اس وقت اس کی اصلاح نہ کی جاتی جو پھر شاید اس کے ذریعہ سے ہی کروادی تو پھر آگے عرب نے جب بیان کرنا تھا تو اس نے اس میں مزید مبالغہ کرنا تھا اور کہنا تھا کہ ایسا معجزہ ہوا، صداقت کا ایسا نشان ظاہر ہوا کہ زمین پھٹی اور اس میں سے فرشتے نکل آئے اور دیواریں پھٹیں اور اس میں سے فرشتے آگئے اور اس کو قتل کر کے چلے گئے اور پھر آگے جو کہانی بنی تھی پھر پتا نہیں کیا بنی تھی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 451-450) اسی طرح مذہب کے بارے میں غلط باتیں پھیلتی ہیں اور بعض نام نہاد بزرگوں کے بارے میں کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ تو یہ خلاصۃً میں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ بہرحال کسی کو قائل کرنے کے لئے بھی واقعاتی سچائی کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے۔

پھر حکمت کا مطلب نبوت کا بھی ہے۔ یعنی تبلیغ اس ذریعہ سے کرو جو نبوت کا ذریعہ ہے اور مسلمانوں کے لئے، ایک مسلمان کے لئے، ہمارے لئے یہ ذریعہ قرآن کریم ہے۔ پس قرآنی دلائل سے دنیا کے دلوں کو فتح کرنے کی

کوشش ہونی چاہئے نہ کہ اپنی پسند کے دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ قرآنی دلائل سے کوشش کریں گے تو پھر ان میں وزن بھی ہوگا۔ اگر اپنی بات کو مضبوط کرنے کی نیت سے غیر ضروری ڈھکونسلوں سے اور اپنے دلائل سے کام لیا جائے تو اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔

پس یہی ایک ہتھیار ہے جس کے استعمال سے ہماری فتح ہے کہ ہم قرآن کریم کو ہمیشہ ہاتھ میں رکھیں اور جس کے استعمال سے ہم ہر ایک کا منہ بند کر سکتے ہیں اور جہاد کے لئے بھی یہی ہتھیار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت مصلح موعود نے بھی اس پر لکھا ہے کہ کاش کہ آج کے مسلمان یہ سمجھ سکیں۔ اور آجکل اس زمانے میں جو ہم مسلمانوں کی حالت دیکھتے ہیں تو اور زیادہ شدت پسند ہو چکے ہیں اس بات کو سمجھیں اور تلوار سے دنیا فتح کرنے کی باتیں کرنے کی بجائے، بندوق کے زور پر شریعت نافذ کرنے کی بجائے دلوں کو اس خوبصورت تعلیم سے جیتنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس بارے میں ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور یہ پردے اس وقت اٹھیں گے جب زمانے کے امام کو مانیں گے۔ پس آج یہ ہمارا کام ہے کہ اس ہتھیار سے دنیا کو گھائل کرتے چلے جائیں۔ ان کے دل جیتتے چلے جائیں۔ مختلف مواقع پر اور یہاں کل جرمن اور غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ جو سیشن تھا اس میں بھی مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے جو جہاد اور امن کے بارے میں اسلامی تعلیم ہے وہ پیش کی تھی۔ اس پر بعض مہمانوں نے اپنے تأثرات بھی دیئے کہ یہ باتیں سن کر اسلام کے بارے میں ہمارے خیالات بالکل بدل گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر اکثر مہمانوں نے یہ تأثرات دیئے ہیں۔ اور تأثرات دیتے ہیں کہ ہم جماعت کو جانتے ہیں اور اس وجہ سے جن احمدیوں سے ہمارا واسطہ ہے انہوں نے ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتائی ہے۔ پس یہ تعلیم بتانا ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے اور یہ تعلیم وہی ہے جو قرآن کریم نے ہمیں دی ہے۔

اور پھر تبلیغ کے لئے حکمت کے لفظ میں یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ ایسے طریق سے بات کی جائے جو دوسرا سمجھ سکے۔ ایک کم پڑھے لکھے انسان کے سامنے اگر اپنی علمیت بگھاری جائے تو اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ ایسی بات ہو جو دوسرے کی غلط فہمی کو دور کرے اور جہالت کو ختم کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق بات کیا کرو۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری از امام بدرالدین عینیؒ جزء 3 صفحہ 407 کتاب الحیض باب ترک الحیض الصوم شرح حدیث نمبر 304 مطبوعہ بیروت 2003ء)

پس یہ بہت اہم بات ہے۔

پھر فرمایا کہ تبلیغ کے لئے موعظۃ الحسنۃ کو بھی سامنے رکھو۔ یعنی ایسی بات جو دلوں کو نرم کرنے والی ہو اور سننے والے کے دل پر گہرا اثر ڈالنے والی بات ہو۔ قرآن کریم ہمیں صرف خشک باتیں پیش کرنے کے لئے نہیں کہتا بلکہ ایسا طریق ہو جو منطقی ہونے کے ساتھ ساتھ جذبات کو ابھارنے والا بھی ہو اور واقعاتی بھی ہو۔ لیکن پھر وہی بات کہ جذبات ابھارنے کے لئے مبالغہ نہ ہو بلکہ سچائی سے کام لیا جائے۔ اسلام تو ہے ہی سچائی کا نام۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم سچائی سے ہٹ کر کوئی اَور بات کریں۔ اور ایسی دلیل ہو جو بنیادی ہو اور اس کے گرد ہی تمام دلائل گھومتے رہیں، یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو مسیح موعود کی آمد کی بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کی جائے۔ کسی کو زبردستی اپنے اندر لایا نہیں جا سکتا۔ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے اور ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کون ہدایت پائے گا۔ اس لئے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے ہم نے وہ کرنا ہے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حٰمٓ السجدۃ میں بیان فرمایا ہے جو میں نے ترجمہ پہلے پڑھ بھی دیا ہے کہ اور بات کہنے میں اس سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے کاموں میں سے بہترین کام اور تمہاری باتوں میں سے بہترین بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سچائی، حکمت اور موعظۃ حسنۃ کے ذریعہ سے دنیا تک پہنچاؤ کیونکہ خدا تعالیٰ کو یہی بات سب سے زیادہ پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے تم بھی خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ یہی ہے کہ انسان شیطان کے پنجے سے نکل کر صحیح عابد اور خدا پرست بن جائے اور اس کا فائدہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ انسان کو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھے کیا فرق پڑتا ہے اگر تم میری عبادت کرتے ہو یا نہیں کرتے۔ گو شیطان کو بھی خدا تعالیٰ نے کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے کہ بندوں کو ورغلانے اور خدا تعالیٰ سے دور کرنے میں بیشک جو کوشش کرنی ہے کرتے رہو۔ لیکن انبیاء کے ذریعے سے ہماری رہنمائی کے بھی سامان فرما دیئے۔ اور پھر انبیاء کے ماننے والوں کو بھی حکم دیا کہ انبیاء کے کام کو تم آگے بڑھاؤ اور دعوت الی اللہ کے کام کو بھی کبھی ختم نہ ہونے دو۔

پس اس زمانے میں جہاں شیطان یا شیطانی طاقتیں اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دنیا کو شیطان کی جھولی میں گرانا چاہتی ہیں وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ دنیا کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرو۔ اور جیسا کہ میں نے جمعہ کے خطبے میں بھی کہا تھا کہ اس بگڑے ہوئے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ ایڈیشن چہارم بحوالہ چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 375 حاشیہ) اور اب ہم میں سے ہر ایک نے اس نئی زمین اور نئے آسمان کو بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ اور جہاں اپنے دلوں کی زمین ہموار کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد کو آباد کرنا ہے وہاں دنیا کو نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کے طریقے بھی سکھانے ہیں۔ بہرحال دنیا میں یہ دو گروہ ہیں۔ ایک شیطان کے بہکاوے میں آنے والا اور دوسرے خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے۔ اور آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ حقیقی جماعت ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کا حقیقی کردار ادا کر رہی ہے یا کر سکتی ہے اور ہمیں اس جماعت میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور اس احسان کا شکر ادا کرنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ کوشش کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے فریضے کو ادا کرنے کی طرف پہلے سے بڑھ کر آگے آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کے باریک در باریک نکات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام تر دلائل کے ساتھ کھول کر بیان فرمایا اور ایک ایسا خزانہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اپنے بھائی کے لئے بھی کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ حدیث نمبر 13) ہمارا فرض ہے کہ یہ خزانہ جو قرآن کریم کی تعلیم کے علم و معرفت سے بھرا ہوا ہے مسلمانوں تک بھی پہنچائیں اور غیر مسلموں تک بھی پہنچائیں اور شیطان کے چنگل سے نکال کر انہیں خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بنائیں۔ انہیں نام نہاد علماء کے پنجے سے چھڑائیں جو انہیں اب اس زمانے کے امام سے دور کر رہے ہیں اور اس کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی نسبت یہاں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں بھی یہ رَو چلی ہے کہ تعارف بڑھے ہیں اور لوگ احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں۔ وسیع پیمانے پر احمدیت کو جانا جاتا ہے اور ملکوں کے بڑے بڑے شہروں میں احمدیت کو اب لوگ جاننے لگ گئے ہیں۔ اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بھی اپنی حالتوں کو عملی نمونہ بنانے کے ساتھ ان کے دلوں کو پھیرنے کے لئے دعا کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری حالتوں کی بہتری بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ہم حق نہیں ادا کر سکتے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت کے افراد کے ذریعہ کسی کی ہدایت پانے پر کس قدر خوشی ہوتی تھی، آپ کے کیا جذبات اور احساسات ہوتے تھے، اس بات کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم! تیرے ذریعہ سے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے ملنے سے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام ......حدیث نمبر 2942)

پس یہ سرخ اونٹ دنیا کی بہترین چیز کی مثال کے طور پر ہیں۔ اس زمانے میں سرخ اونٹ بہت بڑی قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی اور اسی لئے اس مثال کو سامنے رکھا گیا۔ پس فرمایا کہ تمہارے ذریعہ سے کسی کا ہدایت پا جانا تمہیں اتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے کہ دنیاوی انعاموں میں سے بہترین انعام کی بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دلی جذبات کا نقشہ کس طرح کھینچا ہے، لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے درد کا اظہار کس طرح فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 291 تا 292۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس درد کو سمجھنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ آپ میں سے یہاں اکثر تو اب جرمن زبان سمجھتے ہیں اور دنیا کے اکثر ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقامی زبانیں احمدی سمجھتے ہیں۔ جو مختلف قومیں یہاں اس ملک میں بھی آباد ہیں وہ بھی جرمن زبان سمجھ لیتی ہیں۔ پھر لٹریچر بھی میسر ہے۔ پھر کیسٹس بھی مہیا ہیں۔ پھر مختلف زبانوں کے ہمارے پاس علماء بھی ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایم ٹی اے کا ذریعہ ہے اس سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی تبلیغ میں بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ سیکرٹری صاحب تبلیغ کی رپورٹس مجھے باقاعدہ ملتی ہیں۔ ماشاء اللہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ لیکن افراد جماعت کو زیادہ سے زیادہ اس کام میں شامل ہونے کی ضرورت ہے اور شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ آج ہمیں تلوار کے جہاد کے لئے نہیں بلایا جا رہا۔ ہم ان لوگوں کو غلط سمجھتے ہیں جو کہتے ہیں کہ آج بھی تلوار کے جہاد کی ضرورت ہے۔ آج مخالفین مذہب ہمیں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اَور حیلوں اور طریقوں سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں لالچوں سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مذہب کے خلاف کوئی تلوار نہیں اٹھا رہا۔ آج اسلام سے دُور لے جانے اور اسلام میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے دوسرے مختلف حیلے استعمال کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ذریعہ سے اپنے مخالفین کے منہ بند کرنے ہوں گے اور اس کے لئے جتنے کارگر ہتھیار ہمارے پاس ہیں کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے کے پاس نہیں ہیں جن سے دنیاداروں کے اور نام نہاد مذہبی لوگوں کے منہ بھی بند کئے جا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دلائل اور براہین میں ایک خاص مقام دیا گیا ہے اور جب دلائل ہوں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غصّے میں وہ لوگ آتے ہیں یا پریشان ہوتے ہیں جو دلیل کا سامنا نہ کر سکیں۔ ہماری پاکستان میں کیوں مخالفت ہو رہی ہے؟ کیوں مولوی عوام الناس کو ہمارے خلاف بھڑکاتا ہے؟ کیوں غیر از جماعت علماء ہمارے علماء سے پبلک کے سامنے بات کرنے سے گھبراتے ہیں؟ کیوں ہمیں گالیاں نکالتے ہیں جبکہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ حکمت اور موعظۃ حسنۃ سے بات کرو۔ اسی لئے کہ ان کے پاس قرآنی تعلیم کے مطابق دلیل نہیں ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ہیں جو دلیل سے قائل ہوتے ہیں وہ مولویوں کی ان سختیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں تبلیغ کے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کم فہم لوگ دین کا علم بھی نہیں رکھتے اس لئے انہیں سمجھانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ ان کو سمجھانے کے لئے بات بہت صاف اور عام فہم کرنی چاہئے۔ امراء تو تکبر کی وجہ سے دین کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے اور کبھی ان سے بات کا موقع ملے تو مختصر اور پورا مطلب ادا کرنے والی بات ہو۔ ہاں زیادہ تر اوسط درجے کے لوگ ہیں جو بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کی طبیعت میں تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا مشکل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو زیادہ تبلیغ کرنی چاہئے اور اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 219-218۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر تبلیغ کے لئے ایک نسخہ یہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ

"اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو کہ مَنْ یَّتَقِ وَ یَصْبِرْ (یوسف:91) کے مصداق ہوں۔ ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔ پاکدامن ہوں۔ فسق و فجور سے بچنے والے ہوں۔ معاصی سے دُور رہنے والے ہوں۔ لیکن ساتھ ہی مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں۔ لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں"۔

فرمایا: "دشمن جب گفتگو میں مقابلہ کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ

ایسے جوش دلانے والے کلمات بولے جس سے فریق مخالف صبر سے باہر ہو کر اس کے ساتھ آمادہ بجنگ ہو جائے‘‘۔(ملفوظات جلد 9 صفحہ 427۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ تمہاری نیکی کی یہ خصوصیات ہونی چاہئیں۔

پھر یہ ہے کہ تھکنا نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے۔سال کا ایک رابطہ کافی نہیں ہے بلکہ سارا سال توجہ کی ضرورت ہے۔اس کے لئے اگر ذاتی تعلقات وسیع کئے جائیں تو پھر ہی سارا سال توجہ رہ سکتی ہے۔اور یہ تعلق ہی پھر نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے۔جتنی بھی بیعتیں یہاں بھی ہو رہی ہیں اکثریت ان کی ہے جن کے ساتھ ذاتی رابطے اور ذاتی تعلقات قائم ہوئے ہوئے ہیں اور ایک عرصے تک قائم رہے اور اس کے نتیجے میں بیعتیں ہوئیں۔پس جب درد ہو تو پھر اس طرح بھرپور کوشش ہوتی ہے۔ یہ ذاتی تعلقات قائم کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے احمدی ہیں جو خود بیعت کر کے احمدی ہوئے اور جب احمدیت قبول کی تو پھر اپنے قریبیوں اور دوستوں کو بھی حق کی طرف بلانے کے لئے ان میں ایک درد پیدا ہوا اور پھر انہوں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں اور کوششیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو پھل بھی لگا دیئے۔

شام کے ایک دوست اپنی تبلیغ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا ایک ایسا دوست تھا جس کا دینی علم تو اتنا زیادہ نہ تھا پھر بھی وہ دینی اعتبار سے کسی حد تک متشدد تھا۔مَیں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے کوئی ایسا طریق تبلیغ سمجھا دے جس سے یہ دوست قریب آ جائے اور سنتے ہی متنفر ہو کر دُور نہ بھاگ جائے۔ مجھے یقین تھا کہ اگر اس نے میری بات غور سے سن لی اور کچھ غور و فکر کیا تو ضرور احمدیت کے دلائل کا اس پر اثر ہو جائے گا۔ کہتے ہیں ایک دن یوں ہوُا کہ ہم دونوں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ کیسے تمام قومیں ان مسلمانوں پر ٹوٹی پڑتی ہیں اور مسلمان کس طرح حقیقی اسلام کی روح سے دُور جا پڑے ہیں۔ انہی باتوں کے دوران اس نے اچانک مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے تو مَیں ضرور کہتا کہ یہ زمانہ ایک نبی کے ظہور کا زمانہ ہے جس میں لوگوں کی اصلاح اور رجوع الی اللہ اور ان کی تعلیم و تزکیہ ایک نبی کے وجود کے سوا ممکن نہیں ہے۔لیکن خاتم النبیین کے بعد ایسا ہونا محال ہے۔اس کی یہ بات سن کر مَیں سمجھ گیا کہ اس کے ذہن میں خاتم النبیین کا غلط مفہوم اَٹکا ہوا ہے جس کی تصحیح کے بعد اس کے لئے قبولِ احمدیت کا راستہ آسان ہو جائے گا۔ یوں مجھے اس کے ساتھ بات شروع کرنے کا ایک اچھا موقع میسر آ گیا۔ موضوع مل گیا۔ چنانچہ مَیں نے اسے کہا کہ یہ بات جو آپ نے کہی ہے یہ فطرت صحیحہ کی آواز ہے۔ یقیناً اس زمانے میں نبی کی ضرورت ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم اُمّت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں اور جہالت کی وادیوں میں بھٹکتا چھوڑ دے اور کوئی دعا نہ سنے اور کسی کو اس کی ہدایت یابی کے لئے نہ بھیجے۔ ہرگز نہیں۔ چنانچہ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں۔انہوں نے اپنے دوست کو کہا کہ مَیں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ارسال فرما دیا ہے جس کا ہر سلیم الفطرت انتظار کر رہا ہے۔اس رحیم و کریم خدا نے امام مہدی علیہ السلام کو بھیج دیا ہے تا کہ اس امّت کو پستیوں سے نکال کر خدا تعالیٰ کی رضا کے بلند درجات تک پہنچا دے۔اس پر میرے دوست نے کہا ہمیں تو یہی مولویوں نے پڑھایا ہے کہ امام مہدی تو نبی نہیں ہے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے مولویوں میں سے ایک مولوی ہو گا اور روایت میں تو آتا ہے کہ اسے تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ وہ امام مہدی ہیں بلکہ لوگ اسے کہیں گے کہ آپ امام مہدی ہے اور اس کے نہ چاہتے ہوئے اس کی بیعت کر لیں گے۔ کہتے ہیں اس بات کے جواب میں ہمارے درمیان گفتگو کا ایک لمبا سلسلہ چلتا رہا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے اعلیٰ و ارفع مفہوم کی وضاحت کے ساتھ امام مہدی کی نبوت کے موضوع پر بھی بڑی سیر حاصل بحث ہوئی جس کے آخر پر میرے اس دوست نے اطمینان حاصل ہونے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ بیعت کر لی۔

تو یہ نتیجہ صبر، مستقل مزاجی، حکمت کے ذریعہ سے ہی نکلتا ہے اور ایسے نتیجے بے شمار نکل رہے ہیں جب لوگ تبلیغ کرتے ہیں۔ ایسی بیشمار مثالیں جماعت میں ملتی ہیں کہ جب کسی نے ایک درد کے ساتھ دعوت الی اللہ کی کوشش کی تو اسے پھل بھی مل گئے۔

پھر صبر، دعا اور برداشت کی ایک اور مثال بھی پیش کر دیتا ہوں۔

ایک عرب ہے۔ اب ایک افریقہ ہے وہ بھی مغربی افریقہ جہاں عیسائیت بہت زیادہ ہے۔لائبیریا سے ہمارے مبلغ نے لکھا۔ کہتے ہیں ہم تبلیغی ٹیم کے ساتھ ایک گاؤں مدینہ گئے۔ پروگرام کے مطابق سب لوگ اکٹھے ہوئے۔ پہلے جماعت کا پیغام دیا پھر بڑے اچھے ماحول میں سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔لگتا تھا کہ ہر ایک مطمئن تھا کہ اچانک دو نیم تعلیم یافتہ آدمی جو اپنے آپ کو مولوی سمجھتے ہیں انہوں نے اس رنگ میں مجلس میں دخل اندازی شروع کر دی کہ سارا ماحول خراب ہو گیا۔ بڑھ بڑھ کے باتیں کرنا، ماحول کو بگاڑنا، شور مچانا اور ان کا مقصد بھی وقتی طور پر تبلیغ کے اثر کو زائل کرنا تھا۔تو ہمارے مبلغ نے ایک خادم احمدیت دیدات صاحب کو کہا کہ آپ ان کے سوالوں کے جواب جاری رکھیں اور کہتے ہیں مَیں خود یہ سوچ کر دعا کے لئے علیحدہ ہو گیا کہ ظاہری طور پر جو کوشش ہو سکتی تھی وہ ہم نے کی ہے لیکن شیطان صفت لوگوں نے مجلس کو خراب کر دیا ہے اس لئے اگر اللہ چاہے تو ضرور یہ ہدایت پا جائیں گے کیونکہ ہدایت تو اللہ نے دینی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہی ہوا۔ اگلے دن اس گاؤں سے دو نمائندے اس پیغام کے ساتھ آئے کہ کل کی تبلیغ اور اس کے بعد کے واقعات پر ہم نے رات بہت غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حق آپ کے ساتھ ہے اس لئے ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ صرف یہ بتا دیں کہ بیعت کے فارم ہم نے خود پُر کرنے ہیں یا آپ اس مقصد کے لئے ہمارے گاؤں دوبارہ آئیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں سب نے بیعت کر لی۔

تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتیں جو اسلام کی سچائی کی دلیل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں کہ خدا تعالیٰ جہاں صبر اور برداشت کی توفیق دیتا ہے وہاں دعاؤں کو بھی قبول فرماتا ہے اور اپنی اس بات کا بھی نظارہ دکھاتا ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی نے دینی ہے اور شیطان کی تمام تر کوششوں کے باوجود ہدایت دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہوا چلائی ہے اس کا حصہ ہر احمدی کو بننا چاہئے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دعوت الی اللہ کی طرف بلانے والوں کو جو مختلف طریقے اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اس میں دعوت الی اللہ کرنے والے کو اپنی حالت کے سدھارنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس کو اپنی ذاتی حالت کو بدلنا ہے۔ اعمال صالحہ بجا لانے کی طرف توجہ دلائی ہے اور کامل فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ: ’’اسلام کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ‘‘۔(ملفوظات جلد 8 صفحہ 323۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینے کی کیا حالت ہو گئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔یعنی وہیں جو صحابہ تھے ان میں ایک عجیب افراتفری پیدا ہو گئی تھی اور اس کے کچھ عرصے کے بعد پھر منافقوں نے بھی زور لگانا شروع کر دیا۔ پس اس تبدیلی کو مدّنظر رکھو۔ یہ مدینہ ہی تھا جہاں ایک زمانے میں صحابہ پھرتے تھے اور جب حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ہوُا تو وہاں منافقین کا زور ہو گیا اور صحابہ گھروں میں بند ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ پس اس تبدیلی کو مدّنظر رکھو کہ یہ واقعہ وہاں بھی ہو گیا تھا اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اصل چیز انجام ہے۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اس نمونے کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو تعلیم کا حامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونے سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی کہے کہ شراب نہ پیو۔ ایک زانی اگر کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ فرمایا جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 264 ۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس دنیا کی اصلاح کا اگر بیڑا ہم نے اٹھایا ہے، اگر دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے ہم نے آگاہ کرنا ہے تو پھر ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کے لئے چند لوگوں کے اپنے آپ کو پیش کرنے سے ہم دنیا میں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ جماعت کو فرمایا تھا کہ ہر احمدی کو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور دعوت الی اللہ میں اپنا نام لکھوانا چاہئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 325-324) اور جب ایسی حالت ہو گی تبھی ہر احمدی کو اپنی حالتوں کے سدھارنے کی طرف بھی توجہ ہو گی، تبھی دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام بھی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی فعلی شہادت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور بہت سے لوگوں کے سینے کھل رہے ہیں لیکن ہمیں اپنے فرائض کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آجکل ہمیں تبلیغ کی بہت سی سہولتیں مہیا فرما دی ہیں جن کا پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں۔ان سے ہر احمدی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔صرف اپنی ترجیحات بدلنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر کے ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکے۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے والا بن سکے۔

پس آج دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی ذمہ داری مسیح محمدی کے غلاموں کی ہے۔ دنیا کی بقا آج ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے صرف تھوڑے سے لٹریچر یا چند سیمینار یا چند میٹنگز کام نہیں کریں گی بلکہ ہمارے ہر طبقے کو اپنے اپنے حلقے میں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے آگے آنا ہو گا۔ مستقل مزاجی سے اس کام میں جُت جانا ہو گا۔ اپنے عملوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہو گا اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے عبادت کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کر کے یہاں سے جانا چاہئے کہ ہم دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے سامان کریں گے انشاء اللہ۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے عملوں کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ (باقی پہ تو آپ انشاء اللہ کہتے رہے ہیں اور عملوں پہ آپ خاموش ہو گئے ہیں) اور کسی کو اپنے پر اس بات پر انگلی نہیں اٹھانے دیں گے کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جلسے کے بعد آپ سب کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں واپس لے جائے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

بقیہ۔۔احمدیوں پر مظالم..........

...............۔۔از صفحہ نمبر 35

کے خلاف جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا۔

☆ چک 109 ج ب ضلع فیصل آباد میں احمدیہ مسجد کی تعمیر رکوا کر وہاں کے 6/احمدیوں کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔

☆ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ سے بعد اب تک 18/احمدیوں کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے تحت مقدمات قائم کیے گئے۔

☆ پچانوے فیصد احمدیوں کی اکثریت رکھنے والے شہر ربوہ میں بدستور اینٹی احمدیہ کانفرنسز جاری ہیں اور مُلّاں کھلے عام سپیکر پر احمدیوں کے خلاف نفرت انگیزی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ ببانگِ دہل احمدیوں کے قتل کے فتوے دینا اور احمدیت کو مٹا دینے کے عہد لینا ملّاں کا وطیرہ ہے۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان
{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر172)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ مئی اور جون 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اورشریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔آمین

ماہنامہ'انصاراللہ' کے خلاف قائم مقدمہ پراَپ ڈیٹ

لاہور؛ جون 2015ء: ہم نے اپنی مارچ 2015ء کی رپورٹ میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ماہنامہ انصاراللہ کے پرنٹر طاہرمہدی امتیاز احمد وڑائچ کو30/مارچ 2015ء کے روز لاہور میں کمرۂ عدالت سے گرفتار کرلیا گیا تھا۔طاہر مہدی اپنے خلاف قائم ہونے والے ایک مقدمہ میں ضمانت قبل ازگرفتاری حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

طاہرمہدی کے خلاف ملّاں کے ایماء پر لاہور کے علاقہ ملّت ٹاؤن کے تھانہ میں توہینِ رسالت ایکٹ دفعہ 295-Aاور امتناعِ قادیانیت آرڈیننس دفعہ 298-C کے تحت لگ بھگ ایک سال قبل مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔

پولیس نے طاہرمہدی کے خلاف ابتدائی طور پر تین روز کا ریمانڈ طلب کیا تھا جس کے بعد عدالت نے انہیں جوڈیشل کسٹڈی میں دینے کے احکامات جاری کردیے تھے۔

ان کی رہائی کے لئے عدالتِ عالیہ میں ایک اپیل دائر کی گئی۔ جج نے اس اپیل کو پانچ روز تک سن کر 8/اپریل کے روزاسے خارج کردیا۔

یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ ان کے خلاف قائم کیا جانے والا مقدّمہ سراسر جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔ایک ملّاں نے ذاتی طور پر ایک ایسے رسالہ کو بنیاد بنا کر مقدمہ درج کروایا جس کے اندر پاکستانی قانون کے مطابق کسی بھی قسم کا کوئی بھی قابلِ اعتراض موادموجودنہیں۔طاہرمہدی اس رسالے کے پرنٹر ہیں اور یہ اس موقع پر موجود بھی نہیں تھے جس کے بعد انگیخت ہوکر مُلّاں نے تھانے میں رپورٹ درج کروائی تھی۔ان تمام امور کو پیشِ نظر رکھنے کے باوجود فاضل عدالت نے طاہرمہدی کی ضمانت لینے سے انکارکردیا۔

ایک اورافسوسناک بات یہ بھی ہے کہ ان کی ضمانت کی اپیل پر اسٹیٹ پراسیکیوٹر نے اعتراضات اٹھائے جبکہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی ہدایات کے مطابق اسٹیٹ کا فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، 9فروری 2013ء)

اس جھوٹے مقدمے میں ہونے والی اس گرفتاری کے خلاف سیشن کورٹ میں دائر کی جانے والی اپیل بھی 22/اپریل کوخارج کردی گئی۔

اس کے بعد یہ معاملہ ہائی کورٹ میں لے جایا گیا۔

جسٹس یاورعلی نے 28/مئی کو یہ 'فیصلہ' سنایا کہ وہ اس مقدمہ کو نہیں سن سکتے اور اس مقدمہ کو سماعت کے لئے سپریم کورٹ کوبھجوادیا۔البتہ انہوں نے اس مقدمہ کے نہ سننے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ ہائی کورٹ میں اگلی سماعت 16/جون کوتھی جو کہ 18/جون کو منتقل کردی گئی۔لیکن اس روز کوئی سماعت عمل میں نہ لائی جاسکی۔ چنانچہ اگلی تاریخ 22/جون دی گئی جو کہ بعد میں 6/جولائی دے دی گئی۔ اب تک موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ بدستوراسیر ہیں۔

چناب نگر میں نفرت انگیزی پر مبنی کورس

چناب نگر؛ 28/مئی 2015ء: روزنامہ ایکسپریس میں شائع کی جانے والی ایک خبر کے مطابق ربوہ (چناب نگر) میں بائیس روزہ ردِّ قادیانیت کورس کروایا گیا۔ یہ کورس احمدیوں کی اکثریت پر مبنی شہر ربوہ میں واقع جامع مسجد مسلم کالونی میں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے زیرِ انتظام کروایا گیا۔رحمت للعالمینؐ کی خاتمیت کے مقدّس نام پر فرقہ واریت کو ہوا دینے والی یہ تنظیم کن عناصر کے ایماء پر اپنی کارروائیاں عمل میں لا رہی ہے یہ شاید اب ایک کھلا راز بن چکا ہے۔

تفصیلات کے مطابق اس کورس میں: ہزاروں 'پروانوں' نے شرکت کی۔مسجد کے اندر ایک بینر لگایا گیا تھا جس پر تحریر تھا:'اے مسلمان جب توکسی مرزائی سے ہاتھ ملاتا ہے توگنبدِ خضریٰ میں نبی پاک کا دل دکھتا ہے۔'

روزنامہ ایکسپریس کے اسی شمارے میں ایک اور صفحہ پر ایک سہ کالمی خبر کچھ اس طرح بھی شائع کی گئی۔

۔قادیانی گروہ پاکستان اور اسلام کا دشمن اور غدار ہے۔(علمائے کرام)

۔متعدد علماء نے اپنی تقاریر میں یہ بھی کہا کہ'احمدی امریکہ اور اسرائیل کے زیرِ سرپرستی اپنی کارروائیاں سرانجام دے رہے ہیں۔' قادیانی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں، کسی بھی حکمران کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ ہمیں پاکستان کا امن و امان عزیز ہے۔ ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری نہ سمجھا جائے۔وغیرہ وغیرہ۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے گزشتہ سال شدّت پسندی کی روک تھام کے لئے واضح احکامات جاری کیے تھے۔اور زبان زدِ عام 'نیشنل ایکشن پلان' کے مطابق 'وطنِ عزیز کے کسی بھی حصہ میں شدّت پسندی کو باقی نہیں رہنے دیا جائے گا۔' اگر مذکورہ بالا رپورٹ شدّت پسندی کی موجودگی کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟

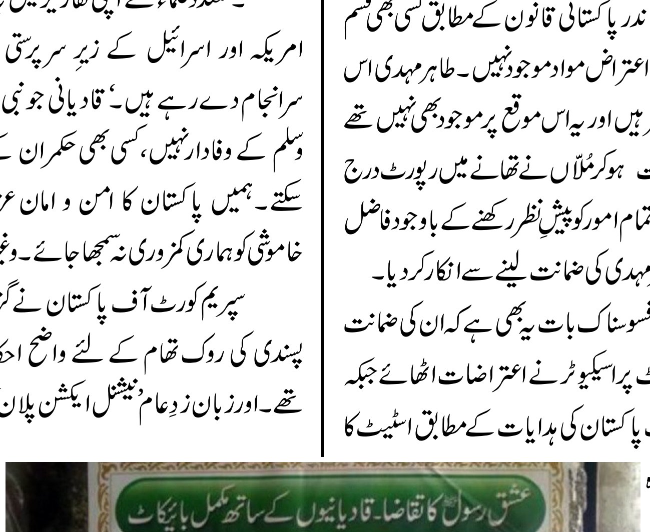

لاہور میں ہونے والے بعض واقعات

الفیصل ٹاؤن، لاہور کینٹ؛ 7/جون 2015ء: یہاں پر موجود ایک مدرسہ 'انوار العلوم' کے ملاّؤں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک جلوس نکالا۔ یہ لوگ دوپہر ایک بجے کے بعد اپنے مدرسہ سے نکلے اور بازار میں احمدیوں کی مخالفت پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنے لگے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے احمدیوں کی مخالفت پر مبنی تحریرات پر مشتمل سٹکرز کو بھی متعدد جگہوں پر چسپاں کیا۔

چائنا سکیم: باغبانپورہ میں ایک احمدی سلطان احمد ایک پرائیویٹ سکول چلاتے ہیں۔اس میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد تین صد کے قریب ہے اور یہ سکول علاقہ میں اچھی شہرت کا حامل ہے۔

ملّاں کو ایک احمدی کے اسکول کی اچھی شہرت ایک آنکھ نہ بھائی چنانچہ اس نے اس سکول کے خلاف ایک تحریک چلادی۔بیس کے قریب بدقماش لوگ یکم رمضان المبارک کو شام سوا چھ بجے کے قریب اس سکول کے علاقہ میں آئے۔ ان لوگوں نے اردگرد رہنے والے لوگوں کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کر اینٹی احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد سے اب تک ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والے ملّاں نے گویا اس سکول کے خلاف تحریک چلانے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔نتیجۃً سکول میں پڑھنے والے کچھ طلباء یہاں سے دوسرے سکولوں میں منتقل ہوگئے ہیں۔

شدّت پسندی کے 'مبلغ'

انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے ایک رہنما ملّاں غلام مصطفیٰ کا ایک بیان دائیں بازو کے اخبار روزنامہ نوائے وقت کی 11/جون 2015ء کی اشاعت میں شامل ہوا جو قارئین کے سامنے پیش ہے:

''سلانوالی (نامہ نگار) مرزائیوں کو با اخلاق کہنے والے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ وقت کی اہم ضرورت ہے اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور گفتگو کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے انٹرنیشنل مبلغ اور مسلم کالونی چناب نگر مرکز ختمِ نبوّت کے مدیر مولانا غلام مصطفیٰ نے سلانوالی میں عقیدہ ختمِ نبوّت کے حوالہ سے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ...... انسان خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرلے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تو تمام اعمال بے کار ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانی دین اسلام ملک وقوم بلکہ عالم اسلام کے دشمن اوّل ہیں جو اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ مل کر عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں انہوں نے کہا مرزائی کے آئین کے مطابق غیر مسلم ہیں۔''

قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ وقت کی اہم ضرورت ہے: غلام مصطفیٰ

گناہ کو جائز سمجھنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے: قادیانی اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں

سلانوالی (نامہ نگار) مرزائیوں کو بااخلاق کہنے والے گناہ کے مرتکب ہوں گے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ وقت کی اہم ضرورت ہے اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور گفتگو کرنا گناہ کبیرہ ہے ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم بنوت کے انٹرنیشنل مبلغ اور مسلم کالونی چناب نگر مرکز ختم نبوت کے مدیر مولانا غلام مصطفیٰ نے سلانوالی میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے ایک احتجاع سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ گناہ کرنے سے نہیں گناہ کو جائز سمجھنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور اور انسان گناہ کرتے کرتے تھک جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھکتا انہوں نے کہا کہ انسان خواہ کتنے ہی نیک اعمال کر لے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کی توتمام اعمال بے کار ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانی دین اسلام ملک وقوم بلکہ عالم اسلام کے دشمن اول ہیں جو اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ ملکر عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ مرزائی کے آئین کے مطابق غیر مسلم ہیں۔

اس بیان میں جہاں ایک طرف احمدیوں کے خلاف مفروضوں پر مبنی اور حقیقت کے سراسر برخلاف الزامات کی بوچھاڑ کی گئی ہے وہاں ملک میں شدّت پسندی کی روک تھام کے لئے جاری کیے جانے والے نیشنل ایکشن پلان اور سپریم کورٹ کی رولنگ (19 جون 2014ء) کی بھی سراسر خلاف ورزی کی گئی ہے۔لیکن انتظامیہ اس موقعہ پر اس ملّاں کے خلاف کوئی کارروائی کرتی دکھائی نہیں دیتی۔

پاکستان عوامی تحریک کا رہنما احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش

خوشاب: شاہ شمس الآفرین جو علاّمہ طاہر القادری کی سرکردگی میں چلنے والی پاکستانی عوامی تحریک کا ضلعی رہنما ہے آج کل جماعتِ احمدیہ کے خلاف سرگرم نظر آتا ہے۔ اس کی بیٹی نے جو الائیڈ سکول میں طالبہ علم ہے اپنے سکول میں مخالفتِ احمدیت پر مبنی سٹکرز لگائے جس کی بنا پر سکول کی انتظامیہ نے اسے وارننگ دی۔اس کے باوجود اس بچی نے سکول کے بچوں میں اینٹی احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس لڑکی کے والد نے شہر خوشاب کے مضافاتی علاقوں کا دورہ کر کے لوگوں کو اس امر پر اکسایا کہ وہ اپنے مقامی علاقوں سے احمدیوں کو بے دخل کریں۔

شاہ شمس العارفین معلوم ہوتا ہے کہ ایک 'عادی' شر پسند ہے۔ کچھ ماہ قبل اسے تھانہ قائد آباد کے جلاؤ اور گھیراؤ کے الزام میں دھرلیا گیا تھا۔اس کے بعد ہائی کورٹ سے اس کی ضمانت کروانا پڑی تھی۔

عارفین کے ساتھیوں میں سے ایک چوہدری صداقت بھی ہے جس نے پولیس میں رپورٹ درج کروائی تھی کہ ایک احمدی کے اسے 'السلام علیکم' کہہ کر اس پر 'سلامتی بھیجنے' اور ایک فوت شدہ مسلمان کے حق میں کی جانے والی 'دعا' میں شامل ہونے سے اس کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں۔

سپریم کورٹ کا قابلِ تحسین فیصلہ اور انتظامیہ کی سردمہری

19/جون 2014ء کو سپریم کورٹ کے تین ججز پر مشتمل ایک بینچ نے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کے حق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بعض رولنگز دی تھیں جن کے ساتھ ساتھ ایک آٹھ نکاتی ایجنڈا بھی دیا گیا تھا۔اس فیصلہ کے بعد صرف احمدیوں پر پاکستان میں کیا مظالم ڈھائے گئے ان کی تفاصیل گذشتہ رپورٹس میں پیش کی جاتی رہی ہیں اور کی جارہی ہیں۔ ذیل میں خلاصۃً ان میں سے چیدہ چیدہ واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

☆ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کے صرف پانچ ہفتے بعد انتہائی افسوسناک سانحہ گوجرانوالہ پیش آیا جس میں ایک احمدی خاتون دو کم سن بچیوں سمیت اپنی جان کی بازی ہار گئیں۔ایک خاتون کا حمل ضائع ہوگیا۔

☆ اس فیصلہ کے بعد سے اب تک آٹھ احمدیوں کو مذہبی تعصب کی بناء پر شہید کر دیا گیا۔کوئی مجرم ابھی تک گرفتار نہیں کیا جاسکا۔

☆ پچنند میں موجود احمدیہ مسجد کے محراب اور میناروں کو ضلعی انتظامیہ نے شہید کردیا۔

☆ ڈی سی او چنیوٹ کے کارندوں نے چنیوٹ میں واقع ایک احمدی کی دکان کا دورہ کیا اور وہاں پر تحریر کردہ قرآنی آیات پر اعتراضات کیے۔اسی روز شام کو کسی شقی القلب نے وہاں تحریر شدہ آیاتِ قرآنی پر کالا رنگ پھیر دیا۔

☆ بھکر کے علاقہ میں ایک احمدی کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔مقدمہ کے بنیادی گواہ نے اس احمدی کے خلاف گواہی دینے سے انکار کردیا لیکن جج نے گواہی کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے اپنی صوابدید پر ہی اس احمدی کو سزا سنادی۔

☆ ضلع بدین کے قصبہ خدا آباد میں پانچ احمدیوں

باقی صفحہ نمبر 34 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ذہانت کا اعتراف اور قبولیت دعا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 فروری 2011ء میں مکرم ملک الطاف الرحمٰن صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے چند غیرمعمولی واقعات تحریر ہیں۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ 1952ء میں حضرت مصلح موعودؓ کراچی تشریف لائے تو مَیں ملیر چھاؤنی میں تھا۔ کئی دیگر احمدی افسران بھی وہاں تھے۔ ہم نے حضورؓ کی خدمت میں آفیسر مَیس میں آکر خطاب کرنے کی درخواست کی۔ مَیس سیکرٹری نے اجازت دے دی۔ جس دن پروگرام تھا اُس روز صبح مَیس سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ ہم یہ پروگرام مَیس میں نہیں کرسکتے۔ ہم دوست بہت پریشان تھے کہ میرے ایک غیراحمدی دوست کرنل ممتاز صاحب نے کہا کہ اُن کی کوٹھی مَیس کے ساتھ ہے، وہاں پروگرام کرلیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وقت مقررہ پر حضورؓ تشریف لائے اور اپنے خطاب میں موقع کی مناسبت سے جدید ہتھیاروں کے متعلق روشنی ڈالی۔ کرنل ممتاز میرے کان میں کہنے لگے کہ آپ کے حضور خلیفہ بننے سے پہلے فوج میں ضرور رہے ہیں ورنہ اتنا علم بغیر فوج کی ملازمت کے نہیں ہوسکتا۔

پروگرام کا اختتام ہوا تو ایک فوجی افسر کی بیوی نے میرے ذریعہ حضورؓ سے دعا کی درخواست کی کہ اُن کے میاں شراب چھوڑ دیں۔ حضورؓ نے وہیں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے بعد فرمایا: ’’آج کے بعد یہ شراب نہیں پیئے گا‘‘۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حفیظ ابن حفیظ (مَیس سیکرٹری) جس نے اجازت دے کر واپس لے لی تھی، اُس کی بعض غلطیوں کی وجہ سے، بعد میں اُس کا کورٹ مارشل ہوا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 فروری 2011ء میں مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو انہوں نے اُس ناقابلِ فراموش نظارہ سے متأثر ہوکر کہی تھی جب (نوسال کی عمر میں انہوں نے دیکھا کہ) ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر بارش کے باوجود ہزاروں افراد کا مجمع دَم سادھے حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر سنتا رہا تھا۔

اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

محبتوں کے نُور کی جھلک مجھے بھی یاد ہے
ترے حسین رُوپ کی چمک مجھے بھی یاد ہے
مجھے ہے یاد آج بھی وہ تیری چشمِ نیم وا
تری جبین ناز کی دمک مجھے بھی یاد ہے

بس اِک ذرا سی بات ہے کہ روئیداد کچھ نہیں
وہ عمر ایسی عمر بھی کہ اَور یاد کچھ نہیں
وہ شام ایسی شام تھی وہ شام بھولتی نہیں
پھر اس کے بعد کیا ہوا چہ بادا باد کچھ نہیں

بہت سے سال کٹ گئے ہیں گو ترے وصال کو
مَیں بھول پائی ہی نہیں ہوں اس عجیب سال کو
جو قادیاں میں کٹ گئی وہ اِک عجیب شام تھی
مَیں کیسے بھول پاؤں گی چمن کے اس غزال کو

حضرت مصلح موعودؓ کی پُرکشش شخصیت اور پُرحکمت بیان

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 فروری 2011ء میں مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں چند پُرحکمت امور بیان ہوئے ہیں۔

☆ ایک غیراز جماعت دانشور نے قادیان جاکر حضرت مصلح موعودؓ کا خطاب سننے کے بعد لکھا: سارا ہجوم اس پاک نفس کی ایک چھوٹی انگلی کے اشارے پر چل رہا ہے۔ ہر شخص سرتسلیم خم کرتا ہوا اور اپنے امام کی محبت میں رنگین ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ یہ شخص قلم کا دھنی بھی ہے۔ تقریر کا اعلیٰ درجہ کا ماہر بھی اور تنظیم کا اعلیٰ درجہ کا گورنر بھی۔

☆ ایک معزز غیراز جماعت رئیس نے بریڈلا ہال لاہور میں حضورؓ کی معرکۃ الآراء تقریر سننے کے بعد لکھا: ایک نہایت قابل قدر اور برجستہ تقریر کی جس کی دشمن بھی داد دینے لگے۔ سامعین پر وجد طاری ہوگیا۔ مسٹر جے ویو بیرسٹر نے بے ساختہ کہا: مجھ پر اس تقریر کا جتنا اثر ہوا کبھی کسی تقریر کا نہیں ہوا۔ رائے صاحب نندرام اکثر تعریف کرتے تھے کہ مرزا صاحب نہایت اچھا بولنے والے ہیں اور ان کی تقریر کا ہر ایک شخص پر اثر ہوتا ہے۔

☆ جب حضورؓ نے کتاب ’’تحفۃ الملوک‘‘ لکھی تو قادیان میں خود ہی ایک اجلاس میں پڑھ کر سنائی۔ یہ نہایت رقّت آمیز اور مؤثر واقعہ تھا جس کے دوران باوجود گرمی کی تپش اور ہوا کی بندش کے سامعین ایک محویت کے عالم میں بُت بنے بیٹھے تھے۔ اس کتاب کے متعلق ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے لکھا کہ: ایک شخص نے حضور کا ’’تحفۃ الملوک‘‘ پڑھا۔ کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت اور قوّت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہیں آسکے گا۔ پھر اس نے ’’القول الفصل‘‘ پڑھ کر بھی رائے قائم کی کہ یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جس کے کلام میں بچپن یا جوشِ شباب یا ناتجربہ کاری یا پست ہمّتی کا شائبہ تک نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے جس کے کلام میں قوّت وعظمت اور جلال کی روح پائی جاتی ہے۔

☆ بریڈلا ہال میں حضورؓ کی تقریر کا عنوان ’’اسلام اور تعلقات بین الاقوام‘‘ تھا۔ یہ خطاب سننے کے بعد صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور جناب سید عبدالقادر صاحب نے حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر نہایت اصرار اور اشتیاق سے درخواست کی کہ قرون اولیٰ میں پیدا ہونے والے فتنوں کی وجوہ اور اسباب کے متعلق بھی ضرور تقریر فرمائیں۔ حضورؓ نے اُن کی اس خواہش کا پاس کرتے ہوئے اس نہایت مشکل اور دقیق موضوع پر صرف دو دن بعد ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس تقریب کی صدارت جناب سید عبدالقار صاحب نے کی اور حضورؓ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا: آج کے لیکچرار اس عزت، شہرت اور اس پائے کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

خطاب کے بعد جناب سیّد صاحب نے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ایسا مدلّل مضمون، تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔

☆ ایک سخت مخالف وکیل جو بقول خود تماشہ دیکھنے قادیان گئے تھے، لیکن حضورؓ کا خطاب سننے کے بعد لکھتے ہیں: حضورؓ کی باتیں انجمن خدام الاحمدیہ ہی کے جلسہ میں سنیں۔ اس گراں مایہ شخصیت کے متعلق جتنے شکوک مَیں اپنے دل میں لے کر آیا تھا تمام کے تمام اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اتنا سادہ اور پُرزور کلام مَیں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ سادہ باتوں میں خدا جانے کہاں کی جاذبیت تھی کہ مَیں نے ایک ایک لفظ ہمہ تن گوش ہوکر سنا اور اپنے آپ کو زندہ سے زندہ تر پایا۔ (جلسہ سالانہ میں) حضور کی دیگر تقاریر بھی اپنی سادگی، برجستگی اور تاثیر کے لحاظ سے بے مثل تھیں۔ باوجود ان تأثرات کے مَیں پکّا غیراحمدی رہا اور گھر کو روانہ ہوا۔ گاڑی میں بہت سے لوگ احمدی تھے۔ ایک شخص کے پاس چند کتب تھیں۔ مَیں نے دفع الوقتی کے لئے کتاب ’’انقلاب حقیقی‘‘ اٹھالی اور پڑھنے لگا۔ اس کتاب کے ختم کرنے تک مَیں احمدی ہوچکا تھا۔ گھر آکر بیعت کا فارم پُر کرکے امیر جماعت سیالکوٹ کو بھجوا دیا جس کے زیرعنوان یہ فی البدیہہ رباعی تھی:

عید قرباں ہے آج اے تنویرؔ
مجھ پہ ہے فضلِ ربّ سبحانی
پیش کرتا ہوں روح و قلب و دماغ
کاش منظور ہو یہ قربانی

یہ سیالکوٹی وکیل مشہور صحافی، صاحب طرز ادیب اور نامور شاعر محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر تھے جو لمبا عرصہ اخبار الفضل کے مدیر بھی رہے۔

عہد خلافت خامسہ میں پوری ہونے والی عظیم پیشگوئیاں اور نشانات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں خلافت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

۞ زندہ خدا کی قائم کردہ خلافت کی سچائی کا ایک ثبوت یہ بھی ہوتا ہے کہ ماضی میں اہل اللہ کی طرف سے دی گئی خبریں اس عرصہ میں تکمیل کو پہنچتی ہیں اور اس مقدس وجود کے منجانب اللہ ہونے کی بھی دلیل بنتی ہیں جو سریر آرائے خلافت ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت عہد خلافت میں بھی صلحاء کی زبان سے کی جانے والی پیشگوئیاں پورا ہونے کا نظام جاری ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالمِ کشف میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے فرمایا کہ اب تُو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔ یہ پیشگوئی آپؓ کی اولاد میں پوری ہوئی۔

اسی طرح 28 مئی 1907ء کے الہامات ہیں:

☆ عَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰى خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔ اس کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دے گا۔

☆ اَمَّرَهُ اللّٰهُ عَلٰى خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔ اس کو یعنی شریف کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر امیر کرے گا۔

☆ جنوری 1907ء۔ شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو ردّ کرے۔

☆ دسمبر 1907ء کا الہام ہے: اِنِّیْ مَعَکَ یَامَسْرُوْر۔ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔

۞ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اصحاب کو بھی یہ خبر دی گئی تھی کہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اولاد میں سے آپؓ کے جانشین اور خلفاء پیدا ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالستار صاحبؓ ساکن خوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی میں دیکھا کہ ’’میاں محمود اور شریف احمد مسیح موعود کے ولی عہد ہیں‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک رؤیا یوں بیان فرمائی کہ مَیں عربی بلاد میں ہوں اور ایک موٹر میں سوار ہوں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحب کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں۔ ایک جگہ جاکر دوسری موٹر جو میں سمجھتا ہوں میاں شریف احمد صاحب کی ہے کسی اَور طرف چلی گئی ہے اور میری موٹر اَور طرف۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موٹر ڈاک بنگلے کی طرف جارہی ہے۔ بنگلہ کے پاس جب میں موٹر سے اترا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے، میرے پاس آئے ہیں، میں اس وقت اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن ان عربوں کے آجانے کی وجہ سے آگیا ہوں۔ انہوں نے آتے ہی کہا: السلام علیکم یاسیّدی۔ مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم عربی بلاد سے آئے ہیں اور ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر مَیں نے ان سے پوچھا کہ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہو؟ تو ان کے لیڈر نے جواب دیا کہ جِئْنَا لِنَسْتَشِیْرَکَ فِی الْاُمُوْرِ الْاِقْتِصَادِیَّۃِ وَالتَّعْلِیْمِیَّۃِ۔ اور غالباً سیاسی اور ایک اور لفظ بھی کہا۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا اور ان سے کہا کہ مکان میں آجائیے، وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چُنا ہؤا ہے اور کرسیاں لگی ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں، ان کے لئے یہ انتظام ہو۔ اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور اردگرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔……

مضمون نگار کے خیال میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب سے مراد حضور انور ایدہ اللہ ہیں۔ ان کی موٹر کا راستہ الگ ہوجانے سے مراد الگ الگ حکمت عملی ہے جو پہلے اور تھی اب MTA کے ذریعہ بدل گئی ہے۔ نیز عرب حضور سے قادیان میں نہیں ملے کیونکہ حضور کا مستقر لندن ہے۔ اسی لئے رؤیا میں انگریزوں کا ذکر بھی ہے۔ اور پھلوں سے مراد بیعتیں ہیں۔

۞ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ روایت

فرمائی کہ ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا جو حارث بن حراث کہلائے گا یعنی پیشہ کے اعتبار سے زمیندار ہوگا اس کے لشکر کا ایک سردار منصور نامی ہوگا اس سے آل محمدؐ کو تمکنت حاصل ہوگی اور اس کی مدد کرنا ہر مومن پر واجب ہوگا۔

یہاں حضرت مرزا منصور احمد صاحب ہی حارث حراث ہیں۔ خود حضور انور نے ایگریکلچرل اکنامکس میں M.Sc. کیا، احمدیہ زرعی فارم ٹمالے (غانا) کے مینیجر رہے اور غانا میں پہلی مرتبہ گندم اُگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

۞ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ 8 مئی 1987ء میں اپنا یہ خواب بیان فرمایا تھا کہ حضرت بوزینب صاحبہ (صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی والدہ) تشریف لائی ہیں۔ قد بھی بڑا ہے۔ جس حالت میں جسم تھا اس کے مقابل پر زیادہ پُرشوکت نظر آتی ہیں۔ آپ آ کے مجھے گلے لگتی ہیں لیکن گلے لگ کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور بغیر الفاظ کے مجھ تک ان کا یہ مضمون پہنچتا ہے کہ مَیں خود نہیں ملنے آئی بلکہ ملانے آئی ہوں۔ اس کے معاً بعد ایک خیمہ سے حضرت پھوپھی جان نکلتی ہیں گویا کہ وہ اُن کو ملانے کی خاطر تشریف لائی تھیں۔ خواب میں ایسا منظر ہے کہ اَور نہ کوئی بات ہوئی ہے نہ کوئی اور نظارہ ہے۔ دائیں بائیں صرف خیمہ سے آپ کا نکلنا ہے اور بہت ہی خوش لباس ہیں، اچھی صحت ہے، آپ جب گلے لگتی ہیں تو اس قدر محبت اور پیار سے گلے لگتی ہیں اور اتنی دیر تک گلے لگائے رکھتی ہیں کہ اس خواب میں حقیقت کا احساس ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ جب میری آنکھ کھلی تو لذّت سے میرا سینہ بھرا ہوا تھا اور بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی مل کے گئی ہیں۔ لیکن اس میں ایک غم کے پہلو کی طرف توجہ گئی کہ زینب نام میں ایک غم کا پہلو پایا جاتا ہے لیکن اُس وقت یہ خیال نہیں آیا کہ یہ الوداعی معانقہ ہے۔ میرا دل اس طرف گیا کہ شاید جماعت پر کوئی اور ابتلا آنے والا ہے ایک غم کی خبر ہوگی اس سے۔ فکر پیدا ہوگئی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو حفاظت میں رکھے گا۔

غالباً اس رؤیا میں حضرت بوزینب صاحبہؓ کے نام میں غم سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہے۔ اور ان کا بغیر لفظوں کے یہ پیغام پہنچانا کہ میں خود ملنے نہیں آئی بلکہ ملانے آئی ہوں میں یہ مضمون ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ذریعہ سلسلہ خلافت کو جوڑنے آئی ہیں۔ اور قد زیادہ پُرشوکت نظر آنے سے مراد بھی خلافت کا مقام ہے۔

۞ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا میں ایم ٹی اے پر ٹیلی فون کالوں اور اعتراضوں کا جواب دینے کا ذکر بھی موجود ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ کسی سرکاری افسر نے کوئی تقریر ایسی کی ہے جس میں احمدیت پر کچھ اعتراضات ہیں۔ اس کو سن کر حضرت مسیح موعودؑ ایک پبلک فون کی جگہ پر چلے گئے اور فون پر اس کی تردید شروع کی۔ مگر بجائے آپ کی آواز فون میں جانے کے، ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اس فون میں آپ نے سب اعتراضوں کو ردّ کیا ہے جو اس افسر کی طرف سے لئے گئے ہیں۔

۞ ایم ٹی اے کے ذریعہ مواصلاتی فتوحات کے تذکرہ کے دوران خلافت خامسہ میں اس کی نئی شاخوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا تذکرہ بھی سابقہ پیشگوئیوں میں موجود ہے۔

☆ 23 جون 2003ء سے ایم ٹی اے کی نشریات Asia Sat 3 پر شروع ہوگئیں اور دنیا کے آخری جزیرہ تاویونی میں بھی واضح سگنل موصول ہونے لگے۔

☆ 22/اپریل 2004ء سے ایم ٹی اے کے دوسرے چینل MTA الثانیہ کا اجراء ہوا۔

☆ 23 مارچ 2006ء کو ایم ٹی اے کے نئے آٹومیٹڈ براڈ کاسٹ سسٹم کا افتتاح ہوا۔

☆ 10 جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کی نشریات شروع ہوگئیں۔

☆ 23 مارچ 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کا اجراء ہوا۔ اس چینل نے عرب دنیا میں ایک ہلچل مچادی ہے۔

۞ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

یہ الہام مختلف رنگوں میں پورا ہوتا رہا مگر خلافت خامسہ میں اس الہام نے ایک نیا جلوہ دکھایا اور 16 دسمبر 2005ء کو قادیان کی مسجد اقصیٰ سے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی صورت میں مسیح موعود کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچنے لگی اور یہ پیغام جلسہ کے خطابات کے علاوہ 5 خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ کی صورت میں گونجتا رہا۔

اس کے 3 ماہ بعد 28/اپریل 2006ء کو زمین کے کنارے فجی سے حضور کا خطبہ جمعہ زمین کی تمام بلندیوں اور پستیوں میں نشر ہوا جسے فجی کے نیشنل ٹی وی نے بھی Live نشر کیا۔ حضور نے 2 مئی 2006ء کو جزیرہ تاویونی پر لوائے احمدیت لہرایا جہاں سے Date Line گزرتی ہے۔

پس قادیان سے زمین کے کناروں تک اور زمین کے کناروں سے تمام دنیا تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کا ابلاغ احمدیت کے مواصلاتی اور فضائی دَور کا نیا سنگ میل ہے۔

۞ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے 1920ء میں ایک مضمون میں ’احمدیہ جہاز‘ کا نظریہ پیش کیا تا کہ مبلغین اور احمدی حجاج باآسانی سفر کرسکیں۔

☆ بعد ازاں 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ میں اس خواہش کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ حضورؓ کا منشاء تھا کہ اپنے جہاز تجارت اور تبلیغ کی اغراض میں معاون ہوں گے۔

☆ حضورؓ نے 1936ء کی مجلس مشاورت میں بھی اپنی اس خواہش کا یوں اظہار فرمایا: ’’مَیں تو جب ریل گاڑی میں بیٹھتا ہوں میرے دل میں حسرت ہوتی ہے کہ کاش! یہ ریل گاڑی احمدیوں کی بنائی ہوئی ہو اور اس کی کمپنی کے وہ مالک ہوں اور جب میں جہاز میں بیٹھتا ہوں تو کہتا ہوں کاش! یہ جہاز احمدیوں کے بنائے ہوئے ہوں اور وہ ان کمپنیوں کے مالک ہوں‘‘۔

☆ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ میں یہ حیرت انگیز معجزہ دکھایا کہ حضور انور کے دورۂ امریکہ 2008ء کے بعد حضور جس جہاز سے کینیڈا تشریف لے گئے، اسے خلافت فلائٹ کا نام دیا گیا۔ یہ سفر 24 جون 2008ء کو دنیا کی چوتھی بڑی ہوائی کمپنی Continental ایئرلائن پر کیا گیا۔ مکرم منعم نعیم صاحب (نائب امیر یو ایس اے) اس ایئرلائن کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ اس جہاز میں سفر کرنے والے احباب کی تعداد 27 تھی۔ جو بورڈنگ کارڈ مہیا کیا گیا اس پر صد سالہ خلافت جوبلی کا Logo بنا ہوا تھا اور ایک طرف منارۃ المسیح کی تصویر تھی۔ کارڈ کے اوپر لکھا ہوا تھا "Khilafat Flight" اور ایک حصہ پر Ahmadiyya Muslim Community لکھا ہؤا تھا اور نچلے حصہ میں "Khilafat Centenary Celebration" کے الفاظ درج تھے۔

۞ اسی طرح دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر، نیز شدید زلازل اور غیر معمولی طوفانوں سے زمین کے تہ و بالا ہونے کی پیشگوئیاں بھی خلافتِ خامسہ کے دَور میں حیرت انگیز شان سے پوری ہورہی ہیں۔

الغرض پیشگوئیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ایک طرف خلافت احمدیہ کی صداقت کو آشکار کررہا ہے تو دوسری طرف خدائے لم یزل کی عظمت کے ترانے گارہا ہے۔

۞ ۞ ۞

حضرت حافظ مختار احمد صاحبؓ شاہجہانپوری

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ اگست و ستمبر 2010ء میں مکرم عبدالہادی ناصر صاحب نے حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ قبل ازیں آپؓ کا تذکرہ 25 جولائی 1997ء، 29 جنوری 1999، 28 اپریل 2000ء، 17 ستمبر 2004ء اور 21 دسمبر 2007ء کے شماروں میں ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بن چکا ہے۔

آپؓ ایک جیّد عالم تھے۔ آپؓ کا قد دراز، چہرہ نورانی، گفتگو مسحور کُن اور شخصیت سحر انگیز تھی۔ اس ہستی سے جو بھی ملا گرویدہ ہوگیا اور دوبارہ ملنے کا آرزومند رہا۔

میری پہلی ملاقات حضرت حافظ صاحبؓ سے 1956ء میں ہوئی۔ آپؓ مسجد محمود کے پاس کچے کوارٹر میں رہائش پذیر تھے۔ عصر کے بعد احباب آپؓ کو ملنے آتے جن میں سلسلہ کے جیّد علماء ہوتے۔ جو علماء اُس دن ملنے آئے اُن میں قابلِ ذکر سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ تھے جو اُن دنوں تجرید بخاری لکھ رہے تھے اور اپنا مسوّدہ ہر روز حافظ صاحبؓ کو سنانے آتے تا کہ اردو کی نوک پلک درست ہوجائے۔ حافظ صاحبؓ اغلاط کی اصلاح کرتے اور ساتھ ساتھ لسانی قواعد کی وضاحت بھی کرتے۔ مجھے حافظ صاحبؓ کی مجلس بہت اچھی لگی اور مَیں نے روزانہ اس مجلس میں شامل ہونے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ عصر کے بعد آپؓ کی خدمت میں حاضر ہونا میرا معمول بن گیا۔

حافظ صاحب اردو ادب میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اُن کی شخصیت پاکستان کے اس وقت کے بڑے بڑے ادیبوں میں مسلّم تھی۔ اردو ادب میں وہ ’’اتھارٹی‘‘ تھے۔ بڑے بڑے غیر از جماعت ادیب اصلاح کی خاطر ربوہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے، اردو ادب کی گتھیاں سلجھاتے۔ اُن میں غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک بھی شامل تھے۔ علماء سلسلہ اکثر اپنی تصانیف کی نوک پلک درست کرانے اپنے مسودات چھوڑ جاتے۔ حافظ صاحب مزید مشوروں سے اُن کو مزیّن کرتے۔ آپ کی میز پر مسوّدات کا ڈھیر لگا ہوتا۔ حضرت حافظ صاحبؓ کی محفل علم و حکمت کا دربار تھا۔ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، تصوف، منطق اور فلسفہ ہر موضوع پر بات ہورہی ہوتی۔ آپؓ پلنگ پر نیم دراز گاؤتکیہ پر ٹیک لگائے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود گھنٹوں بولتے۔ جوں جوں سلسلہ کلام بڑھتا تو آواز بلند اور پُرشوکت ہوتی چلی جاتی۔

آپ کا غضب کا حافظہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی عبارتوں کی عبارتیں ازبر تھیں۔ یہاں تک کہ اکثر صفحات کے نمبر یاد ہوتے اور یہ بھی اُن کو معلوم ہوتا کہ یہ حوالہ حاشیہ میں فلاں عبارت سے شروع ہوتا ہے۔

آپؓ اردو کے قادرالکلام شاعر تھے۔ امیر مینائی کا شاگرد ہونے پر فخر تھا۔ امیر مینائی کا یہ شعر اکثر پڑھتے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اپنے استاد کے اکثر اشعار بطور سند دَوران گفتگو سناتے۔ اپنے استاد کی طرح آپؓ کا کلام بہت طویل ہوتا تھا جو کئی کئی صفحوں پر محیط ہوتا۔ امیر مینائی کے دیوان ’’صنم خانۂ عشق‘‘ میں کوئی غزل 35 شعروں سے کم نہیں تھی۔ حافظ صاحبؓ اپنے استاد سے بھی لمبی نظمیں لکھتے تھے۔ آپؓ کا کلام سلسلہ کے رسالوں اور اخباروں میں شائع ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ غیر مطبوعہ کلام کہیں زیادہ تھا۔ ایک دفعہ مَیں نے درخواست کی کہ آپ ان سب کو اکٹھا کر کے دیوان کی صورت میں شائع کیوں نہیں کر دیتے؟ جواب میں فرمایا کہ میرے دیوان سے سلسلہ کے کام زیادہ اہم ہیں۔

آپ جب کسی لفظ یا شعر کے متعلق بحث کررہے ہوتے تو اُس کے ثبوت میں سند کے طور پر فصحاء ادب کے تین چار شعر پڑھ دیتے۔ ہزار ہا شعر اُن کو یاد تھے۔ کوئی معترض اگر حضرت مسیح موعودؑ کے کسی شعر یا نثر پر اعتراض کرتا تو حافظ صاحبؓ قدیم شعراء کے کلام سے ثابت کرتے کہ حضرت اقدسؑ نے جو ترکیب یا لفظ استعمال کیا ہے وہ درست ہے۔ نہ صرف اردو بلکہ فارسی اور عربی پر کئے گئے اعتراضات کے جواب میں سند کے ذریعے ثابت کرتے کہ حضور علیہ السلام کے کلام میں کوئی غلطی نہیں۔ آپؓ نے اپنی ساری عمر اس کام کے لئے وقف کررکھی تھی۔

حافظ صاحب کی مجلس میں اگر کوئی لفظ یا فقرہ غلط استعمال کرتا تو آپؓ فوراً تصحیح کردیتے اور اس کی وجہ بھی بیان کردیتے۔ مثلاً ایک صاحب سے حافظ صاحبؓ نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے کہ کل مجھے کافی بخار تھا۔ حافظ صاحب مسکرائے اور کہا کہ کافی کا مطلب یہ ہے کہ جتنا آپ بخار چاہتے تھے اتنا ہی تھا، آپ کو کہنا چاہئے تھا کہ تیز بخار تھا۔ ایک صاحب نے دوران گفتگو یہ کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ مُلْہِمْ تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ مُلْہِمْ تو خدا تعالیٰ ہوتا ہے جو الہام کرتا ہے۔ جس کو الہام ہوتا ہے اس کو مُلْہَمْ کہتے ہیں۔ اسی طرح اردو کی فصاحت و بلاغت کے متعلق بات کرتے ہوئے ایک نامور ادیب نے کہا کہ بلاغت کے بعض امام کہتے ہیں کہ اگر کلام میں دو سے زائد اضافتیں استعمال ہوں تو کلام بلاغت سے گر جاتا ہے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ چاہئے کہ بلاغت والے اپنے اصول کو درست کریں کیونکہ اگر رئیس الشعراء مرزا غالب دو سے زیادہ اضافتیں استعمال کرتا ہے تو کلام بلاغت سے نہیں گرتا بلکہ شعر میں حسن آجاتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے فی الفور غالب کے تین چار شعر پڑھ دیئے۔ ایک تھا

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

اس شعر میں داغِ فراقِ صحبتِ میں تین اضافتیں واقع ہوئی ہیں شعر کے حسن میں کمی نہیں آئی بلکہ سماع میں بھی بھلا لگتا ہے۔ دوسرا شعر تھا

ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ!
پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے

اس شعر میں ’نشاطِ آمدِ فصلِ‘ تین اضافتیں واقع ہیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں مکرم اعظم نوید صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’نذرِ امام‘‘ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وہ دلرُبا، دل نشین چہرہ
محبتوں کا امین چہرہ
سبھی نگاہوں کا ایک مرکز
ہر ایک دل میں مکین چہرہ
نظر سے جام و سُبو پلائے
وفا کا پیکر ذہین چہرہ
اسی کے چرچے ہیں شش جہت میں
ہے کتنا سُندر، مُبین چہرہ
ہیں اس کی باتیں بھی شہد آگیں
وفا کا پرتَو رنگین چہرہ
نظر بھی ٹِکتی نہیں کسی کی
حسین، دُرِ ثمین چہرہ

لیکن شعر بلاغت سے نہیں گرا۔ آپؓ نے غالب کا ایک اور شعر بھی پڑھا جس میں چار اضافتیں استعمال ہوئی ہیں۔

ایک دفعہ میں نے آپؓ سے شاہجہانپور سے قادیان ہجرت کر کے آنے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ جن دنوں ہم شاہجہان پور میں رہتے تھے ہمیں اہل زبان ہونے پر بہت فخر تھا اور اردو زبان کو گھر کی لونڈی سمجھتے تھے۔ ان دنوں کسی نے ہمیں آکر کہا کہ سنا ہے کہ پنجاب کے ایک گاؤں میں ایک جاٹ آج کل اردو میں بہت سی کتابیں لکھ رہا ہے۔ ہم یہ سُن کر بہت ہنسے کہ پنجاب کا جاٹ کیا اردو لکھے گا۔ اتفاقاً چند دنوں کے بعد کسی نے ہمیں ایک کتاب لاکر دی اور کہا کہ یہ اس جاٹ کی کتاب ہے۔ جب ہم نے اس کتاب کا ایک صفحہ پڑھا تو ہم اپنا سر تھام کر بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ یہ کیسا جاٹ ہے جو اتنی فصیح اردو لکھتا ہے۔ اور ایک صفحہ پر اتنی معرفت کی بات لکھ گیا ہے۔ ہم تو حیران رہ گئے۔ پھر کیا تھا اور کتابیں منگوائیں ان کو پڑھا اور پھر اس کے لکھنے والے کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور قادیان آ گیا۔ اور پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں راحت محسوس کی۔ اور پھر ساری زندگی میں نے اس مقصد کیلئے وقف کردی کہ اگر کوئی معترض حضرت مسیح موعودؑ کی اردو، فارسی اور عربی تحریر پر کوئی انگلی رکھے گا تو مَیں اس کا دفاع کروں گا۔ اور اُٹھنے والے ہر اعتراض کا جواب دوں گا۔ کیونکہ اگر حضورؑ اپنی صداقت کے لئے کوئی نشان نہ دکھاتے تو بھی یہی ایک نشان کافی تھا کہ آپؑ نے اردو، فارسی، عربی میں 90 کے قریب کتب لکھیں۔ اور کوئی لفظ اور کوئی فقرہ گرائمر کے قواعد کے خلاف نہیں۔

ایک دن مَیں نے کہا کہ مودودی صاحب نے بھی بہت سی کتب لکھی ہیں۔ کیا ہم اُن کو عالم کہہ سکتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: سامنے شیلف پر مودودی صاحب کی ساری کتب پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں سے کوئی ایک کتاب اُٹھا کر لاؤ۔ چنانچہ حسبِ ارشاد میں اُٹھا اور ایک کتاب نکالی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کتاب کو کہیں سے کھولو اور ایک پیراگراف پڑھو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ اب اس پیراگراف کی سطریں گنو۔ مَیں نے گن کر بتایا: 19 سطریں ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم اکثر میرے پاس آکر بیٹھتے رہے ہو۔ اور تمہارے سامنے مختلف اوقات میں لسانی قواعد پر گفتگو ہوتی رہی ہے، تم اس میں سے غلطیاں نکالو۔ مَیں نے بڑے غور سے ایک ایک سطر کو پڑھا اور تین غلطیاں نکالیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم نے تین غلطیاں نکالی ہیں۔ اس کے علاوہ تین اَور غلطیاں ہیں۔ 19 سطروں میں جب 6 غلطیاں ہوں اور پھر اُن کو یہ بھی گمان ہو کہ وہ اہل زبان ہیں تو کیا تم ایسے شخص کو عالم کہو گے۔ یہ تو صرف اردو ادب کا حال ہے۔ علم وحکمت اور فہم قرآن کی ایک علیحدہ بحث ہے۔ آپؓ نے مزید بتایا کہ مودودی صاحب دہلی کے رہنے والے ہیں اور ان کے دادا سیّد حسن شاہ صاحب جو سجادہ نشین تھے اُن کو بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار مباہلہ میں چیلنج دیا تھا اور مباہلہ کا یہ اشتہار 105 علماء، مشائخ اور سجادہ نشینوں کو بذریعہ رجسٹری بھجوایا تھا۔ کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مقابل پر آئے۔ یہ اشتہار ''انجام آتھم'' میں مع ناموں کے موجود ہے۔ آپؓ نے ''انجام آتھم'' میں وہ مقام بھی بتایا جہاں مودودی صاحب کے دادا کا نام درج تھا۔

ایک دن دورانِ گفتگو تعلق باللہ کا مضمون شروع ہوگیا جس پر حافظ صاحبؓ نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے اس وقت تعلق قائم ہوتا ہے جب تعلق قائم کرنے والا استقامت اختیار کرتا ہے۔ سورۃ الانشقاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے انسان! تجھے ضرور اپنے ربّ کی طرف سخت مشقت کرنے والا بننا ہوگا پھر تلاقی ہوگی''۔ اسی طرح سورۃ العنکبوت میں فرمایا کہ: ''وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔''

حافظ صاحبؓ نے فرمایا کہ اکثر لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو یوں سمجھتے ہیں کہ چند مہینے عبادت کی تو اُن کا تعلق قائم ہوگیا۔ اور پھر جب اُن کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہمارا تعلق قائم نہیں ہوا تو شکوہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ انگریز احمدی بشیر احمد آرچرڈ صاحب جب نئے نئے قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر اُنہیں میرے پاس لایا گیا۔ چند دن بعد وہ کہنے لگے کہ مَیں کچھ مہینوں سے نماز پڑھ رہا ہوں مگر مجھے خدا نہیں ملا۔ مَیں نے کہا کہ برطانیہ کے بادشاہ کو فون کرو کہ مَیں قادیان میں ہوں مجھے آکر مل لیں۔ وہ کہنے لگے کہ برطانیہ کا بادشاہ مجھے نہیں جانتا وہ مجھے ملنے کیسے آسکتا ہے؟ تو مَیں نے کہا کہ ایڈورڈ تو ایک چھوٹے ملک کا بادشاہ ہے وہ آپ کو ملنے نہیں آسکتا تو وہ جو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے اس کے متعلق آپ نے کیسے سوچ لیا کہ تعلق قائم کئے بغیر وہ آپ کو ملنے آئے گا۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بچپن کے حالات سناتے ہوئے حضرت حافظ صاحبؓ نے فرمایا کہ صاحبزادہ مرزا محمود کو مولانا حکیم نور الدین صاحب سے بہت لگاؤ تھا۔ جو بھی نئی چیز اُن کو ملتی سب سے پہلے اُسے دکھانے کیلئے آپؓ کے پاس لے کر آتے۔ آپؓ بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور جس طرح بچوں کی دلجوئی کی جاتی ہے آپ دلجوئی کرتے۔ ایک دفعہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے ضد کی کہ مجھے ایک گاڑی لادیں۔ اس وقت قریباً چھ یا سات سال کے ہوں گے چنانچہ حضورؑ نے ایک بڑھئی کو بلایا اور اُس نے چار پہیوں والی لکڑی کی خوبصورت گاڑی تیار کی جس میں ایک آدمی آسانی سے بیٹھ سکتا تھا۔ گاڑی ملتے ہی صاحبزادہ صاحب فوراً حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مطب میں گاڑی دکھانے کے لئے پہنچے۔ آپؓ نے فرمایا: میاں گاڑی بہت خوبصورت ہے، مجھے بھی اس میں بیٹھنے دو۔ چنانچہ آپؓ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: میاں اب مجھے سیر بھی کراؤ۔ پھر صاحبزادہ صاحب نے پیچھے سے دھکا لگا کر ایک چکر دیا۔ جب ایک چکر ختم ہوا تو آپؓ نے اصرار کیا کہ میاں ایک چکر اور دے دو۔ ہر چکر پر آپؓ اصرار کرتے کہ میاں ایک اور چکر۔ لیکن جب چھ چکر ہو گئے تو صاحبزادہ صاحب نے باوجود آپ کے بار بار اصرار کرنے پر یہ کہا کہ آپ اتریں اب میری باری ہے۔ لہٰذا آپؓ اتر گئے۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خلافت کے چھ سال بعد مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ بنے۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے فرمایا کہ ایک دن صاحبزادہ صاحب کھیلتے کھیلتے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے مطب میں آ گئے۔ یہی کوئی چھ یا سات سال کی عمر ہوگی۔ آپؓ نے اُن کو پیار کیا اور پیار سے کہا کہ ''توں ای موعود بیٹا ایں۔ تیرے پیو دا وی ایہی خیال اے۔ تے میرا وی ایہی خیال اے''۔ یعنی تم ہی موعود بیٹے ہو اور آپ کے والد کا بھی یہی خیال ہے اور میرا بھی یہی خیال ہے۔

حضرت حافظ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ عشق تھا۔ جب بھی آپ اُن کا ذکر کرتے آپ کی آنکھیں نم ہوجاتیں۔ ایک دن فرمایا کہ جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ مجھے ملنے آتے ہیں تو میں کوشش کرتا ہوں کہ بہت سے لطیفے ان کو سناؤں۔ میں لطیفے اُن کو اس وجہ سے سناتا ہوں کہ وہ ہنسیں۔ جب وہ ہنستے ہیں تو اس طرح ہنستے ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنسا کرتے تھے۔ یہ کہہ کر آپؓ آبدیدہ ہوگئے۔

میں نے ایک دفعہ حافظ صاحبؓ سے اُن کی عمر کے متعلق پوچھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میاں یہ بات مجھ سے نہ پوچھو اگر عزرائیل نے سن لیا تو کہیں آ نہ دھمکے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ موت تو کوئی چیز نہیں جس سے ڈرا جائے۔ موت تو ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں داخل ہونے کا نام ہے۔ دنیا اور عقبیٰ دونوں ہمارے ہی گھر ہیں کہ جب ایک گھر میں رہتے رہتے تھک گئے تو دوسرے گھر چلے گئے۔ پھر امیر مینائی کا یہ شعر پڑھا ؎

کیا ہستی و عدم کا کہیں حال اے امیر
اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

حضرت حافظ صاحبؓ نے 100 سال سے کچھ زائد عمر پائی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپؓ کا حافظہ تادمِ واپسیں قائم رہا اور خدمتِ دین آخری سانس تک کرتے رہے۔

مکرم حافظ محمد یار صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 مئی 2011ء میں مکرم واحداللہ جاوید صاحب کے قلم سے ایک صوفی بزرگ کی قبول احمدیت کی داستان شائع ہوئی ہے جس نے اپنے آسمانی آقا کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے امام وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کی۔

15 جنوری 1978ء کو سردیوں کی ایک دوپہر کو ایک ملنگ نما صوفی ایک لمبا چوغہ زیب تن کئے، سر پر پگڑ، شانے پر چادر ہاتھ میں تسبیح چہرہ چمکتا ہوا سفید اور نورانی، دکھی دل سے گولبازار ربوہ سے گزرتا ہوا لاری اڈہ کی طرف گامزن تھا، آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب جس کا ضبط محال تھا۔

مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب نے جب دیکھا تو السلام علیکم کے بعد تعارف کی غرض سے احوال دریافت کیا تو نہایت دلچسپ صورتحال سامنے آئی۔ آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا۔ انہوں نے بتایا کہ میں شہر عبدالحکیم ضلع ملتان کے قریب آباد ہوں اور میرا نام حافظ محمد یار ہے۔ میں ایک گدی نشین کا خلیفہ اور خود پیر ہوں۔ دین کی حالت دیکھ کر میں اللہ کے حضور روتا رہا ایک دن اپنی یہ ساری حالت زار اللہ کے حضور رکھ دی اور مدد چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مجھ مضطر کی دعا سنی بلکہ اس ذرہ خاک سے ہمکلام ہوا اور فرمایا کہ میرے بندے ناصر سے جا کر ملو جو ربوہ میں ہے۔

فرط جذبات میں اہل خانہ کو بھی یہ بات بتادی۔ دن چڑھے پہلا کام یہ کیا کہ گدّی نشین کے پاس جا کر تمام واقعہ بیان کر دیا۔ خیال تو تھا کہ ان کی بھی آنکھیں کھل جائیں گی مگر انہوں نے فوراً بغیر سوچے اس سارے معاملے کو شیطانی قرار دے دیا۔ جب انہیں پتہ لگ گیا کہ ان کی باتوں کا اثر مجھ پر نہیں ہوسکتا تو انہوں نے روایتی طریقہ اپنایا اور دھمکی دیتے ہوئے کمرہ سے باہر نکل گئے۔ جاتے جاتے دروازہ باہر سے بند کر گئے۔ باہر سے کنڈی لگ گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی کہ مجھے یہاں سے نکال۔ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنایا۔ اس نے دروازہ کھولا تو وہاں مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا اور معذرت خواہانہ انداز میں کہا کہ وہ تو دو نفل ادا کرنے آیا تھا۔ مَیں نے کہا کہ دراصل اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیجا ہے۔ پھر مَیں ٹرین پر سوار ہو کر ربوہ پہنچا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) سے ملاقات کرنی تھی مگر منتظمین نے جمعرات تک انتظار کرنے کو کہا ہے۔ آج اتوار ہے اور میں واپس جا رہا ہوں۔ سخت صدمہ ہے اور سر میں شدید درد ہے۔

اُن کی ساری بات سن کر راجہ نذیر احمد صاحب نے ان کو سردرد کی دوا دی۔ پھر کوشش کی اور آخر کار خوشخبری سنائی کہ آپ کی ملاقات کا بندوبست ہوگیا ہے۔ یہ حسین ملاقات بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لائے تو حافظ صاحب کو اگلی صفوں میں دیکھ کر مسکرا دیئے۔ حافظ صاحب اکثر یاد کر کے کہا کرتے تھے کہ وہ ملاقات ان کا سرمایۂ حیات تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حافظ محمد یار صاحب کی دستی بیعت لی۔ پھر دفتر کے کارکن کو ارشاد فرمایا کہ اِن کو نیا لباس پہنا کر رخصت کرنا ہے۔ چنانچہ یہ سعادت راجہ نذیر احمد صاحب کے حصے آئی۔ درزی نے رات گیارہ بجے یہ لباس تیار کیا۔ شلوار قمیص اور دستار، خلافت احمدیہ کی طرف سے پہلا تحفہ تھا۔ کچھ عرصہ بعد جائے نماز، کپڑے اور تسبیح اپنے دست مبارک سے عطا فرمائی۔

حافظ صاحب واپس گھر پہنچے۔ تو اگلے ہی جمعہ کی نماز کے بعد آپ پر مخالفین نے یلغار کر دی۔ آپ کی ذاتی زمین پر تعمیر شدہ مدرسہ پر قبضہ کرلیا۔ ذاتی رہائشگاہ پر بھی قبضہ کی کوشش کی۔ حافظ صاحب نے خوب جوانمردی سے مقابلہ کیا اور کسی طور گھر کو نہ چھوڑا۔ خدا کا شکر کہ اس زمانہ میں AC کوئی اچھا انسان تھا جس کی سمجھ میں تمام بات آگئی۔ اُس نے حافظ صاحب کو نہایت عزت کے ساتھ حوصلہ دے کر رخصت کیا اور وعدہ کیا کہ حق تلفی نہیں ہونے دے گا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ جو اس نے کہا تھا اسے کر کے بھی دکھایا۔ مقدمہ تو کافی دیر چلا مگر قبضہ حافظ صاحب کو مل گیا۔

حالات کچھ بہتر ہوگئے مگر مخالفین نے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بیرونی ابتلاء کے ساتھ گھریلو ابتلا بھی شروع ہوگئے۔ حافظ صاحب کے بڑے بیٹے میاں بشیر احمد صاحب کے سسر نے فتویٰ حاصل کرلیا کہ قادیانی ہوجانے کے بعد نکاح خود بخود ٹوٹ جاتا ہے اور اُن کی زوجہ کا کسی اَور سے نکاح کر دیا۔ حافظ محمد یار صاحب کی بیگم کو بھی ورغلانے کی پوری کوشش کی گئی مگر یہ سادہ وفاشعار خاتون یہی جواب دیتی رہی کہ دین میں پیروں کی بیعت کرنے کا ذکر کہیں نہیں ہے البتہ امام مہدی کی بیعت کا حکم ہے لہٰذا مَیں حافظ صاحب کے ساتھ ہی جیوں مروں گی۔ ایک ہمشیرہ شادی شدہ تھی اس کے سسرال نے اُسے روک لیا کہ اب میکے نہیں جانا۔

حافظ محمد یار صاحب کی وفات 24 مئی 2003ء کو ہوئی۔ تدفین ربوہ میں ہوئی۔

محترم حافظ صاحب نے اپنی اولاد کو آخری پیغام یہ دیا کہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ دنیا میں اسلام کی اشاعت کررہے ہیں اسی طرح آپ بھی ان کے ساتھ خدمت دین کرتے رہیں۔ آپ کے دو بیٹے میاں بشیر احمد صاحب اور نذیر احمد سانول صاحب بطور معلم سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دیگر تین بھائی بھی اپنے اپنے رنگ میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا جون 2010ء میں جلسہ سالانہ کینیڈا کے حوالہ سے مکرم فضل الرحمٰن نعیم صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

اب کے ہمارا جلسہ اِک یادگار ہوگا
سامانِ دیدِ یاراں پھر شاندار ہوگا
کھل جائیں گے دریچے فضل وکرم کے سارے
محفل وہ پھر سجے گی پھر ذکرِ یار ہوگا
اُتریں گے آسماں سے رحمت کے جب فرشتے
منظر وہ جلسہ گہ کا کیا خوشگوار ہوگا
شیریں زباں ہوگی دلکش پیام ہوگا
جو بھی خطاب ہوگا بس یادگار ہوگا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 21, 2015 – September 03, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 21, 2015

00:10 World News, Tilawat & Yassarnal Quran
01:15 Huzoor's Tour To India: Recorded on November 26, 2008.
02:10 Spanish Service & Pushto Muzakarah
03:45 Tarjamatul Quran Class & Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Visit To India: Recorded on November 24, 2008.
07:30 Jalsa Salana UK 2015 Inspection
10:30 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015
19:05 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015
20:00 Repeat of Friday Sermon [R]
21:00 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]

Saturday August 22, 2015

03:50 Friday Sermon: Recorded on August 29, 2015.
04:50 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 129-138.
06:10 In His Own Words, Al-Tarteel & Friday Sermon
08:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015
15:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015: including an address delivered by Huzoor.
19:00 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]
22:00 Proceedings from Jalsa UK 2015: including Huzoor's address from the ladies' Jalsa Gah. [R]
23:30 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]

Sunday August 23, 2015

00:00 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]
06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
06:30 Jalsa Salana UK Address: Recorded on August 22, 2015 from the ladies Jalsa Gah.
08:00 History Of Jalsa Salana
08:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015
12:00 Live International Bai'at Ceremony
14:30 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2015: includes the concluding address delivered by Huzoor.
19:00 Proceedings from Jalsa Salana UK 2015 [R]
22:40 International Bai'at Ceremony [R]

Monday August 24, 2015

01:30 Proceedings from Jalsa UK 2015: includes the concluding address delivered by Huzoor. [R]
06:00 Tilawat, Dars Seerat-un-Nabi & Al-Tarteel
06:30 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
07:30 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2015.
08:30 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
10:45 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015: Including flag hoisting ceremony and opening address delivered by Huzoor.
15:20 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2015.
16:20 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015: Including flag hoisting ceremony and opening address delivered by Huzoor.
20:10 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
23:10 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2015.

Tuesday August 25, 2015

00:10 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa 2015
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 156-160.
06:15 In His Own Words
06:45 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
09:45 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015: Including an address delivered by Huzoor from ladies Jalsa Gah.
13:15 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015: afternoon session
17:25 Yassarnal Quran & Faith Matters
19:25 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015: Including an address delivered by Huzoor from ladies Jalsa Gah.

Wednesday August 26, 2015

01:55 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015: afternoon session
06:00 Tilawat & Al-Tarteel
06:50 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
10:30 Repeat International Bai'at Ceremony
13:20 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015: Includes a concluding address delivered by Huzoor.
17:25 Fiqahi Masail, Al-Tarteel & Faith Matters
19:25 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
20:25 Repeat International Bai'at Ceremony

Thursday August 27, 2015

00:05 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015: Includes a concluding address delivered by Huzoor.
01:55 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
04:25 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 11.
06:55 Huzoor Tour To India
07:45 Beacon Of Truth & Tarjamatul Qur'an Class
10:00 Indonesian Service & Japanese Service
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Yassarnal Qur'an & Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2015.
15:05 Aao Urdu Seekhain & Islam Between Freedom And Expression
15:40 Persian Service & Tarjamatul Qur'an Class
17:25 Yassarnal Quran, World News & Faith Matters
19:35 German Service & Huzoor's Tours To India
21:20 Tarjamatul Qur'an Class & Beacon Of Truth

Friday August 28, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
01:15 Huzoor's Tour To India & Spanish Service
02:55 Pushto Muzakarah
03:40 Tarjamatul Quran Class & Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
06:40 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
08:10 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2015.
09:10 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
11:30 Live transmission from Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live transmission from Baitul Futuh
13:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:40 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015: Includes flag hosting
15:20 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
16:20 Friday Sermon & World News
17:45 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
21:15 Friday Sermon [R]
22:25 Dars-e-Malfoozat & Seerat-un-Nabi
23:35 Deeni-O-Fiqahi Masail & Tilawat

Saturday August 29, 2015

00:25 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015: Includes flag hosting
02:10 Friday Sermon & Seerat-un-Nabi
03:55 Repeat proceedings from day 1 of Jalsa UK 2015
06:00 Tilawat & In His Own Words
06:45 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
09:15 Jalsa Salana UK 2015: Includes an address delivered by Huzoor from ladies Jalsa Gah.
10:45 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
13:15 Jalsa Salana UK 2015 Afternoon Session
15:45 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
17:30 Al-Tarteel, World News & Faith Matters
19:25 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
22:25 Jalsa Salana UK 2015: Includes an address delivered by Huzoor from ladies Jalsa Gah.

Sunday August 30, 2015

00:25 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
01:55 Jalsa Salana UK 2015 Afternoon Session
05:25 Repeat proceedings from day 2 of Jalsa UK 2015
06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain
06:20 Yassarnal Quran & Seerat Sahabiyat-e-Rasool
07:30 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
11:10 Repeat International Bai'at Ceremony
12:10 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
14:00 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015: Includes a Concluding address delivered bu Huzoor.
18:05 World News & Seerat Sahabiyat-e-Rasool
18:25 Seerat Sahabiyat-e-Rasool
19:25 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
23:05 Repeat International Bai'at Ceremony

Monday August 31, 2015

00:05 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015
01:55 Repeat proceedings from day 3 of Jalsa UK 2015: Includes a concluding address delivered by Huzoor.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana UK 2015 Inaugural Address
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 8, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation Friday sermon delivered on April 3, 2015.
11:05 Jalsa Salana Qadian speeches
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 9, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar & Jalsa Salana Qadian speeches
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:05 Rah-e-Huda, Al-Tarteel & World News
18:25 Jalsa Salana UK 2015 Inaugural Address
19:30 Somali Service, Husn-e-Biyan & Rah-e-Huda
22:15 Friday Sermon & Jalsa Salana Qadian speeches

Tuesday September 01, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
01:15 Jalsa Salana UK 2015 Inaugural Address
02:20 Kids Time & Friday Sermon
03:50 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood & Medical Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 119.
06:00 Tilawat, In His Own Words & Yassarnal Quran
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on November 16, 2015.
08:05 Aao Urdu Seekhain & Australian Service
08:25 Australian Service
09:00 English Question And Answer Session: Recorded on May 3, 1985.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on August 28, 2015.
12:05 Tilawat, In His Own Words & Yassarnal Quran
13:05 Faith Matters & Shotter Shondane
15:10 Spanish Service & Aao Urdu Seekhain
16:00 Press Point, Braheen-e-Ahmadiyya
18:00 World News & Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on August 28, 2015.
20:25 Aao Urdu Seekhain & Noor-e-Mustafwi
21:00 Press Point & Faith Matters
23:05 English Question And Answer Session [R]

Wednesday September 02, 2015

00:00 World News, In His Own Words
01:00 Yassarnal Quran, Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat & Persecution Of Ahmadies
02:50 Aao Urdu Seekhain, Press Point & Story Time
04:35 Noor-e-Mustafwi & Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat, Dars & Al-Tarteel
07:40 Jalsa Salana UK 2015 Afternoon Session
08:55 Urdu Question And Answer Session: Recorded on December 03, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on August 14, 2015.
12:05 Tilawat & Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Rec. November 13, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar & Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time, Faith Matters & Al-Tarteel
17:50 World News
18:15 Jalsa Salana UK 2015 Afternoon Session [R]
19:30 Horizons d'Islam & Deeni-o-Fiqahi Masail
21:10 Moshaa'irah
22:05 Friday Sermon: Rec. November 13, 2009.
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Rec. July 25, 2015.

Thursday September 03, 2015

00:05 World News, Tilawat & Al-Tarteel
01:15 Jalsa Salana UK 2015 Afternoon Session [R]
02:20 Deeni-o-Fiqahi Masail & Moshaa'irah
03:55 Faith Matters [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 148.
06:05 Tilawat: Surah Al-Anfaal verses 32-41.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 13.
06:50 Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque: Rec. October 16, 2008.
07:50 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
08:50 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 75-88. Class no. 10. Recorded on September 08, 1994.
09:55 Indonesian Service
11:00 Japanese Service: Programme no. 20.
12:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 1-22.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:25 Yassarnal Qur'an [R]
12:55 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
13:55 Friday Sermon: Recorded on August 07, 2015.
14:55 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 19.
15:10 Masih Hindustan Main
15:45 Persian Service: Programme no. 31.
16:15 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:20 Yassarnal Quran [R]
17:45 Live Hiwar-ul-Mubashir
19:50 World News
20:10 Faith Matters: Programme no. 172.
21:05 Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 21 & 28 August 2015 | Issue No. 34-35

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین چار سالوں میں جماعت احمدیہ کا تعارف جرمنی میں بہت زیادہ بڑھا ہے۔ تبلیغ یہاں پہلے بھی کی جاتی تھی۔ جماعت جرمنی پہلے بھی تبلیغ کے میدان میں کافی اچھی کارکردگی دکھاتی رہی ہے لیکن ہر طبقے تک جماعت احمدیہ کا تعارف جو گزشتہ چند سالوں میں ہوا ہے اتنا وسیع تعارف پہلے نہ تھا۔ سیاستدانوں میں بھی، پڑھے لکھے طبقے میں بھی، عوام الناس میں بھی جماعت کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ جانا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض طبقوں اور بعض اخباروں میں ہمارے خلاف مخالفانہ مہم بھی چلائی گئی اور جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے یا کی گئی۔ لیکن اس کا علاج بھی خدا تعالیٰ نے انہی لوگوں کے ذریعہ سے کر دیا۔ ان کے سیاستدان، ان کا پڑھا لکھا طبقہ، بلکہ ایسے بھی جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں جماعت کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں۔ یہ جو جماعت کا تعارف بڑھا ہے اس کو بڑھانے میں ہمارے مخالفوں نے مزید کردار ادا کیا ہے۔

ایک تو امن اور محبت کے لیفلیٹس (leaflets) کے ذریعہ آپ لوگوں نے بڑے وسیع پیمانے پر اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچائی ہے لیکن اب اس سے آگے دنیا کو یہ بھی بتانا ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے کہ تمہارا حقیقی نجات دہندہ جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا ہے وہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آپ سے کئے گئے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا ہے اور اب اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اس سے جڑنے کی کوشش کرو۔ پس جس طرح لاکھوں تک امن کے پیغام کے لیفلیٹس پہنچے اب اسی طرح لاکھوں اور کروڑوں تک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے لیفلیٹس بھی پہنچنے چاہئیں۔

اس زمانے میں جہاں شیطان یا شیطانی طاقتیں اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دنیا کو شیطان کی جھولی میں گرانا چاہتی ہیں وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ دنیا کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرو۔ آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ حقیقی جماعت ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کا حقیقی کردار ادا کر رہی ہے یا کر سکتی ہے۔ دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے سال کا ایک رابطہ کافی نہیں ہے بلکہ سارا سال توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اگر ذاتی تعلقات وسیع کئے جائیں تو پھر ہی سارا سال توجہ رہ سکتی ہے۔ اور یہ تعلق ہی پھر نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے۔ دنیا کی اصلاح کا اگر بیڑا ہم نے اٹھایا ہے، اگر دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے ہم نے آگاہ کرنا ہے تو پھر ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کے لئے چند لوگوں کے اپنے آپ کو پیش کرنے سے ہم دنیا میں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکتے۔

دعوت الی اللہ کے بارہ میں آیات قرآنیہ کی نہایت پُر معارف تفسیر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے لئے اپنے دلوں میں ایک درد پیدا کرنے اور تبلیغی مساعی کو وسیع تر کرنے کے بارہ میں ہدایات

دنیا کی بقا آج ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے صرف تھوڑے سے لٹریچر یا چند سیمینار یا چند میٹنگز کام نہیں کریں گی بلکہ ہمارے ہر طبقے کو اپنے اپنے حلقے میں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے آگے آنا ہوگا۔ مستقل مزاجی سے اس کام میں جُت جانا ہوگا۔ اپنے عملوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے عبادت کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کر کے یہاں سے جانا چاہئے کہ ہم دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے سامان کریں گے انشاء اللہ۔ دنیا کو تباہی کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنے عملوں کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ انشاء اللہ۔ اور کسی کو اپنے پر اس بات پر انگلی نہیں اٹھانے دیں گے کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی مثالیں قائم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام کالسروئے 07 جون 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (النحل:126)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (حٰمٓ السجدة:34)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین چار سالوں میں جماعت احمدیہ کا تعارف جرمنی میں بہت زیادہ بڑھا ہے۔ تبلیغ یہاں پہلے بھی کی جاتی تھی۔ جماعت جرمنی پہلے بھی تبلیغ کے میدان میں کافی اچھی کارکردگی دکھاتی رہی ہے لیکن ہر طبقے تک جماعت احمدیہ کا تعارف جو گزشتہ چند

باقی صفحہ نمبر 32 پر ملاحظہ فرمائیں

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ   ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

2014-15ء کے دوران حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض مصروفیات

آئرش پارلیمنٹ کے ممبران حضورِ انور سے شرفِ گفتگو حاصل کر رہے ہیں (24 ستمبر 2014ء)

گیارہویں امن سمپوزیم کے موقع پر (مسجد بیت الفتوح لندن، 8 نومبر 2014ء)

تیسری تقریبِ تقسیمِ اسناد جامعہ احمدیہ یوکے (13 دسمبر 2014ء)

جلسہ سالانہ قادیان 2014ء سے اختتامی خطاب (مسجد بیت الفتوح لندن سے براہِ راست، 28؍دسمبر 2014ء)

جلسہ سالانہ بنگلہ دیش 2015ء سے اختتامی خطاب (مسجد بیت الفتوح لندن سے براہِ راست، 8؍فروری 2015ء)

سالانہ تقریبِ عشائیہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ (14؍فروری 2015ء)

سورج گرہن ہونے پر مسجد فضل لندن میں صلوٰۃِ کسوف اور خطبہ کسوف (20/مارچ 2015ء)

مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کی سہ روزہ انٹرنیشنل کانفرنس کی اختتامی تقریب (22/مارچ 2015ء)

Humanity First International کی سالانہ کانفرنس (24/جنوری 2015ء)

سالانہ تقریبِ عشائیہ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن برطانیہ (31 جنوری 2015ء)

سمپوزیم IAAAE برائے سال 2015ء (2 مئی 2015ء)

جلسہ سالانہ جرمنی (5 جون 2015ء)